القانون

طب اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا

جلد نمبر گیارہ

بیان سبب ایام بحران اور اس کے دوروں کا اکثر لوگ

سبب مقرر ہونے زمانہ بحران امراض حادہ کا ماہتاب کی حرکت اور دورہ سے تجویز کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ قوت ماہتاب کی تمامی رطوبات عالم میں پھیلی ہوئی ہے کہ بذریعہ اسی قوت کے اقسام تغیرات کے پیدا ہوتے ہیں نضج ثمرات اور اغذیہ پر بھی قوت قمری معین ہوتی ہے خواہ عدم نضج اور عدم ہضم پر جیسی جس مادہ کی استعداد ہو اور اسی دعوے پر ایک استدلال تجربہ کا یہ لاتے ہیں کہ دریا کے پانی کا جذر اور مد ہر مہینے میں بحسب اختلاف زیادتی نور قمر کے ہوتا ہے اور کیفیت حدوث جذر اور مد کی یہ ہے کہ جس وقت سے ماہتاب کا نور بڑھتا جاتا ہے دریا پانی میں زیادہ ہوتا جاتا ہے یعنی بڑھنا پانی کا شروع ہوتا ہے اور جتنا ماہتاب کا نور زیادہ ہوتا جاتا ہے اسی قدر پانی کا مد زیادہ ہوتا جاتا ہے تاآنکہ نہایت زیادتی کو چاند پہنچ جائے اس وقت انتہائے مد کو آب دریا پہنچ جاتا ہے جب ماہتاب پندرھویں تاریخ قمری سے ہر مہینے کے گھٹتا ہے جذر یعنی کشش اور کمی پھیلاؤ میں شروع ہوتی ہے پھر جب چاند چھپ جاتا ہے آخر مہینہ کے ایام محاق میں اس وقت انتہا کو پانی پہنچ کر جہاں سے مد شروع ہوا تھا اس قدر کم ہو جاتا ہے اور پھر جب ماہ محاق سے نکل کر بشکل ہلال نظر آتا ہے دوسرا مد شروع ہوتا ہے اور یہی سلسلہ جذر اور مد کا پیہم چلا جاتا ہے ملاح اور کشتی کے مسافر اس بات کو بدیہی جانتے ہیں اسی طرح جو لوگ کنارہ بحر اعظم کے ہیں ان کو اس قول کی بخوبی تصدیق ہے اور روزانہ جذر اور مد کا طریقہ اور ہے جو مفصلاً کتب قوم میں مذکور ہے۔

دوسرا تجربہ تاثیر نور قمر کا یہ ہے کہ حیوانات کے سروں کا بھیجا بقدر زیادتی نور قمر کے زیادہ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ چودھویں تاریخ قمری اعظم بلاد معمورہ میں جس قدر بھیجا اور دماغ سر میں نکلتا ہے اور تاریخ میں اس قدر نہیں ہوتا قصاب وغیرہ جو ذبح حیوانات کا پیشہ کرتے ہیں وہ اس سے بخوبی آگاہ ہیں تیسرا تجربہ بہ نسبت سرعت نضج اور پختگی پھل درختہائے باردار کی خواہ زیادتی ترکاری اور بقولات کی زمانہ بدر ہونے میں قمر کی

جب زیادتی نور کی ہوتی ہے اور یہ لوگ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ رطوبات بدن انسان کے قمر سے اثر پذیر ہیں پس ان کے احوال میں ضرور اختلاف ہوتا ہے بنظر اختلاف احوال قمر کے اور جس قدر ظہور اختلاف احوال قمر کا شدید ہوگا بدن کے رطوبات کے حالات اختلاف بھی زیادہ ظاہر ہوں گے بہت شدید زمانہ ظہور اختلاف احوال بدنی کا وہی وقت ہوگا جس وقت قمر مقابلہ پر اس وضع کے پہنچے جس نقطہ پر کوئی تغیر جسم انسان میں ہوا ہے یعنی ایک سو اسی درجہ پر مثلاً اول درجہ حمل پر جب ماہتاب تھا اور کوئی مرض جسم انسان میں پیدا ہو پھر آخر سنبلہ میں ماہتاب ہو اس دن نہایت تغیر کذائی کا ظہور ہوگا اور اس سے کم ظہور اشد اد کا وہ دن ہے کہ قمر وضع تربیع پر اس نقطہ کے پہنچے یعنی نوے درجہ کا فاصلہ مثلاً درمیان مبدا تغیر سے اور مقام قمر سے ہو جیسے مثال مفروض میں آخر درجہ ثور کا ٹھہرے گا اور یہ خیال اطبا کا واجب کرتا ہے کہ دورہ قمر کی تنصیف ہو پھر تنصیف کی تنصیف یعنی تربیع ہو جائے جیسا مثال مذکور میں ہم بیان کر چکے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ دورہ قمر کا ساڑھے انتیس روز یعنی انتیس اور تہائی ایک دن کی جو مساوی آٹھ گھنٹے کے تقریبا ہے تمام ہوتا ہے اس میں سے ایام اجتماع یعنی محاق کا زمانہ کم کرنا چاہئے کیونکہ قمر کو ایام محاق میں کچھ تاثیر نہیں ہوتی ہے اور یہ زمانہ تقریب دو دن اور نصف اور ثلث ایک دن کا ہوتا ہے جو برابر ہے تین پانچ بٹہ چھ دن کے یعنی دو دن اور بیس گھنٹے کا تخمیناً ہوتا ہے بعد تفریق اس مقدار کے چھبیس دن اور نصف روز باقی رہے گا یعنی ساڑھے چھبیس اور اس کا نصف تیرہ ایک بٹہ چار یعنی سوا تیرہ روز یعنی چودھواں روز بحران ہے اور اس کا نصف چھ پانچ بٹہ آٹھ یعنی چھ دن اور پانچ ثمن ایک دن کے یعنی ساتواں روز بحران کا اور اس کا نصف تین پانچ بٹہ سولہ یعنی تین دن اور پانچ سولہویں ایک دن کی یعنی چوتھا دن بحران کا اور یہ چوتھا روز چھوٹا سا دورہ اس کا ہے اور بعض لوگ اس حساب کو دوسرے طور پر لیتے ہیں کہ اس میں اس حساب میں تھوڑا سا فرق ہے یعنی وہ لوگ دو دن اور آٹھ گھنٹے یعنی تخمیناً ثلث ایک دن کو ایام محاق

بحران کے وجود کا قائل اور معتقد بر سبیل تجربہ ہو جائے خواہ مسئلہ بحران اور تلقین اوقات مذکورہ کا بطور اصول موضوعہ کے مان لے خواہ اگر اس کے دل میں شک باقی رہے پس بنظر ضرورت معالجہ کے مصادرات سے اس حکم کو تصور کریں یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اکثر اطبا دور اس زمانہ کا نام رکھتے ہیں کہ اگر اس کو دونا کریں حاصل تضعیف جو مقدار ہو وہ بھی یوم بحران ہو اور پھر جس قدر اس کی تضعیف کرتے جائیں حاصل تضعیف یوم بحرانی ہوتا جائے اور غیر بحرانی کوئی دن نہ پڑے تا کہ آخر میں تضعیف کا حاصل مساوی ساڑھے چھبیس کے ہو جو زمانہ دور قمری بعد نقصان ایام محاق کے فرض کیا گیا ہے مثال اس دور کی رابوع اور سابوع سے دیتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ ان کے تضعیف سے بموجب اعتبار ایام بحران ان امراض کے جس کے لائق رابوع اور سابوع ہے ہمیشہ یوم بحران پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ رابوع جن امراض کے واسطے لائق ہے جب اسے دوچند کریں ساتویں دن حاصل ہوگا اور جس مرض کا بحران چوتھے دن ہوتا ہے اور اس کا ساتویں بھی ہوتا ہے اور دوسری تضعیف میں چودھواں روز پیدا ہو گا یہ بھی یوم بحران ہے اور تیسری تضعیف میں ستائیسواں روز پیدا ہوتا ہے اور وہ بھی یوم بحران ہے مگر عشر بینات کا دورہ سب سے زیادہ پورا ہے کہ جو عشرہ بعد کسی عشرہ کے ہے برابر بحران کا دن ہے اور دونوں دورے جو رابع ادرا سابع کے ہیں عشر بینات سے اس بات میں کم ہیں کہ پوری تضعیف ہر ایک میں دورے کی بحران کی سر ہو اس لئے کہ جو کسر اور جذر صحیح ایک بٹہ ۲۔۲۸ میں واقع ہوا ہے اس کی رعایت کرنی پڑتی ہے اور اسی جہت سے تین ہفتہ بیس یوم میں پورے ہوتے ہیں۔ اکیس دن تین ہفتہ کے شمار نہیں ہوتے پس رابوع پہلا پورے چار دن کا معدود ہوتا ہے اگر چہ فی الواقع تین چھ بٹہ سولہ خواہ تین پانچ بٹہ سولہ ہے مگر اس کی کسر دوسرے دورے میں نکل جاتی ہے کہ وہ ساتواں دن قرار دیا جاتا ہے کیونکہ دوچند تین چھ بٹہ سولہ کا چھ بارہ بٹہ سولہ چھ تین بٹہ چار یا چھ دن اور سولہ گھنٹے ہوتا ہے اور تیسرا بحران گیارھویں دن ہوتا ہے کیونکہ اکتیس

جمع تین تین بشہ چھ برابر ہے دس ایک بشہ آٹھ یعنی دس دن اور تین گھنٹے پس اس تیسرے بحران میں دوسرے دور کی رہی سہی کسر نکل جاتی ہے اس طرح پر کہ روز یازدہم مشترک رابوع سوم اور چہارم میں شمار کرتے ہیں۔ پس چوتھا بحران بروز چہاردہم ہوتا ہے اور اس وقت بوجہ کسر مذکور کے آخر رابوع چہارم روز چہاردہم اس واسطے مقرر کرتے ہیں جس میں سابوع دوم کا آخر اور رابوع چہارم کا متحد ہو جائے اور چودھواں روز بحساب رابوع اور سابوع کے ہر طرح سے یوم بحران ٹھہرے پھر چونکہ جبر نقصان تیسرے سابوع کا کرتے ہیں پانچویں بحران بیسویں روز پڑتا ہے اس لئے کہ چوتھا اور گیارھواں روز مشترک شمار کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے دو دن ادھر بڑھائے جاتے ہیں ورنہ اٹھارھویں روز پانچواں ہونا چاہئے توضیح شمار ایام بحران کی یہ ہے ایک جمع دو جمع تین جمع چار پہلا بحران پھر چار جمع پانچ جمع چھ جمع سات دوسرا بحران ہے اور یہ بحران موصول ہے اس لئے کہ آخر روز بحران اول اور اول روز بحران دوم کا مشترک ہے بعد ازاں آٹھ جمع نو جمع دس جمع گیارہ تیسرا بحران ہے اور یہ بحران منفصل ہے یعنی اس کا اول روز آخر بحران مقدم سے جدا ہے پھر گیارہ جمع بارہ جمع تیرہ جمع چودہ چوتھا بحران ہے اور یہ بھی موصول ہے اس لئے کہ روز بازدہم تیسرے اور چوتھے بحران میں مشترک ہے پھر چونکہ اب دو دن مشترک لئے گئے ہیں یعنی چوتھا اور گیارھواں لہذا یہ دونوں پانچویں بحران میں اضافہ کئے گئے اس وجہ سے بحران بیسویں روز پڑتا ہے اور یہ دورہ پنجم بھی منفصل ہے موصول نہیں ہے۔ رابوعات میں بالاتفاق یہی طریقہ جاری ہوا ہے کہ رابوع اول اور دوم موصول ہے اس لئے روز چہارم دونوں میں مشترک واقع ہوا ہے اور دوسرا اور تیسرا منفصل ہے پھر تیسرا اور چوتھا موصول ہے اس لئے کہ ساتواں روز دونوں میں شمار کیا جاتا ہے پھر جب چودھویں روز سے بڑھ کر پانچواں دورہ رابوع کا شمار کیا جائے آپس میں اطبا کے اختلاف واقع ہے فاضل اطبا مثل بقراط اور جالینوس کے خلاف قاعدہ سابقہ بنظر قوت نسبت مقابلہ کے

ابتدا میں پانچویں دورہ کے چودھواں روز موصول قرار دیتے ہیں پس ترتیب اس طرح پر ہوتی ہے کہ سترھواں روز دو رابوعات یعنی پنجم اور ششم میں موصول ہوتا ہے اس لئے کہ چودہ سے بیس تک شمار کرتے ہیں چودہ جمع پندرہ جمع سولہ جمع سترہ رابوع پنجم اور پھر سترہ جمع اٹھارہ جمع انیس جمع بیس رابوع ششم ہے اور خلاف قاعدہ یہ ہے کہ چودھویں روز کو مفصول کرنا چاہئے اس لئے کہ ہر ایک رابوع موصول کے بعد رابوع مفصول بڑھتا چلا آیا ہے اور بحساب سابوع کے اکیسواں رز تیسرے سابوع کے آخر ہے اگر تیسرا سابوع مفصول ٹھہرایا جائے اور اگر دو سابوع منفصل لے کر تیسرا موصول قرار دیں بیسواں روز آخر سابوع سوم پڑے گا اور دونوں دورے رابوع اور سابوع کے حساب سے بیسواں روز بحران قرار دیا جائے گا پس رابوع ششم اور سابوع سوم کا آخر بیسواں روز ہوگا اس طرح پر کہ سابوع اول اور دوم منفصل شمار کریں اور سابوع سوم موصول ٹھہرائیں اور اکیسواں روز مضاعف سابوعات ٹھہرے گا اگر تینوں سابوع کو منفصل قرار دیں اگر اس قاعدے کی رعایت کریں کہ دو سابوع منفصل کے بعد تیسرا سابوع موصول شمار کریں تو روز بستم بحران اور آخر سابوع سوم ہوگا پھر بیسویں روز کے بعد دورہ ربوعات کا اس طرح پر ہے کہ اکیسویں روز سے شمار کریں پس جو بیسویں روز بحران پڑے گا اور رابوع منفصل ہے کہ بہ نسبت ابتدائے مرض کے رابوع ہفتم ہے اور تیسرا رابوع منفصل ہے اور اس کے بعد ستائیسواں روز بحران کا رابوع ہشتم موصول ہے اور سابوع چہارم منفصل ہے اس کے بعد اکتیسواں روز رابوع نہم منفصل ہے بعد اس کے چونتیسواں روز رابوع دہم موصول ہے اور سابوع پنجم منفصل اس کے بعد چالیسواں روز سابوع پنجم موصول پڑے گا اور وہی قاعدہ کہ ہر دو سابوع منفصل کے بعد تیسرا سابوع متصل خواہ موصول واقع ہوگا اور یہ بیس روز میں ابتدائے روز بستم بغایت یوم چہلم کے بھی تمام ہوں گے اور یہ مقدار نہایت اور انتہائے زمانہ بحران امراض حادہ کی ہے اور جب دورے بیس بیس کے دو تمام ہو جائیں عمل بحران خواہ اثر

مرض کا باعتبار تاثیر قمری کے ضعیف ہوگا اور مرض مزمن ہو جائے گا بجائے سات روز چودہ روز کا ایک دور بحران کا شمار کیا جاتا ہے اور بعد اس کے تین ہفتہ یعنی بیس روز پر تضعیف خواہ زیادتی فرض کریں گے پس علی الاتصال روز شتم خواہ ہشتادم خواہ یک صد دبستم ایام بحران قرار دیئے جائیں گے اوران کے درمیان جو عشرات پڑتے ہیں جیسے پچاس اور سترہ وغیرہ اگرچہ وہ بھی ایام بحران بموجب قاعدہ مذکورہ بالا ہیں مگر اب کہ مرض مزمن ہو چکا بوجہ ضعف تاثیر کے ان کی طرف چنداں التفات نہیں ہے۔اور اطبا سوائے بقراط اور جالینوس کے مثل ارکاغانیس وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ رابوعات میں بعد چہاردہم کے اٹھارہواں روز یوم بحران ہے مگر منفصل ہے اس کے بعد اکیسواں روز بحران متصل اور موصول ہے اس کے بعد پچیسواں منفصل ہو کر اٹھائیسواں موصول پڑتا ہے اس کے بعد تیسواں روز منفصل اس کے بعد اور تیسواں متصل پڑتا ہے پینتیسواں سے جو متصل ہے بتیسویں سے اور یہ مل کر اسبوع تمام ہوتا ہے بعض اطبا نے بیالیسواں اور پینتالیسویں کو ایام بحران سے شمار کیا ہے اس طرح کہ انہوں نے دو رابوع بعد بیالیسویں روز کے جو یوم بحران ہے متصل قرار دیئے ہیں مگر اس شمار میں انہوں نے ناحق بہت کوشش کی ہے اس لئے کہ امراض مزمنہ میں اعتبار رابوع کا ساقط ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا۔اب بنظر غور دیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں نے تفصیل بحرانات رابوع اور سابوع میں کیسی بے ضابطگی کی ہے اور کیسے خلاف قاعدہ تجویز ایام بحران کی کرتے ہیں اور جو سلسلہ معتبر اور نظام صحیح مطابق قاعدہ تاثیرات قمری کی ہے فصل اور وصل ان سے قطعاً ساقط کر دیا ہے چوتھے روز کے بحران جس قدر ہیں ان کی قوت بیس روز تک ابتدائے مرض سے قوی رہتی ہے اور بعد ازاں قوت سابوعات کی شروع ہوتی ہے چوبیسویں روز تک پس جب مریض کو بیس روز مرض میں گذر جائیں اس کے مرض کا بحران بحساب سابوعات بموجب بیان بالا کرنا چاہئے کیونکہ مادہ مرض غلیظ ہو جاتا ہے اور ارکاغانس کے نزدیک اکیسویں روز اکثر بحران

جید ہوتا ہے بہ نسبت بیسویں روز کے جیسے روز بستم سترھویں روز کی فضیلت پر اوپر اٹھارھویں کے گواہی دیتا ہے بحساب اسابیع کے مترجم کہتا ہے مراد یہ ہے کہ بیسواں روز سترہویں روز کے فصل ہونے پر گواہ ہے بحساب سابوع کے اس لئے کہ تیسرا سابوع اپنے ماقبل سے متصل ضرور ہوتا ہے چنانچہ اوپر بیان ہوا اس حساب سے ابتدا سابوع سوم کی چودھویں روز سے ہے اور انتہا اس کی بیسویں روز ہوگی اور چونکہ جس روز سے سلسلہ رابوعات کا شروع ہوا ہے اسی دن سے سابوعات کا شروع ہے جس دن سے بعد روز چہاردہم کے سابوع شروع ہوگا اسی دن سے رابوع بھی شروع ہوگا اور وہ روز وہی روز چہاردہم ہے اس کا چوتھا روز سترہواں روز ہے نہ اٹھارھواں اس وجہ سے ظاہر ہوا کہ جس طرح بیسواں روز بحران بحساب سابوع سوم کے ہے اسی طرح سترہواں روز بحساب رابوع کے ہے افضل یوم بحران ہے متن بقراط اور جالینوس کے تجربہ میں اکیسویں روز بحران جید کا اکثر ہونا درست نہیں ٹھہرا اسی طرح ستائیس اور اٹھائیسویں روز کے بحران جید ہونے میں اختلاف واقع ہے کہ ارکاخائیس نے ستائیسویں پر اٹھائیسویں روز کو ترجیح اور فضیلت دی ہے اور اسی طرح اکتیسویں اور بتیسویں روز میں اور چونتیسویں اور پینتیسویں میں۔ اور چالیسواں اور پینتالیسویں میں باعتبار فصل اور وصل کے اختلاف واقع ہے اگر سلسلہ وار حساب کیا جائے تو غلط واقع نہ ہوگا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بعض امراض کا بحران سات مہینے بلکہ سات برس کے بعد ہوتا ہے اور چودہ برس اور اکیسویں برس تک بحران کا امتداد ہوتا ہے بعض اطبا نے ایسا خیال کیا ہے کہ بعد چالیس روز کے بحران کسی مرض کا باستفراغ قوی نہیں ہوتا ہے اور واقع میں یہ رائے صحیح نہیں ہے بلکہ معتبر لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے باستفراغ قوی بعد چالیس روز کے واقع ہوا اور یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ بعد اربعین کے بحران باستفراغ قوی محتاج اس کا ہو کہ پہلے مرض میں حدت از سر نو پیدا ہوئے تب استفراغ قوی سے بحران ہو خواہ کس مرض کا ہو کر بعد اربعین کے ہو خواہ

مرض میں ترکیب ہو اس طرح پر کہ حدوث مرض مزمن کے چند دلوں بعد ایک اور مرض حادہ پیدا ہو اور دونوں مل کر ایک ہو جائیں اس وجہ سے بعد اربعین بحران استفراغ قوی سے ہو اس لئے کہ مرض مزمن میں کچھ محال نہیں کہ طبیعت آہستہ آہستہ انضاج مادہ کا کرتے کرتے اس کی دفع اور اخراج پر ایک ہی روز میں قادر ہو اور استفراغ قوی بحرانی اسی روز واقع ہو۔ اگرچہ وقوع ایسے بحران کا بعد اربعین کمتر کرتے کرتے اس کی دفع اور اخراج پر ایک ہی روز میں قادر ہو اور استفراغ قوی بحرانی اسی روز واقع ہو اگرچہ وقوع ایسے بحران کا بعد اربعین کمتر ہوتا ہے اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ بعد اربعین بحران باستفراغ قوی نہیں ہوتا اور ناقص بحرانات سے خواہ بذریعہ خراج کے جن کے مادہ کی حرکت بدیر ہوتی ہے بحران بعد اربعین ہوتا ہے خواہ مادہ رفتہ رفتہ متحلل ہوتا ہے بقراط نے کہا ہے کہ ایام بحران کے جفت بھی ہوتے ہیں اور طاق بھی ہوتے ہیں مگر افراد یعنی طاق ونوں کی قوت کی بنا بر تجربہ کے بحران میں زیادہ اور شمار میں بھی ایام افراد زیادہ ہیں ایام ازداج سے مثل چوتا چھٹا آٹھواں دسواں چودھواں بیسواں چوبیسواں اور اس مثال میں بقراط اور ارکاغانیس دونوں کے مذہب کے موافق شمام ایام کا ہوا ہے مثال ایام افراد کی تیسرا پانچواں ساتواں نواں گیارھواں سترہواں اکیسواں ستائیسواں اکتیسواں جالینوس نے اس مثال میں جو بقراط نے آٹھواں اور دسواں روز ایام ازواج میں شمار کیا ہے اسے ناجائز تجویز کیا ہے اور کہا ہے کہ بموجب اصول اور قواعد بقراط یہ دونوں اور یوم بحران ہو نہیں سکتے اور شاید اگر یہ تمثیل بقراط کے کلام میں واقع ہوئی ہو تو قبل ازاں کہ بخوبی اور یا ستحکام علم ایام بحران کا بقراط کو ہوا جب یہ کلام بقراط سے صادر ہوا ہے یا آنکہ اس قول کی کوئی اور تاویل صحیح کی جائے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اکثر ایام بحران میں اتصال ہو جاتا ہے پس دو دن بحران کے مع ایام درمیانی بمنزلہ ایک دن کے ہو جاتے ہیں لیکن یہ کیفیت اکثر بعد بیس روز کے پیدا ہوتی ہیں خواہ بحران استفراغ کا ہو یا خراج کا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بروز بحران

جیدا گر علامات بد ظاہر ہوں نہایت برا ہے اور موت پر دلالت کرتا ہے جیسے اگر علامات ردی ساتویں روز خواہ چودھویں روز پیدا ہوں کہ ان کی دلالت ہلاک مریض پر زیادہ ہوگی۔ مناسبات ایام بحران کے مقدم روز بحرانی آئندہ یوم بحران سے وہی مناسبت رکھتا ہے جو دوسرا تضعیف سے پہلے کے حاصل ہو جیسے ساتواں اور چودھواں اور مراد یوم بحران سے چوبیس گھنٹہ کا زمانہ ہے خواہ تمام اس مدت میں آثار بحرانی کا وجود ہو خواہ بعض میں خواہ دن میں ہو خواہ رات میں خواہ دونوں میں۔ بہر حال ایام باحوری بعض بدرجہ غایت قوی ہیں کہ شاید ان میں ہمیشہ امید وقوع بحران ہوتی ہے اور بعض ایام بدرجہ غایت ضعیف اور بعض ایام متوسط ہیں اور ان سب کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں مگر پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ اول یوم بحران روز چہارم ہے مگر ضعیف ہے کہ اس میں اکثر امید وقوع بحران کی نہیں ہوتی مگر روز چہارم بوجہ مناسبت تضعیف کے منذر ہے روز ہفتم کا یعنی اس میں وقوع بحران کی خبر دیتا ہے اور ساتواں روز یوم بحران قوی ہے اس کی خبر چوتھا روز دیتا ہے اور ساتواں بوجہ قوت کے ایسا ہے کہ اول طبقہ عالی میں قرار دینے کی لائق ہے اس لئے کہ نصف مقابلہ اور ربع دورہ قمری پر واقع ہے اور گیارہواں روز مثل چودھویں روز کے اگرچہ قوی نہیں ہے لیکن وہ امراض صفراوی جن کا دورہ افراد میں ہوتا ہے جیسے حمی غب وغیرہ ان امراض میں گیارہواں روز بحران قوی ہے بہ نسبت چودھویں روز کے چودھواں روز بھی روز قوی ہے اس لئے کہ یوم مقابلہ دور قمری کا ہے اور منجملہ وجوہ قوت کے ایک وجہ اس میں یہ ہے کہ جو روز بحران ایسا ہے کہ اسے مناسبت روز چہاردہم سے نہ ہو اس میں قوت احکام بحران اور سلامت آنا بحرانی کی نہیں ہوتی جائیکہ اس دن بحران تمام اور جن کی امید کی جائے سترہواں روز یوم بحران قوی ہے اور جو دن اس کی مناسبت تضعیف میں ہے جیسے نواں روز وہ قوی تر ہے اور سترہویں روز کو تیسویں روز سے وہی مناسبت ہے جو گیارہویں روز کو چودھویں روز سے ہے یعنی جیسے کہ روز ہفتدہم رابوع اول ہے تیسرے سابوع کا اسی طرح

گیارہواں روز رابوع اول سابوع دوم کا ہے اٹھارہواں روز یوم بحران ہے مگر کمتر اس میں بحران واقع ہوتا ہے اور کمتر امراض میں اٹھارہویں روز ہوتا ہے بہ نسبت اکیسویں روز کے چوبیسویں روز اور اکتیسویں روز بھی کمتر بحران ہوتا ہے اور اس سے کم سینتیسویں روز بلکہ سینتیسویں روز بحران واقع نہیں ہوتا ہے کہ اس کے قریب چالیسواں روز موجود ہے چالیسواں روز بہ نسبت چونتیسویں کے قوی تر ہے اور معہذا چونتیسواں روز بھی صلاحیت بحران قوی کی بہ نسبت اکتیسویں کے رکھتا ہے اس لئے کہ آخر میں رابوعات کے واقع ہے۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ جن امراض کی نوبت افراد میں واقع ہوتی ہے جیسے غب خواہ اور امراض حادہ ان کا بحران جلدتر ہوتا ہے اور اکثر ان امراض کا بحران ایام افراد میں واقع ہوتا ہے کہ یہی ایام نوبت امراض مذکورہ کے ہیں اس واسطے حمی غب میں گیارھویں روز انتظار بحران کا کیا جاتا ہے اور چودھویں روز نہیں کیا جاتا ہے مگر بقلت جیسے کہ اگر نوم میں تقدیم خواہ تاخیر پیدا ہوا گرچہ کبھی غب کی ساتویں نوبت میں انحطاط ایسا ہوتا ہے کہ تیرھویں روز واقع ہوتی ہے پس بحران بھی تیرھویں روز ہو جاتا ہے جن امراض کی نوبت ازواج میں ہوتی ہے جیسے ربع وغیرہ ان کا بحران بدیر ہوتا ہے اور اکثر ایام ازواج میں ان کا بحران ہوتا ہے اکثر ایام باحوری صابوعات کے جو طبقہ عالی میں شمار کئے گئے ہیں کہ ان میں بحران جید اکثر ہوتا ہے یہ ہیں ساتواں اور گیارہواں اور چودھواں اور سترھواں کبھی دورے کسی مرض کے مطابق شمار ایام بحرانات دوسرے مرض کے ہوتے ہیں مثلاً ساتھ دورے غب کے مطابق سات دن محرقہ کے ہو جاتے ہیں یعنی ساتویں دورے سے غب میں عجلت ہوتی ہے اور کبھی بقائے مرض مزمن مہینوں اور برسوں میں موجب شمار ایام امراض حادہ ہوتا ہے پس ربع سات مہینہ میں تمام ہوتی ہے جیسے محرقہ سات دن میں اور ان امراض کا انداز ماہانہ مثل انداز ایام مرض حادہ ہوتا ہے مثلاً چوتھا مہینہ ربع میں منذر ساتویں ماہ کا ہو جاتا ہے اور تقدیم اور تاخیر بھی ان امراض میں مثل امراض حادہ کے واقع ہوتی ہے اور

عنقریب ہم بیان کریں گے ایام جو وسط میں واقع ہیں جن ایام کا اوپر کی فصل میں بیان ہوا وہی ایام باحوری اصلی ہیں اور بموجب اصول اور قواعد خواہ تجربات کے وقوع بحران کے وہی ایام میں اور قیاسی حکم ظہور آثار بحران کا انہی ایام میں کرنا چاہئے لیکن کبھی بنظر بعض وجوہ اور اسباب عارضی جو خارج سے پیدا ہوں خواہ نفس مرض سے بوجہ سرعت حرکت مادہ حادہ یا بطور حرکت مادہ باردہ کے خواہ بوجہ موت اور ضعف بدن مریض کے خواہ اور اعراض کی جہت سے جیسے بیداری مفرط پیدا ہو کسی امر خارجی کی وجہ سے مثلاً مطالعہ کتب علمی کرنے سے خواہ بدنی اسباب سے مثلاً خشکی دماغ وغیرہ سے خواہ نفسانی جیسے خوف وغیرہ جو بافراط پیدا ہو الغرض ایسے وجوہ سے کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بحران مرض میں تقدیم خواہ تاخیر ہو جاتی ہے اور ایام مذکورہ بالا کے پہلے خواہ ان سے پیچھے بحران واقع ہوتا ہے اگرچہ یہ بحران غیر وقت کا قائم مقام بحران واقع کے نہیں ہوتا بلکہ اس سے کم ہوتا ہے اور اگر سبب قوی عارضی نہ ہوتا ہر آئینہ بروز یوم حقیقی بحران واقع ہوتا اور تقدم اور تاخیر واقع نہ ہوتا مگر چونکہ عارض قوی ہے اس نے وقت اصلی سے انحراف پیدا کر کے غیر وقت میں آثار بحرانی پیدا کئے ہیں اور اگر یہ عارض ضعیف ہوتا اس کا اثر فقط اس قدر ہوتا کہ بحران اپنے یوم اصلی میں ہوتا مگر بدشواری اور بحران تام نہ ہو سکتا۔ الغرض جو ایام کہ ان میں بسبب ایسے عوارض کے کہ خلاف قاعدہ رابوع اور سابوع کے بحران واقع ہوتا ہے ان ایام کو ایام واقع فی الوسط یعنی ایام درمیانی کہتے ہیں اس لئے کہ وہ ایام درمیان ایام بحران کے واقع ہیں اور ان ایام کے واسطے بھی چند احکام خاص ہیں مثل ایام بحران کے ایک وجہ خاص سے جو ابھی مذکور ہوئی اور یہ ایام جیسے تیسرا دن خواہ پانچواں خواہ چھٹا خواں نواں یا تیرھواں ہیں پس تیسرا اور پانچواں دن اول بحران یعنی روز چہارم کو گھیرے ہے اور نواں دن بیچ میں ساتویں اور گیارھویں کے واقع ہے کبھی جو دن واقع وسط میں دو ایام بحران کے جو اولی اور انسب واسطے بحران کے ہوتا ہے اور یہ دونوں روز بہ نسبت اس درمیانی روز کے اولی

نہیں ہوتے جیسے نواں روز درمیانی بہ نسبت ساتویں روز جو بیچ میں چھٹے اور آٹھویں روز کے واقع ہے پہلی صورت کی دلیل یہ ہے کہ گیارھویں دن کا بحران نویں دن واقع ہو جاتا ہے اکثر ہے بہ نسبت اس کے کہ ساتویں دن کا بحران نویں دن تک موخر ہو جائے۔ اگر چہ یہ دونوں باتیں یعنی تقدیم گیارھویں کے نویں دن اور تاخیر ساتویں کی نویں تک اکثر واقع ہوتے ہیں قوت اور ضعف ایام واقع فی الوسط نواں دن جو یوم درمیانی ہے وہ یوم قوی ہے اور تمام ایام واقع فی الوسط میں وہی دن قوت میں مقدم ہے اس کے بعد پانچواں دن بعد اس کے تیسرا دن اور نواں اور پانچواں دن چوتھے دن سے جو روز بحران اصلی ہے بہت کم نہیں ہے اور تیرھواں دن شاید بوجہ ضعف قوت کے اس میں کبھی بحران نہیں ہوتا چھٹے دن میں کبھی بحران ہو جاتا ہے مگر ردی ہوتا ہے اگر ردی نہ ہو تو بحران بدشواری سے اور پوشیدہ ناقص ہوتا ہے اور خطرہ سے سلیم نہیں ہوتا گویا کہ چھٹا دن ساتویں دن کے تین باتوں میں ضد ہے اول چھٹے دن میں بحران کم ہوتا ہے اور ساتویں دن زیادہ ہوتا ہے دوسرے چھٹے دن کا بحران ردی ہوتا ہے اور ساتویں دن کا سلیم ہے تیسرے چھٹے دن بحران بدشواری ہوتا ہے اور ساتویں دن بآسانی و بسہولت چھٹے دن کے بحران کا انداز برائی میں چوتھا دن کرتا ہے اور کمتر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ چوتھا دن منذر خیریت چھٹے دن کا ہو مگر بہت دشواری سے جب چوتھا دن منذر چھٹے دن کے شر کا ہوتا ہے اس وقت چوتھے دن اکثر علامات خوفناک پیدا ہوتے ہیں جیسے سکارات اور غشی خصوصاً اگر بحران استفراغی ہو اور غشی بوجہ قے کے واقع ہوتی ہے اور قے سے سقوط قوت اور لرزنا مفاصل کا رعشہ اور بطلان نبض کا پیدا ہوتا ہے اگر اس دن پسینہ برآمد ظہور عرق یکساں نہ ہوگا اور بیشتر اس میں بحران استفراغی بہ نقصان ہوتا ہے کہ اس نقصان کا تمام خراج ردی یا یرقان کر دیتا ہے۔ بول بھی لون اور قوام میں ردی ہوتا ہے رسوب بھی برے پیدا ہوتے ہیں یہ باتیں اس وقت پیدا ہوتی ہیں کہ جب مریض بعد بحران کے سلامت رہے اور اگر سلامت نہ

رہے پس کیا حال ہوگا سلامت مریض بذریعہ خلاص رستگاری ہوتی ہے اور سلامت اس کی بوجہ عارض نکس کے ہوتی ہے اور جالینوس کا قول ہے کہ ساتواں دن مثل بادشاہ عادل کے ہے اور چھٹا دن مثل متغلب جابر کے اور آٹھواں دن برائی میں چھٹے دن کے قریب ہے بیان اچھے اور برے دنوں کا بترتیب ایام بحرانی ہوں یا درمیانی خواہ ایام انذار افضل جمیع ایام میں ساتواں اور چودھواں دن ہے اور ان دونوں کے بعد سترھواں اور بیسواں اور اس کے بعد پانچواں اور اس کے بعد چوتھا اور اٹھارہواں اور بعد اس کے تیرہواں۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ جو ایام قریب یا ابتدائے مرض اور مقدم نسبت مقابلہ سے تا روز چہاردہم واقع ہیں انہی ایام میں حکم بحران کا قوی تر اور امید وقوع بحران کی قوی اور صفت ایام انذار ہونے کی بخوبی ہوتی ہے اور جس قدر ابتدا مرض سے بعد بڑھتا جاتا ہے ضعف ان امور میں زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ بیان ان دونوں کا جو ایام بحرانی نہیں ہیں نہ بقصد اول یعنی بطریق انذار اور نہ بقصد ثانی یعنی بطریق بحران روز اول اور دوم اور دہم اور دوازدہم اور شانزدہم اور نوزدہم بھی وہ دن ہیں جو دونوں طرح سے ایام بحران نہیں ہیں اور پندرھواں دن بھی انہی میں داخل ہے اور تعجب یہ ہے کہ اکثر ایام ان میں سے متصل یوم بحرانی کے واقع ہیں اور پھر بھی نہ ان میں بحران ہوتا ہے اور نہ انذار دافع ہوتا ہے ایام انذار کا بیان یہ دن وہ ہیں جن میں آثار ان چیزوں کے جو دلیل تغیر مادہ کے ہیں یا دلیل غالب ہونے ایک دو متخاصمین مرض اور قوت کی ہے ظاہر ہوتی ہے یا ان دونوں میں ابتدائے مقابلہ خفیف کا ہوتا ہے جو درمیان طبیعت اور مرض کے پیدا ہوتا ہے اور غرض اس مقابلہ سے فیصلہ اور خاتمہ بخیر یا بہلاکت نہیں ہوتی بلکہ وہ بمقابلہ واسطے چھیڑنے مادہ کے اور اس کے ہیجان میں لانے کے ہوتا ہے بغیر مادہ کے دلائل کی مثال جیسے دلائل نضج کے یا خامی مادہ کے دلائل نضج کے جیسے غمامہ سرخ یا مائل بہ سفیدی بول میں پیدا ہونا اور غیر نضج کے دلائل مشہور و معروف ہیں جیسے رقت بول وغیرہ مثال غلبہ طبیعت یا مرض کی جیسے قوت اشتہا

کا ظاہر یا ساقط ہونا یا اس دن قوت کا ظاہر اور ساقط ہونا یا حرکت میں سکی خواہ گرانی کا پیدا ہونا اور ابتدائے مقابلہ خفیف کی یہ مثال ہے کہ دردسر اور کرب اور ضیق نفس اور جنبش مفاصل اور پسینہ بدن میں کہیں کہیں اور استفراغ غیر تام پیدا ہوں پس یہ آثار جس دن ظاہر ہوں اس کے بعد جو یوم بحران ہیں ان میں بحران ضرور واقع ہوتا ہے پس چوتھا دن اگر اس میں علامات جید پائے جائیں منذر بحران ساتویں دن کا ہوتا ہے اور اگر علامات برے پائے جائیں منذر چھٹے دن کے بحران کا ہوتا ہے اگر غب میں اکثر بحران ساتویں دن چوتھے دن کے انذار کے بعد ہوتا ہے علاوہ ازیں چھٹے دن بھی غب میں بحران ہوتا ہے اور نواں دن یا منذر گیارھواں دن کا ہوتا ہے اکثر چودھویں دن کا اور گیارھواں دن بھی چودھویں دن کا منذر رہوتا ہے اور چودھواں یا سترھویں دن یا اٹھارہویں دن یا بیسویں دن یا اکیسویں دن کا منذر رہوتا ہے اور سترھویں روز بھی بیسویں خواہ اکیسویں روز کا منذر رہے اور اٹھارواں روز اکیسویں روز کا منذر رہے اور بیسویں دن انذار چالیسویں روز کا ہے جو ایام واقع فی الوسط اور درمیانی ہیں ان میں تیسرا دن پانچواں روز کا منذر رہے اور اگر بحران ردی ہو تو اس وقت تیسرا دن چھٹے دن کا منذر رہوتا ہے اور پانچواں دن منذر نویں دن کا ہوتا ہے۔ اور اگر ردی ہو پس آٹھویں دن کا منذر رہوتا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ دلائل انداز کے بھی اکثر قاعدہ کے خلاف واقع ہوتے ہیں جس طرح دلائل بحران میں انحراف ہوجاتا ہے اور جو انذر کسی یوم کا مقرر رہوا ہے اس کے سوا اور دن کا انذار واقع ہوتا ہے اور سبب اس بے ضابطگی کا بعینہ وہی ہے جو بحران کے بے حساب ہونے میں ذکر کیا گیا خواہ سبب تقدیم کا ہو یا تاخیر کا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اگر کسی یوم انذار کے بعد دوسرے دن بھی کوئی تغیر مثل روز انذار کے واقع ہو اس مرض کے مادہ کی حرکت میں سرعت ہوگی جیسے چوتھے روز کے بعد پانچویں دن بھی کوئی تغیر مثل یوم چہارم کے پیدا ہو جتنے علامات بحران کے جلد واقع کرنے والے خواہ بحران میں تاخیر کرنے والے ہیں انہیں بخوبی

تامل کرنا چاہئے اور استواری اور پختگی سے ایام انذار میں غور کرنا چاہئے کہ بعجلت واقع ہوئے ہیں یا تاخیر ہوتی ہے۔

معرفت ایام بحران کی بروقت اشکال کے

ایام بحران کی شناخت کا فائدہ چند وجوہ سے ہوتا ہے اسی واسطے طبیب پر لازم ہے کہ اگرچہ دریافت ہو کہ بحران قریب ہونے والا ہے تو اس کی اور طرح کی تدبیر کرے اور اگر بحران میں تاخیر ہو اس کے لائق دوسری تدبیر کرے اور بروز بحران خواہ قریب بہ یوم بحران ایک تدبیر خاص کرنی چاہئے کہ اس دن تحریک طبیعت کی زیادہ دوا سے مناسب نہیں اس لئے کہ اکثر ایسی تدبیر سے اگر راست آئے طبیعت کی اعانت بخوبی ہو کر استفراغ زائد اور بحد افراد عارض ہو جاتا ہے اور ضعف پیدا ہوتا ہے اور بیشتر اگر تحریک طبیعت مخالف خواہش کی ہوتی ہے اور جس استفراغ کی خواہش طبیعت کو ہے دوا سے وہ استفراغ نہیں ہوتا بلکہ اور طرح کا استفراغ پیدا ہونا چاہئے ایسی صورت خواہش طبیعت اور دوا میں بوجہ تضاد کے تعارض پیدا ہو کر دونوں قسم کا استفراغ باطل ہو جاتا ہے اور اس کا ضرر جیسا ہے وہ مخفی نہیں ہے شناخت میں ایام بحران کی رعایت اس امر کی بھی ضرور ہے کہ جو امور ایام بحران میں تغیر اور تبدیل کرتے ہیں ان کا بھی لحاظ بخوبی کیا جائے اور وہ اوپر معلوم ہو چکے ہیں طریقہ شناخت ایام بحران کا دو طرح کا ہے ایک تو شناخت بحران مرض کی علی الاطلاق یعنی شناخت اس بات کی کہ اس مرض کا بحران کس قسم کے استفراغ وغیرہ سے ہوگا دوسرا طریقہ یہ کہ منجملہ ایام بحران مذکورہ بالا کے اس مرض کا بحران کس دن ہوگا پس ایسا ہوتا ہے کہ احوال اور اعراض بحران کے دو دن خواہ تین روز تک برابر رہتے ہیں اس وقت یہ اشکال پیدا ہوتے ہیں کہ اب کونسا دن روز بحران قرار دیا جائے پہلی بات کی شناخت دو وجہ سے ہوتی ہے اول تو مرض طول اور کوتاہی سے اور دوسری طبائع امراض اور قوت سے اس مرض کی شناخت ہوتی ہے۔ استدلال طول اور قصر سے مرض کی بیماری التقضا اور تمامی پر ہوتا ہے مثلاً کوئی مرض

ایسا ہو کہ چوتھے خواہ تیسرے روز اس کا زوال نہ ہو سکے اس لئے کہ اس میں زیادہ حدت ہو اور ساتویں دن اس کا زوال ممکن ہو خواہ بعد ساتویں دن کے ایسے مرض میں اگر علامات نضج کے قریب بروز چہارم بخوبی ظاہر ہو جائیں امید بحران کی ساتویں روز ہو سکتی ہے اور اگر علامت طول مرض کے ویسے ظاہر ہوں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں معلوم ہوگا کہ اس کا بحران ساتویں روز بہت دیر کے بعد ہوگا اور یہ بھی دریافت ہوگا کہ نجات اس مرض سے بذون بحران کے بذریعہ تحلیل وغیرہ کے ہو گی اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی امر ظاہر نہ ہو یعنی نہ ظہور نضج قریب برائے دفع ہو اور نہ آثار طول مرض کے نمودار ہوں امید ہے کہ درمیان روز چہاردہم اور ہفتم کے مرض کا زوال ہو جائے مرض کی طبیعت سے استدلال بحران پر یوں کیا جاتا ہے کہ طاق دن میں حرکت امراض صفراویہ کی اولی ہے اور ایام ازواج میں حرکت امراض باردہ وغیرہ حادہ کی ہوتی ہے تعیین یوم بحران کی چند وجوہ سے کی جاتی ہے بقیاس دورات اور عدد اوقات بحران اور زمانہ بحران اور استحقاق ایام اور موثر قوتیں جو ہر ایک دن کی ہیں قیاس ادوار سے استدلال یہ ہے جفت روز میں مرض مزمن کے واقع ہونے کی وہ نوبت ہے اور طاق دن لائق بحران مرض حاد کے ہے زمانہ بحران سے استدلال اس طرح پر ہوتا ہے کہ جن دنوں میں آثار بحران پیدا ہوئے ان میں سے زیادہ تحمل شدید کس دن ہوا اور دیر تک کس روز رہا پس روز بحران وہی قرار دیا جائے گا لیکن اگر کوئی اور دلیل اس دن کی بحران ہونے کو منع کرے اور اس دلیل میں قوت زیادہ ہو اس وقت بنا چاری وہی روز بحران قرار دیا جائے گا جس میں مقاسات کم تھے مثلاً جس دن شدت اعراض بحران اور دیر تک ظہور آثار تھا اس کے بعد اور کسی دن رعاف خواہ اسہال یا قے عارض ہوا اس وقت ہم بھی تجویز کریں گے کہ روز بحران وہ دن جس میں تکلیف شدید ہوئی نہ تھا اسی قسم کے استدلال سے جو برطبق زمانہ بحران ہوتا ہے حکم وقوع بحران کا یوم درمیانی میں ایام ثلثہ کے کیا جاتا ہے بشرطیکہ روز آخر حکم بہ نسبت بحران کے قوی تر نہ ہو۔ استدلال

بنظر قوت ایام اور بنظر طبیعت ایام کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ مثلاً ساتویں شب کو برآمد ہونا عرق کا شروع ہوا اور آٹھویں روز صبح سے شام تک برابر نکلتا رہے پھر اس وقت یہی حکم کرنا چاہئے کہ بحران ساتویں روز ہوگا نہ آٹھویں روز اگرچہ تپ کا زوال آٹھویں دن محسوس ہوا اور اگر اس کے خلاف ہو کہ عرق تیرہویں روز سے نکلنا شروع ہو اور چودھویں روز تک برابر نکلا کرے اور تپ چودھویں روز اترے بحران کا حکم چودھویں روز کیا جائے گا اس لئے کہ آٹھواں روز اور تیرھواں روز حکم میں ساتویں اور چودھویں کی خیریت میں نہیں ہے اور موت کا چھٹے روز واقع ہونا اولیٰ ہے بوجہ علامات ہائلہ کے بہ نسبت ساتویں روز کے اور دسواں بہ نسبت نویں روز بنظر وقوع موت کے اولیٰ ہے استدلال اجتماع احکام بموجب بیان گذشتہ کے کرنا چاہئے مثال میں چودھویں روز کے اس لئے کہ اگرچہ عرق کا ظہور تیرھویں روز ہوا تھا مگر برآمد عرق اور زوال حمی دونوں کا اجتماع چودھویں روز چونکہ ہوا اس لئے یوم بحران وہی ہے استدلال بذریعہ ایام انذار کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ جتنی مثالیں اوپر گذر چکیں ان میں سے اگر چوتھے روز علامات انذار کے پائے جائیں یقین کرنا چاہئے کہ بحران منسوب بروز ہفتم ہے گو زوال مرض آٹھویں روز ہو خواہ عین ساتویں روز بحران ہوگا اور اگر علامات انذار کے گیارھویں روز پیدا ہوں بحران منسوب بر ز ہفتم ہے گو زوال مرض آٹھویں روز ہو خواہ عین ساتویں روز بحران ہوگا اور اگر علامات انذاز کے گیارھویں روز پیدا ہوں بحران چودھویں روز ہوگا بیان نسبت اکثر امراض کی طرف بحران کے یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ جو امراض نہایت درجہ حاد ہیں ان کا بحران ساتویں روز تک ہو جاتا ہے اور جو امراض قریب بحدت ان امراض کے ہیں ان کا بحران چودھویں روز خواہ بیسویں روز تک ہو جانا چاہئے اور ان امراض کے متصل جن کی حدت ہے ان کا بحران چالیس روز تک ہوتا ہے اور چالیس روز کے بعد ساٹھ دن خواہ اسی دن میں بحران امراض مزمنہ کا ہوتا ہے اگر حمی محرقہ کی شدت ایام ازداج ہوتی ہو یہ نہایت ردی

ہے اور اکثر چھٹے روز قتل کرتی ہے اور اس قتل کا انذار چوتھے روز ہوتا ہے اور ٹھنڈا پسینہ چوتھے روز برآمد ہوتا ہے اور ازیں قبیل علامات بھی ردی سرسام وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں بحران گیارھویں روز ہوتا ہے اگرچہ حدت کے ساتھ پیدا ہوا ہو اس لئے کہ ابتدا اکثر آثار سرسام کی بعد تیسرے خواہ چوتھے روز کے ہوتی ہے اس کے بعد ایک اسبوع میں بحران واقع ہوتا ہے اور وہ روز یا نہ دہم ٹھہرتا ہے بحرانات کا بیان یہاں تک ختم ہوا۔

فن تیسرا اورام اور بثور کے بیان میں اور اس میں تین مقالہ ہیں مقابلہ پہلا اورام حارہ اور فاسدہ کے بیان میں کتاب اول فن کلیات میں بیان اورام اور اجناس اورام اور معالجہ عام اورام کا ہو چکا جو شخص اس مقام کو جواب ہم تحریر کرتے ہیں ملاحظہ کرنا چاہئے اسے لازم ہے کہ قواعد مذکورہ کو یاد کرے اور ان کی طرف رجوع کرے اس لئے کہ اس مقام پر فقط قواعد جزئیہ باقی ماندہ کو بموجب وعدہ کے ہم بیان کرتے ہیں بیان اورام اور بثور کا جو ورم خواہ بثر یعنی پھنسی وغیرہ ہے مادہ حارے پیدا ہوگا یا غیر حارے اور مادہ حارے جو ورم پیدا ہو یا وہ مادہ خون ہے خواہ اور رطوبات جو قریب مزاج خون کے ہوں یا مادہ صفرادی سے خواہ جو رطوبت قریب مزاج صفرادی خلط کے ہو خون سے جو ورم پیدا ہو یا تو خون صالح سے ہوگا یا خون فاسد سے پھر خون صالح یا رقیق ہے یا غلیظ اگر ورم خون صالح غلیظ سے پیدا ہو اس کو فلغمونی کہتے ہیں جو گوشت اور جلد دونوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس میں ضربان بھی ہوتا ہے اور جو ورم خون صالح رقیق سے پیدا ہوتا ہے فلغمونی کی وہ قسم ہے جو فقط جلد میں عارض ہوتا ہے اور لحم تک اس کا اثر نہیں پہنچتا ایسے ورم کو شری یعنی پتی کہتے ہیں اور اس میں ضربان نہیں ہوتا جو ورم خون غلیظ فاسد سے پیدا ہو اس سے اقسام جراحات کے پیدا ہوتے ہیں جو ردی اور فاسد ہیں ایسے خراج کی رواءت اور احتراق اگر شدید ہو جائے حمرہ پیدا ہوگا اور احتراق اور خشک ریشہ حادث کرے گا انہیں خراجات کے اقسام میں سے بدترین

اقسام وہ ہے جسے نار فارسی کہتے ہیں جو ورم خون فاسد رقیق سے پیدا ہو اس سے وہ قسم فلغمونی کی عارض ہوتی ہے جو مائل بطرف حمرہ کے ہو اور اس میں رواءت اور خبث ہوتا ہے پھر اگر رقت اس خون میں زیادہ ہو حمرہ فلغمونیہ پیدا ہوگا اور اگر رواءت زیادہ ہو وہ حمرہ پیدا ہوگا جس میں نفاخات اور نفاطات اور احتراق اور خشک ریشہ ہوتا ہے صفرادی ورم کا عروض یا ایسے صفرائے لطیف سے ہوتا ہے جو نہایت لطیف ہے کہ اس کا احتباس اس مقام میں جو ظاہر جلد کے اندر ہے نہیں ہوتا ہے اور باوجود لطافت کے اس میں حرارت بھی ہوتی ہے اور اس ورم میں نملہ بھی داخل ہے ساعیہ تنہا کا عروض نہایت لطیف صفرا سے ہوتا ہے ساعیہ اکالہ صفرائے ردی سے پیدا ہوتا ہے جو صفرا اس سے غلیظ ہو اور سوزش اس میں کم ہو اور بہ نسبت صفرائے مذکورہ کے کچھ اندر کی طرف ہٹ کر محتبس ہو اور اس میں کسی قدر آمیزش بلغم کی بھی ہو ایسے صفرا سے نملہ جاورسیہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں التہاب کم ہوتا ہے اور انحلال خواہ تحلیل اس کی دیر میں ہوتی ہے اگر اس سے زیادہ غلاظت مادہ میں ہو نملہ اکالہ پیدا ہوگا پھر اگر یہ صفرا اپنے قوام کی غلاظت میں خون کے قوام سے بڑھ جائے اور ردی بھی ہو حمرہ ردی پیدا کرے گا اور ان سب صورتوں میں مادہ ردی اور لطیف ہوتا ہے اور بعد ازاں کہ لطیف ہو اگر اس کی لطافت اس درجہ پر ہو کہ طبیعت اسے اعماق بدن سے دفع کر دیتی ہے اور سوائے جلد کے اور کسی جگہ ٹھہر نہیں سکتا ہے یا قریب جلد کے ورم گرم کا مادہ اگر زیادہ ہو اور ورم بھی مقدار میں عظیم ہو وہ از قسم اورام طاعونیہ ضالہ سے نہ ہوگا اور داخل اس قسم میں ہوگا جو بنام براقیا معروف ہے۔ یہ جتنے اقسام اورام ردی کے مذکور ہوئے جس سال وبا پیدا ہوتی ہے اسی سال یہ اورام بھی عارض ہوتے ہیں جو اورام حادہ میں اور ردی ہیں جب تک زمانہ انحطاط کو نہیں پہنچتی نرم اور میٹھے ہوتے ہیں اور مدہ ان میں اچھی طرح جمع نہیں ہوتا بلکہ عضو متورم کے فساد پر زیادہ مائل ہوتے ہیں اور یہ فساد ہمیشہ بوجہ عظیم ورم اور کثرت مادہ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اکثر بوجہ خبث مادہ کے فساد پیدا ہوتا ہے یہ بھی جاننا

مادہ زیادہ ہو۔ کبھی ان قروح کی طرف اس قدر مواد مائل ہوتے ہیں کہ مسالک ضعیف کو بند کر دیتے ہیں اس کی مثال یہ ہے جیسے ہمراہ قروح اور موت مولم کے اورام عارض ہوتے ہیں مواضع جالبہ میں اور زیادتی تلیین کی بقدر زیادتی حجم کے ہوتی جاتی ہے اور تمدد اور انتہائے تمدد منتہائے ورم کے پیدا ہوتا ہے اور اب اس زمانہ منتہی میں مدہ جمع ہوتا ہے اگر جمع کے قابل ہے اور انحطاط کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سے ترقی اور ضعف پیدا ہو فلغمونی ردی وہی ہے جس کا انحطاط نہ ہو اور نہ اس کا مادہ جمع ہوا کرے ایسا ہی ورم عضو متورم کی موت اور بے حس وحرکت ہونا لازم کرتا ہے اور تعفن بھی اسی عضو میں پیدا کر دیتا ہے اور اکثر یہ امور بوجہ بزرگی ورم اور کثرت مادہ کے بھی عارض ہوتے ہیں اور کبھی بوجہ خبث مادہ کے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ورم صغیر ہو یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ جو ورم بیٹھ جاتا ہے اس وقت ضربان میں آرام تپک میں سکون پیدا ہوتا ہے اور مدہ کے جمع ہونے کی علامت یہ ہے کہ ضربان میں زیادتی ہو اور حرارت بھی بڑھ جائے اور پھر دونوں مقدار واحد پر ٹھہر جائیں تعفن کی شناخت اس سے ہوتی ہے کہ نضج میں دشواری ہو اور رنگ تیرہ ہو جائے اور تمدد شدید پیدا ہو یہ بھی جاننا ضروری ہیکہ جب تک طبیعت مادہ کو مقہور نہ کرے گی ظہور ورم فلغمونی کا ظاہر جلد میں نہ ہوگا یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ شورونلی جب بیش از حد قریب قریب پیدا ہوں خبر دیں گے کہ ایک دمل بہت بڑا اور خبیث پیدا ہوگا ان سے مل کر واجب ہے کہ مریض اورام باطنی کو آب برگ کاسنی اور مکو ہمراہ املتاس کے پلایا جائے۔ علاج فلغمونی اگر فلغمونی کسی سبب مادے سے پیدا ہو اس وقت بدن کا حال دو صورت سے خالی نہیں کہ یا تو بدن اس کے ہمراہ خواہ بعد حدوث ورم کے اخلاط اور مواد سے پاک صاف ہو یا بدن میں امتلا مواد کا ہو اگر ہمراہ ورم کے بدن مواد سے خالی اور پاک ہے اس وقت ورم کا علاج خاص جو بنظر نفس کے کیا جاتا ہے کچھ ضروری نہیں ہوتا خاص معالجہ ورم کا یہی ہے کہ اخراج اس مادہ کا کریں جو غریب ہے اور جس نے ورم پیدا کیا ہے اور یہ

اخراج مادہ کا بذریعہ ادویہ مزجیہ یا ادویہ مملہ لینسہ کے جیسے یہ ضماد ہے کیا جاتا ہے گیہوں کو پانی اور روغن میں جوش دیں اور فقط کبھی پچھنے لگانے کفایت کر جاتے ہیں خصوصاً اگر ورم کا مادہ زیادہ ہو اس وقت پچھنے کی ضرورت شدید ہے پھر اگر ورم کے ہوتے وقت خواہ بعد حدوث ورم کے بدن میں امتلائے اختلاط ہو اس وقت لحاظ رہے کہ مرخیات ورم سے چھو نہ جائیں ورنہ جذب مادہ کا بہ نسبت تحلل ورم کے بہت زیادہ ہوگا بلکہ پہلے استفراغ مادہ کا بذریعہ فصد کے کرنا لازم ہے بیشتر اسہال کی بھی ضرورت ہوتی ہے جب فصد اور اسہال سے فراغت ملے اس کے بعد استعمال مرخیات کا کرنا چاہئے اس ورم کا علاج قریب ہے اس ورم کے علاج کہ جس کا سبب امتلائے بدنی ہو اور فرق اس ورم کے علاج میں بہ نسبت اس ورم کے جو بہ نسبت امتلائے بدن کے ہو یہ ہے کہ یہ ورم زیادہ رواد ع کا محتاج نہیں ہے جیسے کہ اسے اس کی احتیاج ہے بلکہ یہ ورم اس سے کم محتاج روع کا ہے جس ورم کا سبب سابق ہو اور بادی نہ ہو واجب ہے کہ ابتداء مسالمہ کی استفراغ سے کریں اور پورا استفراغ جیسا اس کا حق ہے کر کے فصد خواہ اسہال وغیرہ بشرط حاجت کے کریں اور حاجت کبھی اس جہت سے ہوتی ہے کہ بدن اخلاط سے پاک نہیں ہوتا اور کبھی بوجہ عظیم اور پرخطر ہونے مرض کے استفراغ اور تقلیل مادہ کی ضرور ہوتی ہے خواہ جذب مادہ کا بطرف جانب مخالف کے واجب ہوتا ہے اس لئے اگر چہ بدن میں کثرت فضول کی نہ ہوتا ہم عضو میں کبھی وہ فتور اور ضرر پیدا ہوتا ہے جو ضعیف کر دیتا ہے اور بوجہ ضعف کے مواد بدن کے اسی عضو کی طرف کھنچتے ہیں اگر چہ مواد فضول نہ ہوں مگر استفراغ اور جذب الی انخلاف میں جو جو شروط اپنے اپنے مقام پر مذکور ہو چکے ہیں ان سب کی رعایت واجب ہے اور ربتی اور بلد حاضر وغیرہ جو جو امور لائق لحاظ کے منجملہ ان امور کے جو فصل استفراغ میں فن کلیات کے درج ہیں ان کا خیال کرنا ضرور ہے ہم کو مناسب ہے کہ اس ورم کے علاج میں ابتدا روادع سے کریں سوائے ان مقمات کے جنہیں

کتاب اول میں ہم نے مستثنے کیا ہے کہ وہاں ابتدا استعمال رو ادع کا جائز نہیں ہے پھر جب زمانہ تزاید کا سامنا ہو مرخیات کا اضافہ رو ادع کے ہمراہ کرنا چاہئے اور جوں جوں تزاید بڑھتا جائے مرخیات کی بھی زیادتی کرتے جائیں مگر ہر روز تھوڑی تھوڑی زیادتی کرتے رہیں اور جب زمانہ منتہی اور وقوف کا پہنچے اور حجم ورم کا درجہ غایت کو بڑھ جائے اور تمدد بھی انتہا کو پہنچ جائے اس وقت مرخیات کی مقدار غالب ہونی ضرور ہے بہ نسبت رو ادع کے اور ان میں تصرف اور تبدیل کا اہتمام کما ینبغی کرنا چاہئے اور بعض اقسام مجففات مرخیہ کے ایسے ہیں کہ زمانہ منتہی میں ان کے استعمال سے صحت تامہ حاصل ہوتی ہے اور مرخیات مرطبہ کا استعمال اس غرض سے کرتے ہیں کہ مسامات میں توسیع ہو جائے اور درد میں آرام اور سکون پیدا ہو اور مجفف وہی دوا ہے جس سے شفا حاصل ہوتی ہے اور جو ماء الریم مدہ ہونے کے لائق ہے اسے باقی نہیں رہنے دیتی ہے اگر بحسب اتفاق پوری صحت حاصل نہ ہو اور کسی قدر کسر باقی رہ جائے اس کی مقدار اسی قدر ہوتی ہے کہ جس کی تحلیل دوائے حاد کر دیتی ہے کبھی بوجہ استعمال رو ادع کے وجع شدید عارض ہوا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اختناق مادہ میں پیدا ہوتا ہے اور عضو متورم میں گویا یہ مادہ مرتکز ہو جاتا ہے ایضا رو ادع سے کبھی یہ ضرر پیدا ہوتا ہے کہ مادہ ورم بطرف اعضائے رئیسہ کے رجوع کرتا ہے اور کبھی رو داع سے ورم میں صلابت پیدا ہوتی ہے اور کبھی یہ ضرور ہوتا ہے کہ عضو متورم کا رنگ مائل بہ سبزی اور سیاہی ہو جاتا ہے خصوصاً اگر رو ادع سے علاج آخر اور زمانہ انتہا میں کیا جائے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ شدت وجع سے احتیاج استعمال ایسی ادویہ کی ہوتی ہے جو مرخی ہوں اور جاذب نہ ہوں اور کبھی انہی ادویہ میں اگرچہ کسی قدر تبرید ہوتی ہے مگر وہ مانع اور رخا کی نہیں ہوتی رجوع کرنا ایسے مواد کا بطرف اعضائے رئیسہ کے اس سے بے خوفی بذریعہ استفراغ کے حاصل ہوتی ہے ہاں جو اعضا ایسے ہیں کہ ان کی طرف مواد خبیثہ کو اعضائے رئیسہ دفع کرتے ہیں جیسے ربط واسطے قلب کے یا اور اعضائے خسیسہ جو بطور مقر عدہ کے واسطے

اعضائے رئیسہ کے مخلوق ہوئے ہیں کہ ان کے مواد کا ردع البتہ بہ نسبت اعضائے رئیسہ کے بہت مضر ہے اور ہرگز مناسب نہیں ہے اور اس کو ہم نے مقامات مناسب میں بخوبی تحقیق کے ساتھ بیان کر دیا ہے جب خوف اس کا ہو کہ ورم مائل بہ صلابت ہو گیا ہے اس وقت ایسے مرخیات کا استعمال کرنا چاہئے جن میں کسی قدر تسخین بھی ہو اور ترتیب قوی پیدا کرے ادویہ رادعہ میں جو متوسط ہیں ان کی مثال یہ ہے جیسے عصارات بقول باروہ جن کا اکثر ذکر کر چکے ہیں اور مواضع متعددہ میں بیان ہو چکا جیسے عصارہ خرفہ اور کدو اور کاسنی اور عصلی الراعی وغیر اور عصارہ عنب الثعلب خاص کر اور انہی ادویہ کے اجرام کوٹ کوٹ کر ضماد کے قابل ہیں اور عصارہ اسبغول بھی ما زین قبیل ہے اور قیروطی آب سردکی اور کبھی اس علاج میں فقط اسی قدر کافی ہوتا ہے کہ اسفنج کو سرکہ خواہ آب سر میں ڈبو کر استعمال کریں کا سنج کا فائدہ قوی زمانہ ابتدا میں ہے اسی طرح پوست انار اور حی العالم اور سویق جو خوب پکایا گیا ہے خصوصاً سرکہ خواہ ساق ملا کر طلب یعنی کائی بھی بہت عمدہ ہے اگر اس سے زیادہ قوی دوا کی حاجت ہو جو صندل اور اقاقیا او ماشیا اور فوفل اور بھنگ اور روہ گھاس جو بنام حشیشۃ الاورام اور بموجب تصریح شیخ کے حاشیہ میں اس کا نام میدوہ ہے یہ گھاس بھی بہت مفید ہے مگر زمانہ ابتدا میں کبھی تجفیف اورام میں زعفران سے بھی اعانت پہنچتی ہے ابتدائے اورام میں ترتیب پیدا کرنا خطرناک ہے اور اگر تبرید عضو کی زیادہ کرے اکثر منجر بافساد عضو متورم اور فساد اس خلط کی ہوتی ہے جو ورم میں بھری ہوئی ہے اور رنگ ورم کا بوجہ تبرید زائد کے سبز اور سیاہ ہو جاتا ہے اگر اس کا خوف ہو مقام مقام ورم پر ضماد آرو جو اور لبلاب کا خواہ ایسی دوا کا جس میں مارخا کی قوت ہو کرنا چاہئے پھر اگر سبزی خواہ سیاہی ظاہر ہو جائے استعمال شرط کا کریں اور ورم کو چاک کر دیں اور انتظار جمع مواد اور نضج کا اس وقت کچھ ضرور نہیں اور یہ تدبیر اس وقت مناسب ہے جب مادہ کو گرتا ہوا دیکھیں کہ بکثرت انصباب کر رہا ہے کہ اکثر یہ انصباب موجب موت عضو کا ہوتا ہے شرط کے بھی چند اقسام ہیں

ایک قسم اظہر ہوتی ہے یعنی ظاہر جلد میں اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور کوئی قسم اغور یعنی اندرون جسم کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے الغرض مقام ورم اور حال عضو متورم جس قسم کے لائق ہو اسی کا استعمال کرنا چاہئے اور بعد استعمال شرط کے نطول آب دریا سے کرنا چاہئے اور ضماد ایسے ادویہ سے جو ارخا پیدا کرنا چاہئے۔

حاجت پانی چھڑ کنے کی خواہ نطول کی ہو فقط مرحیات پر اقتصار کرنا لازم ہے یہ بھی جاننا ضروری ہیکہ استعمال ایسے ادویہ کا جن میں روع قوی ہو ابتدائے ورم میں اور محلات قویہ کا استعمال آخر ورم میں ردی ہے پس تا بہ امکان اس سے احتراز کرنا چاہئے اس لئے کہ تبرید شدید سے وہی ضرر پیدا ہوگا جو ابھی مذکور ہو چکا ہے آب سرد کے استعمال سے وہی ضرر متصور ہے چاہئے کہ ترک کریں ایضاً سوائے ورم حمرہ کے اورا ورام میں آب سرد سے گریز چاہئے اور تحلیل شدید سے درد میں شدت پیدا ہوتی ہے اگر ابتدائے ورم میں بوجہ تسکین وجع کوئی تدبیر کرنی ضرور ہو آب گرم اور روغن جو مرخی ہیں اور اسی طرح ضماد جو اسی غرض سے ایسے ادہان کے بنائے جاتے ہیں ادویہ معلومہ سے ان سب سے احتراز کرنا ضرور ہے اس لئے کہ یہ ادویہ نہایت مضاد ہیں اس مادہ کے جس کا انصباب ہو رہا ہے ہاں گل ارمنی آب سرد میں گھول کر خواہ روغن گل میں بھگو کر استعمال کرنا چاہئے روغن گل اورام کے واسطے وہی افضل ہے جو گل سرخ اور زیب سے بنایا جائے اس لئے کہ زیب میں بھی کسی قدر تحلیل ہے خواہ عدس کو ہمراہ گل سرخ کے جوش کر کے استعمال کریں خواہ مردار سنگ روغن گل کے ہمراہ استعمال کریں اگر ان ادویہ سے برآمد کار نہ ہو خواہ ازیں قبیل اور دواؤں کے استعمال سے کچھ ترتیب اثر نہ ہو لبلاب کا استعمال کریں کہ ابتدا میں بہت ہی مفید ہے اور انتہا میں بھی سودمند ہے سرمق یعنی بتھو اور خشک اور کرفس اور بادروج بھی ازیں قبیل ہے اور اکثر شراب شیریں روغن گل میں ملا کر بلکہ شیرہ انگور اور تھوڑا سا موم کسی پارچہ صوف کو آلودہ کر کے خواہ صوف زوفا گرمیوں میں سرد کر کے اور جاڑوں میں گرم کر کے خواہ اسفنج کو شراب

قابض خواہ سرکہ اور آب سرد میں ڈبو کر بھی مفید ہے زعفران کی شرکت واسطے تسکین وجع کے ہوتی ہے اگر ورم کا حال ایسا نظر آئے کہ اب پھوڑا ہوا چاہتا ہے اس وقت تبرید کو قطعا ترک کرنا چاہئے اور ایسی تدبیر کرنی چاہئے جس سے نضج اور تفتیح پیدا ہو جب ورم زمانہ منتہی کو پہنچ جائے شبت اور بابونہ اور خطمی اور تخم کتان وغیرہ کا استعمال ضرور کرنا چاہئے بلکہ مراہم داخلیوں اور باسلیقون کا استعمال ضروری ہے اور مرہم قلقطار تخفیف پیدا کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ اس کی تخفیف سے درد میں شدت نہیں ہوتی اسی طرح اس کا استعمال بروقت سکون لیپ فلغمونی کے مناسب ہے اور جس وقت خوف جمع مواد کا نہ ہو اس وقت بھی اس کا استعمال بہت مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس مرہم کو لگا کر اوپر سے پارچہ صوف شراب قابض میں ڈبو کر رکھیں اگر ورم کا موضع لحمی ہو بہ نسبت موضع عصبانی کے حاجت تجفیف کی اسے زیادہ ہوگی اس لئے کہ پٹھے اپنے مزاج اصلی کی طرف جو بارد یابس ہے تھوڑی سی تدبیر اور تصرف اور اندک تجفیف سے بھر جاتا ہے اور جس گوشت میں شرائیں کم ہیں اس کو حاجت تخفیف کی کم ہے اکثر حاجت کی قبل از نضج کے ہوتی ہے اور بیشتر عضو شریف کے ورم کا جذب بطرف عضو خسیس کے اولاً بذریعہ جواذب کے کر کے پھر اس کا علاج اور تفتیح کرتے ہیں جو ورم گرم محتاج تفتیح کا ہونا چاہئے کہ اس کے منہ پر ضماد اسبغول کا کریں اور ادویہ مطفیہ کا ضماد گرداگرد ورم کے کریں اور جو کچھ ورم پر از قسم ضماد خواہ طلا کے لگائیں چاہئے کہ پر وغیرہ کے ذریعہ سے لگائیں اس لئے کہ انگلی سے ایذا اور الم پہنچتا ہے۔

حمرہ کا بیان

اسباب حدوث حمرہ اور صناف حمرہ کے کتاب اول فن کلیات میں بخوبی بیان ہو چکے کہ اس بیان سے ماہیت اس کی بخوبی دریافت ہو چکی اب وہ امور جو فلغمونی اور حمرہ کے درمیان میں فارق ہوں یہ ہیں کہ حمرہ بخوبی ظاہر اور احمر ناصع یعنی درخشندہ ہوتا ہے اور فلغمونی کی سرخی سے سیاہی خواہ سبزی پیدا ہوتی ہے اور اکثر اس کی سرخی جلد میں

کا کرنا ضرور ہے کہ مادہ صفرادی اور دموی میں کسیقدر کمی بیشی ہے اسی حساب سے اجزائے مسہل کی تجویز میں عمل کرنا چاہئے بعد فراغ کے مسہل سے تبرید مادہ کی تدبیر بذریعہ مبردات قوی کے جو معلوم ہیں کرنی چاہئے اور جو ادویہ فلغمونی کی تدبیر کے واسطے مذکور ہوئیں ہیں انہیں کا استعمال کرنا چاہئے۔

سرد پانی بھی حمرہ پر ایسے وقت گرانا چاہئے اور اس قدر پانی کا استعمال رہے کہ رنگ حمرہ کا متغیر ہو جائے اگر حمرہ خالص ہے فقط اپنی ہی تدبیر سے بعد اسہال کے زائل ہو جائے گا کہ اس کا رنگ متغیر ہو جائے اور لون میں نقصان پیدا ہو اور حاصل یہ ہے کہ تبرید حمرہ کی پر ضرور ہے اس لئے کہ لیپ اور وجع التہابی حمرہ میں زیادہ ہوتی ہے اور استفراغ زائد کی حاجت فلغمونی میں ہے کہ اس کا مادہ حاصی اور اغلظ ہوتا ہے مبردات جو ابتدائے حمرہ میں استعمال کئے جائیں ضرور ہے کہ قبض کی قوت تبرید سے زیادہ ہو زمانہ انتہاب کے قریب میں برودت بہ نسبت قبض کے زیادہ درکار ہے اور بااین ہمہ استعمال مبردات میں اس کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے کہ مادہ کسی عضو باطنی کی طرف رجوع نہ کرے خواہ کسی عضو شریف کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس کا بھی خیال رہے کہ عضو متورم میں سیاہی نہ آجائے اور تیرگی اور فساد کی راہ پیدا نہ ہو اگر ان خرابیوں میں سے کوئی امر ظاہر ہو چاہئے کہ ضد قبض اور تبرید کو اختیار کریں پھر اگر حمرہ جلد پر دوڑتا پھرتا ہو خبث رصاص اور شراب مازو کو برگ چقندر کے ہمراہ جوش دے کر علاج کرنا چاہئے اور جو دوا کہ اس میں تحلیل اور تجفیف قوی ہو اور تبرید بھی ہو اسے استعمال کریں جیسے صوف کہنہ سوختہ ناشستہ ساڑھے بارہ درہم انگشت ہمیہ صنوبر یعنی اس لکڑی کا کوئلہ جو صنوبر کے درخت کے بیچ میں نکلتی ہے ساڑھے بارہ درہم موم پندرہ درہم خبث رصاص نو درہم نیسہ کہنہ بز مغسول پانی سے پندرہ درہم روغن آس پانچ اوقیہ ایضاً ایک مرہم اس سے بھی سبک تر ہے خبث رصاص اور عصارہ سداب اور روغن گل اور موم کو یکجا کر کے مرہم تیار کریں نملہ جادرسیہ کا بیان نملہ ایک دانہ خواہ چند دانہ ہوتے

ہیں کہ پیدا ہو کر ورم پیدا کرتے ہیں مگر ورم تھوڑا سا پیدا ہوتا ہے اور پھر خباثت اس کی بڑھ جاتی ہے اور دوڑتا پھرتا ہے بیشتر اس ورم سے قرحہ پیدا ہوتا ہے اور بیشتر عضو متورم سڑ جاتا ہے اور ان سب چیزوں کے اسباب اچھی طرح سے بیان ہو چکے رنگ نملہ کا مائل بہ صفرت ہوتا ہے اوالتہاب اور قوام اس کا ثولولی یعنی سخت بطور مسہ کے گول ہوتا ہے اور اکثر دانے نملہ کے چوڑے اور چپٹے ہوتے ہیں مگر ایک قسم نملہ کی جس کا نام افروخوردن ہے کہ وہ اصل میں ہوتے ہیں اور ان کی جڑیں باریک ہوتی ہیں جیسے لٹکتے ہوئے اور چبھن نملہ کے ہر دانہ میں شہد کی مکھی کے کاٹنے کی سی ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ جو ورم جلدی ہو اور رساعی ہو اور اس ورم میں غوص کی قوت نہ ہو اسے نملہ کہتے ہیں کوئی نملہ جادرسیہ بشکل باجرے کے ہوتا ہے اور ایک نملہ اکالہ ہوتا ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا اور جس وقت یہ بثور قروح ہو جائیں اور عفونت پیدا کریں بنام تعفن موسوم ہوں گے۔ علاج نملہ کا نملہ وغیرہ جو ایسے اورام میں اگر ان میں ابتدائے معالجہ کی اس طرح نہ ہو کہ استفراغ خلط کا کریں اور جیسا استفراغ واجب ہو اسی طرح کا کریں بلکہ پہلے علاج قروح کا کر کے انہیں قروح کو اچھا کر دیں ایسے علاج میں یہ خرابی درپیش ہوتی ہے کہ یہ بثور دوسرے مقام پر خواہ مقام اول کے قرب وجوار میں یا بعید اس مقام سے دوبارہ پیدا ہوتے ہیں اور جلد کو سڑایا کرتے ہیں ماء الجبن ہمراہ سقمونیا کے استفراغ مادہ نملہ وغیرہ میں بہت نافع ہے اور جس طریقہ خاص سے نملہ کا علاج کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ نملہ اکال کے علاج میں ان مرطبات سے اجتناب کرنا چاہئے جو حمرہ کے واسطے مستعمل ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ترتیب قروح کے مناسب نہیں ہے اوائل حمرہ میں مثل کاہو اور کدو اور نیلوفر اور حی العالم اور طحلب اور رجلہ یعنی خرفہ کے استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ اگر تبرید ضرور ہو مثل مکو کے خصوصاً خشک مکو پیس کر استعمال کریں کہ اس میں تجفیف ہے خواہ بارتنگ اور علیق یعنی درد او رعدس بعد اس کے سویق شعیر پوست اور شاخ انگور کو استعمال کریں اور اگر سڑنے اور تقرح کا خوف ہو

ان ادویہ مردہ کے ہمراہ کسی قدر شہد وغیرہ خواہ دقاق کندر ہمراہ سرکہ کے اور وہ پانی جوانگور کی لکڑی سے بروقت جلانے کے ٹپکتا ہے بہت عمدہ ہے بکری کی مینگنی اور فضلہ گاؤ ہمراہ سرکہ کے اور جس وقت تقرع ظاہر ہو قرص اندرون شراب خالص خواہ سرکہ جس میں آمیزش پانی کی خواہ عصارہ قنارہ الحماد خواہ نمک یا تلخہ مرغ اور سداب اور نطرون اور فلفل یا نظروں ہمراہ پیشاب لڑکی کے جالینوس کو یہ طریقہ پسند ہے کہ ایک شئے مثل انبوبہ کے پر وغیرہ کے کنارہ سے بنائیں کہ اس کا سا تیز اور نوک دار ہو اور ایسا ہو کہ نملہ کی پھنسی اس کے اندر سما جائے پھر ایسی ہی شئے کو اس پھنسی پر رکھ کر گرد پھنسی کے اس زور سے گڑائیں کہ نملہ کو کاٹ ڈالے اور جڑ سے اسے بے بنیاد کر دے لڑکوں کا نملہ دور کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ انہیں حمام میں داخل کریں اور یہ ہوا چونکہ انہیں مضر ہے چاہئے کہ بسرعت نکال لیں اور روغن گل خواہ گلاب کو ظاہر کریں۔ علاج جادرسیہ کا نملہ کے اقسام میں جادرسیہ مشابہ ہے علاج میں نملہ سے مگر جو مسہل صفراوی اس میں دیا جائے اس میں کسی قدر شرکت تبرید کی بھی ضرور کرنی چاہئے اور اگر کسی قدر افتیمون داخل کریں یہ سب سے بہتر ہے اس لئے کہ اس کے مادہ میں ہمراہ صفرا کے مواد اور بلغم کی بھی آمیزش ضرور ہوتی ہے اس کے بعد مازو اور کزمازک صندلین اور آنار کے چھلکے گل ارمنی ان سب اجزا کو سرکہ اور گلاب جمع کر کے اس قدر ملائیں جو لذع پیدا نہ کرے اور زیادہ سرکہ کچھ ضروری نہیں ہے اور پر کے ذریعہ سے اس دوا کو لگائیں دودھ تازہ دوھنا اس مرض کے لئے نہایت مناسب ہے جب زمانہ ابتدا کا گزر جائے چاہئے کہ نمک ملیح کا سر جلا کر شراب عفص خواہ اور کوئی قوی تر چیز آمیختہ کر کے استعمال کریں اور بشرطیکہ احتیاج تجفیف شدید کی ہو ورق یا دروج کوٹ کر اس میں قلقدلیس داخل کر کے استعمال کریں اس سے زیادہ قوی تر یہ ہے کہ زنگار اور کبریت زرد سوختہ اس سے نطوخ بذریعہ شراب کے تیار کریں۔ خواہ چوب تازہ انگور کے پانی سے جو بروقت جلانے کے ٹپکتا ہے حمرہ بالجیم اور نار فارسی کا بیان یہ دونوں اسم کبھی ہر ایک پھنسی

پر جو اکال ہو اور منفط یعنی آبلہ دار و سوزان اور خشک ریشہ پیدا کرنے والی ہو بوئے جاتے ہیں اور اس پھنسی کی سوزش اور احراق ایسی ہو کہ جیسے آگ کی سوزش خواہ داغ لگانے کی ہوتی ہے اور کبھی بالتخصیص نار فارسی اس بثرہ کو کہتے ہیں جو از قسم نملہ اکال محرق منفط کے ہو جس میں سعی ہو یعنی پھیلتی ہو اور بڑھتی جاتی ہو اور رطوبت بھی ہو اور مادہ صفراوی زیادہ ہو اور سوداوی کم ہو اور تعفن اس میں کم ہو اور بہت سے دانہ چھوٹے چھوٹے اس مقام پر برآمد ہوں جہاں خلط حادہ ایسی ہو جس میں غلیان اور جوش زیادہ اور پھولنا پیدا ہو اور جمرہ لجیم موحدہ کا اطلاق اس پر کرتے ہیں جو مکان خاص کو سیاہ کر دے اور مثل کوئلے کے سیاہ اور خشک کر دے عضو خاص کو اور رطوبت کسی قدر اس میں نہ ہو اور سوداویت اس کے اندر کی طرف فرو رفتہ اور بلندی خواہ ابھار اس کا کم ہو حجم اس کا بڑا برنگ ترمس یعنی باقلائے مصری کے اور کبھی ثمر کا وجود نہیں ہوتا بلکہ اول میں جمرہ پیدا ہوتا اور جمیع اقسام کی ابتدا میں کھجلی ضرور ہوتی ہے اور حمرہ لجیم موحدہ اور نار فارسی میں بھی کبھی آبلہ پیدا ہوتا ہے اور حمرے سے ایک رطوبت ایسی بہا کرتی ہے جیسے کسی عضو پر داغ لگانے سے بوجہ جلنے کے رطوبت برآمد ہو اور مقام ماؤف کا رنگ مادی ہوتا ہے اور سیاہ زیادہ اور کبھی رصاصی بھی ہوتا ہے اور سوزش اس میں بشدت اور گرد گرد اس کے سوزش بنی رہتی ہے اور اس پر جمرہ کا صدق نہیں ہوتا ہے بلکہ سیاہی کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے خاص نام جمرے کا اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے جس کی جڑ ناری ہو اس میں چمک آگ کی چنگاری کی سی ہو نار فارسی کا ظہور ان دونوں قسموں میں زیادہ ہوتا ہے اور بسرعت حرکت کرتی ہے اور جمرہ بہ نسبت اس کے دیر میں ظاہر ہوتا ہے اور اندر کی طرف زیادہ پیوست ہوتا ہے گویا کہ اس کا مادہ ثمر اور قوبا یعنی داد کا مادہ ہوتا ہے لیکن یہ مادہ نار فارسی میں زیادہ حدت رکھتا ہے اور جو قسم ان دونوں میں سے بوجہ صفراوی مادہ کے عارض ہو اس کے صفرے میں احتراق پیدا ہو کر مخالطت مادہ سوداوی کی ہوتی ہے اور اسی جہت سے ان دونوں مادہ کی آمیزش کی وجہ سے خشک

ریشہ سیاہ پیدا ہوتا ہے نار فارسی میں غلبہ صفرادیت کا ہوتا ہے اور جمرہ میں سوداویت کی شدت ہوتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک نار فارسی اور جمرہ کو اس لئے ایک عام اور مشترک نام سے نام رکھتے ہیں مثلاً جمرہ کہیں اور پھر دونوں قسم خاص کی طرف تقسیم کریں خواہ دونوں کو نار فارسی سے موسوم کریں اسے عام معنی کی نظر سے بعد ازاں تقسیم کریں خواہ ہر ایک معنی کا اسم جداگانہ تجویز کریں اور یہ سب صورتیں نام اور تسمیہ کی اصطلاح اطبا میں مروج ہیں مگر کچھ فرق چنداں نہیں ہے کبھی ہمراہ نار فارسی اور اصناف نملہ اور جاورسیہ ردی کی حمیات شدید ایسے ہوتے ہیں جن کی رواءت زیادہ ہوتی ہے اور مہلک ہوتی ہیں اور کبھی یہی نار فارسی خواہ جمرہ بوجہ وبا کے پیدا ہوتی ہے اور اکثر مشابہ فلغمونی کے ہوتی ہے اور مائل بہ سوداوی ہے جیسے کہ ابتدا میں سیاہ ہوتی ہے خصوصاً جس سال وبا زیادہ ہو علاج نار فارسی اور حمرے کا پہلے فصد کھولنی ضرور ہے تا کہ خون صفراوی کا استفراغ ہو جائے اور اگر مرض قوی ہو کہ خوف اس سے زیادہ مظنون ہو فصد ایسی گہری چاہئے کہ نوبت غشی کی پہنچے اور کبھی حاجت ہوتی ہے خصوصاً حمرے میں گہرے پچھنے لگانے کی تا کہ جو خون بستہ اور گھٹا ہوا اس میں ہے سب نکل جائے کہ اس خون کی طبیعت سم کی ہے مگر یہ تدبیر بروقت صفراوی ہونے مادہ کے نہیں کی جاتی ہے۔

علاج موضعی یعنی کاص مقام کا علاج جمرہ بجائے مہملہ کے کرنا چاہئے۔

مگر نطوخ میں زیادہ تبرید نہ ہونی چاہئے جس طرح جمرہ میں اوپر لکھ چکے ہیں اس لئے کہ اس مرض کا مادہ بطرف غلاظت کے مائل ہے اور اس وجہ سے کہ اس مادہ کی تھوڑی مقدار بھی بطرف باطن کے نہیں جاسکتی ہے اس وجہ سے کہ مادہ سمی ہے اور زیادہ قبض کا استعمال کرنا اس مرض میں جائز نہیں ہے اس لئے کہ مادہ غلیظ ہے اور دیر میں متحلل ہوتا ہے اور محللات استعمال نہ ابتدا میں جائز ہے جب ظہور مرض کا ہو اور نہ بروقت سکون التہاب کے کہ اس وقت کیفیت مادہ میں ادویہ محللہ زیادتی پیدا کریں گے بلکہ ایسے ادویہ مجففہ کا استعمال کرنا چاہئے جن میں کسی قدر تبرید کے ہمراہ تحلیل بھی ہو اور

کسی قدر دفع مادہ کا بھی کریں جیسے بارتنگ اور عدس اور وہ روٹی جس میں بھوسی زیادہ ہو ان اجزا سے ضماد تیار کریں اس لئے کہ جس روٹی میں بھوسی زیادہ ہوتی ہے اور وہ لطیف زیادہ ہے ایضاً اسی قسم کے اور ضمادات جو قرابادین میں مذکور ہیں ایضاً مازو کو سرکہ انگوری خواہ پھٹکری کو اسی سرکہ میں داخل کر کے ضماد کریں دوائے جید ایسے وقت میں اور بعد اس وقت کے یہ ہے کہ انار ترش کو چاک کر کے سرکہ میں اس قدر پختہ کریں کہ نرم ہو جائے بعد ازاں خوب پیس کر کسی کپڑے پر لگا کر استعمال کریں یہ دوا ہر وقت مفید ہوتی ہے اور ابتدا اور انتہا مرض میں ازالہ مرض کر دیتی ہے کبھی ایسے وقت کی دوائیں یعنی ابتدائے ظہور خواہ سکون التہاب کے وقت جوز طری یعنی تازہ اخروٹ اور اس کے پتے بھی معہ سویق اور زبیب اور انجیر اور شراب اور خشخاش سیاہ داخل کرتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ مجموع ادویہ مذکورہ سے ضماد تیار کریں منجملہ ایسی ادویہ کے جو لائق استعمال اکثر اوقات کے ہیں افیون اور اقاقیا اور وہ زاج جسے موری کہتے ہیں یعنی سرخ رنگ کی پھٹکری پوست انار مکدو دو درم زہرہ نحاس ایک درم بز رالنج درہم لیکن ایسی دوائیں اسی وقت تک مستعمل ہوتی ہیں جب تک قرحہ پیدا نہ ہو پھر جب قرحہ پیدا ہو جائے اس وقت مجفف قوی کا استعمال پر ضرور ہے جیسے دوائے اندرون خواہ دوائے فراسیون یا فاسون یا بوبوانذردس کے قرص یا دوائے قیسو رشراب حلو یا تج منفتح ملا کر ضماد کریں اسی طرح جو دوائیں جمرہ منفرحا اور نملہ جاورسیہ کے علاج میں مذکور ہوئیں ہیں ان کا استعمال کریں ضروری ہے کہ ضماد کا استعمال ان اوقات میں ہر روز دو مرتبہ کیا جائے اور رات کو بھی ایک مرتبہ خواہ دو مرتبہ ضماد لگائیں جن دواؤں سے عفونت ثبور وغیرہ میں پیدا ہوتی ہے تا مقدور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے کہ ان سے ردارت مرض میں زیادہ ہوتی ہے واجب ہے کہ گرداگرد مقام ماؤف اور مواضع احتراق کے بالتزام گل ارمنی اور سرکہ اور مامیثا اور جملہ وہ چیزیں جو مبرد اور رادع ہیں خواہ جن کی تاثیر قریب بہ روع ہے لگایا کریں جیسے علوف زوفا شراب میں ڈبو کر استعمال کریں

جب التہاب میں سکون پیدا ہو اور قروح باقی رہ جائیں ان کا علاج مرہم راستہ اور مرہم ذبالو طالبین سے کریں خواہ جو مراہم ہم قروح متاکلہ کے واسطے قرابادین میں مذکور ہیں ان سے علاج کریں جو نہ کہنہ جو روغن دار ہو بعد علاج کے نار فارسی کے نار فارسی کے سکون التہاب اور باقی رہنے قروغ کے لئے بہت مفید ہے۔نفاطات اور نفاخات کا بیان نفاطات کا حدوث دو طرح سے ہوتا ہے بطرف ظاہر جلد کے ایک رطوبت مندفع ہوتی ہے اس طرح پر کہ دفع واحد میں مادہ اس رطوبت کو لے کر بطرف ماتحت جلد کے صعود کرتا ہے اور چونکہ تحت جلد تکاثف زیادہ اس جہت سے اس رطوبت کا نفوذ جلد میں بخوبی نہیں ہونے پاتا بلکہ نفاخنہ مائیہ باقی رہ جاتی ہے یعنی جیسے پانی بھر جانے سے جلد میں کسی طرح کا نفخ پیدا ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی کیفیت نمودار ہوتی ہے اور دوسری صورت اس کے حدوث کی یہ ہے کہ بدلے مائیت کے خون اسی جگہ بھر جاتا ہے اور زیر جلد نفخ پیدا ہوتا ہے۔

علاج نفاطات اور نفاخات کا تنقیہ

بدن کا اور فصد وغیرہ جیسے معلوم ہو چکا ہے بدستور کرنا چاہئے اور دیگر تدابیر غذا وغیرہ کے بھی جیسے اور امراض مناسب میں مندرج ہیں وہی یہاں بھی جاری رہیں اور ابتدائے ظہور میں اس مرض کے حدس کو پانی میں پختہ کر کے خواہ پوست آنار خواہ پوست شاخہائے درخت انار پانی میں جوش دے کر موضع مرض پر بعد طنج اور تلطین کے نیم گرم ضماد کرنا چاہئے۔

اگر نفاخات سے پھوڑے پیدا ہو جائیں اور خاص معالجہ نفاخات کے پھوڑوں کا منظور ہو تدبیر یہ ہے کہ جن کی جلد موٹی ہے اور دبا کر توڑنے سے درد ہو گا لہذا کسی سوئی وغیرہ سے اس میں سوراخ کریں اور جو رطوبت اس خراج میں ہے اسے نکال ڈالیں اور باریک جلد کا خراج کبھی خود بخود دمنہ کر لاتا ہے تاہم اگر خود بخود دمنہ نہ کرے ضرور سوئی وغیرہ سے چھید کر بہ نرمی تمام رطوبت نکال ڈالنی چاہئے بعد اس رطوبت کے نکالنے

کے دو حال سے خالی نہیں یا تو اچھا ہو جائے گا یا قرحہ پڑے گا اگر قرحہ پڑے مرہم اسفیداج اور مرداسنج وغیرہ سے علاج کریں خصوصاً جب ان مراہم میں ایرسا داخل کریں اور مرہم حمرہ کا استعمال اس وقت کریں گے جب پھیلنے لگے خواہ سڑنے کی نوبت پہنچے اور نملہ کا علاج خواہ اور جو علاج مناسب اس وقت کے مذکور ہو چکے ان کا استعمال کریں گے دوائے مرکب مرداسنگ ایک رطل زیت کہنہ ڈیڑھ رطل زرنیخ ایک رطل مرداسنج میں اس قدر پکائیں کہ زیت کی چپک جاتی رہے اس کے بعد زرنیخ پیس کر چھڑکیں ایضاً ایک دوا ایسی ہے جو مذاکیر یعنی حشفہ یعنی سپاری اور ہونٹ پر لگانے کے لائق یہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ دوا لائق ان اعضا کے ہے جنہیں حاجت تجفیف کی زیادہ ہے قلقطار اور قلقدیس آٹھ جزو بورہ ارمنی دو جزو پانی میں پیس کر استعمال کریں اور بکری کی مینگنی شہد میں ملا کر بھی مفید ہے جب ان پھوڑوں کی پڑیاں بھی گر جائیں اور گوشت فاسد ہو جائے اور گوشت صحیح باقی رہے اس وقت خالص پھوڑوں کا جو علاج ہے اسی طور پر معالجہ کرنا چاہئے اور شہر اسکندریہ کے اطبا ایک لکڑی سے ان دونوں کو گرا دیتے ہیں جسے ساراقیاس کہتے ہیں اور نیز نارخس اور طرناحلکیس روغن اقحوان بھی ان کے اسقاط کے واسطے بہت مفید ہے حاصل یہ ہے کہ خشک ریشہ کے اسقاط کے بعد بقیہ کا علاج مثل علاج خراجات کے کرنا اور انہیں تدبیرات میں مشغول رہنا بہت عمدہ تدبیر ہے۔ دوائے مجرب قدما کی ہے اور متاخرین نے اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے نزروت صبر کندر سفید زنگار ہم وزن لے کر بوزن مجموع کے گل ارمنی شامل کریں اور گولیاں بنا کر رکھیں بقدر حاجت سرکہ خواہ پانی میں گولی گھول کر طلا کریں اور طلا کر کے پھر اسی پر دوبارہ دوا کو طلا کریں تا کہ اس میں خوب سا تقبض پیدا ہو جائے اور سمٹ کر خشک ریشہ پڑ جائے اگر اس پڑی کے نیچے رطوبت ہوگی خودبخود گر پڑے گی ورنہ چھوڑانے کی ضرورت ہوگی اور ہمیشہ یہی تدبیر جاری رکھیں تا کہ سب مقام سے پڑیاں چھوٹ کر گر پڑیں۔ شری کا بیان شری پتی کو کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ

چھوٹے چھوٹے دانے اور چیٹے مثل نفاخات کے مائل بسرخی ہوتے ہیں اور کھجلی ان میں زیادہ ہوتی ہے اور رگڑتے ہیں اور اکثر دفعتہً تمام بدن میں پیدا ہو جاتے ہیں اور کبھی انہیں شورے سے ایک قسم کی رطوبت بھی رواں ہوتی ہے بیشتر شری دموی ہوتی ہے اور رات کو اکثر اس میں شدت ہوا کرتی ہے اور کرب اور غم بھی اس کا شب کو زیادہ ہوتا ہے سبب حدوث اس مرض کا ایک بخار گرم ہوتا ہے جو تمام بدن میں دفعتہً ثوران میں آتا ہے اور وجہ اس کی ثوران کی یا یہ ہے کہ صفراوی ہوتا ہے خواہ بلغم بورقی کی اس میں شرکت ہوتی ہے صفراوی خون سے جو شری پیدا ہوتی ہے اس میں سرخی اور حرارت زیادہ ہوتی ہے اور ظہور اس کا بہ سرعت ہو جاتا ہے اور بلغمی میں ان سب امور کی کمی ہوتی ہے مگر بلغمی کی شدت رات کو بہ نسبت سوی کے زیادہ ہوتی ہے اگر شری کسی موضع وسیع میں برآمد ہوئی ہو اور فصد نہ کھولی جائے غب پیدا ہونے کا خوف ہوتا ہے اور واجب ہے کہ فصد اس مرض میں ایسے وقت کھولیں اور جو درمیان زمانہ ابتدا اور نوبت ثانی کے ہو اور جس طرح حمی غب دائرہ خواہ غب دائمہ میں بروقت راحت کے نہ بروقت شدت حمی کے فصد کھولتے ہیں اسی طرح اس مرض میں فصد کا وقت اختیار کریں۔ علاج شری کا اگر غلبہ خون کا ہے بہت جلد فصد کھولنی چاہئے اس کے بعد تحمل ہو سکے تو مسہل صفرے کا استعمال کریں کہ ہلیلہ دو حصہ اور ایارج فیقرا ایک حصہ مقدار شربت مجموع کے تین درہم سکنجبین داخل کر کے استعمال کریں اور تسکین اس مرض کی تمرہندی اور آب انارین خواہ آب انار میخوش کا مع اس کے چھلکے کے اور خیساندہ شمش اور ماء الرائب اور اقراص طباشیر جس میں کافور داخل ہے ہمراہ آب انار کے اور آب گرم کا پینا دن بھر میں چند مرتبہ اس مرض میں بہت نافع ہے اور مریض کی طبیعت نرم کرتا ہے منجملہ مسکنات کے خیساندہ سماق مصفی کا بقدر تین اوقیہ کے غذا ان کے لائق طفیل یعنی مسور مقشر جو سرکہ میں پکائی ہو اور سرکہ اور زیت ہمراہ روغن بادام خواہ سرکہ ہمراہ آب انگور اور زیت کے اور ماء الرائب لیکن اگر خلط مرض کی بورقی ہو

استفراغ مادہ کا بدن سے بذریعہ ہلیلہ اور نصف اس کی تربد سے کہ مجموع کی مقدار تین درہم ہو استعمال کریں خواہ خواز السرور تر و تازہ ایک اوقیہ ہمراہ صبر زرد ایک درہم کے دیں یا عصفر کو پیس کر سرکہ ترش میں آمیختہ کر کے پلائیں خواہ آب مغرہ یعنی گل مختوم اور آب آجرہ وجدید یعنی نئی اینٹ کا پانی پلائیں اگر مرض میں بلغم کی شرکت ہو ایک درہم کبابہ اور تین درہم شکر خواہ تین درہم تخم فنجنگشت لیں جلیب میں استعمال کریں ہر قسم کی شری میں از روائے تجربہ کے یہ دوا مفید ہوئی ہے نو دنج دو درہم طباشیر ایک درہم گل سرخ نصف درہم کافور ایک قیراط آب انار ترش میں پلائیں خواہ نہار منہ ابہل کا استعمال کریں کلہ اور فساد عضو اور فرق درمیان غانغرایا یا سقاقلوس کے ان امراض میں کلام کرنا بنظر مناسبت امراض مذکورہ بالا کے بہت اچھا ہے اب ہم کہتے ہیں کہ عضو جسمانی میں فساد اور تعفن یا کسی ایسے سبب سے پیدا ہوتا ہے جو اس عضو کی روح حیوانی کو فاسد کر دے خواہ روح حیوانی مذکور کو اس عضو خاص تک وصول سے منع کرے خواہ وہ سبب مفسد روح بھی ہو اور مانع وصول بھی ہو۔ مفسد روح کی مثال جیسے سموم حارہ اور باردہ جو بنظر اپنے مادہ اور جوہر کے مضاد اور مخالف روح حیوانی کے ہیں خواہ اورام اور شبور اور قروح ردی جو پھیلتے ہوں اور مادہ ان کا سمی ہو یا وہ قروح جن کے معالجہ میں طبیب کے خطا کرنے سے کسی قسم کی خباثت پیدا ہو جائے جیسے قروح غائر میں روغن ٹپکانے سے گوشت متعفن ہو جاتا ہے خواہ اورام گرم کی تبرید شدید کرنے سے مزاج عضو کا فاسد ہو جاتا ہے وصول روح کا مانع سدہ ہوتا ہے اور یہ سدہ یا عرضی اور بادی ہے جس طرح بعض اعضا کو بہت زور سے پٹی وغیرہ سے کس کر باندھنا کہ اگر یہ کیفیت اکثر رہے گی عضو کو فاسد کر دے گی اس لئے کہ روح حیوانی کا وصول اس عضو تک نہیں ہو سکتا ہے جو قوت کہ قلب میں نفس سے روح حیوانی پر اس عضو خاص کی منتشر ہوتی ہے اسے یہ بندش تحبس کر دے گی اسی وجہ سے مزاج اس کا فاسد ہو جائے گا اور ہلاکت عضو کی واقع ہو گی کبھی احتباس روح کا بوجہ کسی سدہ بدنی کے ہوتا ہے جیسے

ورم گرم ردی اور ثابت اور عظیم غلیظ المادہ ہو کہ منافذ اور مداخل نفس کو جس سے آمد و رفت حیات روح حیوانی کی ہے بند کر دے اور اس انسداد سے باوجود احتباس روح کے فساد مزاج میں بھی پیدا ہوتا ہے جو انسداد جامع فساد ہے اس کے زمانہ ابتدا میں جب تک عضو حساس کے حس میں فساد کامل عارض ہوا ہے اس کو غانغرایا کہتے ہیں خصوصاً اگر ابتدا میں فلغمونی ہو پھر جب اس مرض میں ایسا استحکام ہو جائے کہ حساس کی حس باطل ہو اور یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہو گی جب لحم اور اس کے قریب کی ہڈی ابتداً خواہ ورم کے بعد فاسد ہو جائے۔ اس وقت اس کا نام شقاقلوس ہے اور کبھی غانغرایا سے شقاقلوس پیدا ہوتا ہے بلکہ غانغرایا ہو کر ہمیشہ شقاقلوس پیدا ہوتا ہے اور یہ سب خرابیاں گوشت میں عارض ہوتی ہیں اور ہڈی وغیرہ میں بھی پیدا ہوتی ہیں جب اس مرض کا درجہ یہ پہنچے کہ عضو کے افساد میں ترقی روز بروز نظر آئے اور بڑھتا جائے اور چیز گردشے فاسد کے ہو اس میں ورم بھی پیدا ہو کر گرد کے عضو کے فساد کا ذریعہ ہو ایسے وقت میں مجموع اس عارضہ کا نام آکلہ ہے اور جو حال کیفیت عضو ماؤف پر طاری ہوتی ہے اس کا نام تعفن موت رکھتے ہیں اور اگر یہ مادہ مفسد اور غلیظ نہ ہوتا مقام خاص میں اس قدر گزین کیوں ہوتا بلکہ کسی طرف مندفع ہو جاتا۔ معالجات غانغرایا کا علاج ابتدا میں ہو سکتا ہے اور اس نے امید صحت بھی ہوتی ہے جب گوشت میں فساد مستحکم ہو گیا لازم ہو گا کہ تمام گوشت اس وقت نکال ڈالیں جب معلوم ہو کہ عضو کا رنگ متغیر ہو چلا ہے پس معلوم کرنا چاہئے کہ طریق تعفن میں آ گیا ہے اس وقت بہت جلد ایسے لطوخ کا استعمال کریں جو مانع عفونت ہو جیسے گل ارمنی اور گل مختوم سرکہ میں ملا کر استعمال کریں اگر اس دوا سے کچھ فائدہ نہ ہو گہرے پچھنے کے بدون کچھ چارہ نہ ہو گا کہ مختلف طریقوں سے اور مختلف مقامات سے پچھنے کا استعمال کریں اور جونک لگائیں اور جو رگیں قریب قریب کی ہوں خواہ مقابل کے جہت میں واقع ہیں اور چھوٹی ہیں ان کی فصد کھولیں تا کہ خون فاسد کا اخراج ہو جائے مگر ان تدابیر کے ہمراہ موضع

بلکہ ایسی دوا استعمال موضع صحیح پر کرنا چاہئے تاکہ عفونت کو منع اور ردع مادہ کرے جب کسی قدر عضو متعفن کو کاٹ ڈالیں واجب ہے کہ اس کے گرد داغ دیں آگ سے کہ مقتضائے حزم اور ہوشیاری یہی ہے خواہ ادویہ کاویہ سے جو محرق ہیں ان کے ذریعہ سے داغ دیں خصوصاً جو اعضا عفونت کو بسرعت قبول کرتے ہیں خواہ بوجہ اپنی حرارت کے خواہ بوجہ قرب اور مجاورت ان فضول کے جو اعضائے مذکور سے جاری رہتے ہیں جیسے مذاکیر اور دبر وغیرہ اس قدر تدبیر اور علاج کو ہم اس مقام پر بیان کرتے ہیں اور قروح متعفنہ کے باب میں ایسی تدبیریں مذکور ہوں گی جو اس فصل پر اضافہ کے لائق ہیں۔

طواعین کا بیان

قدمائے اطبا طاعون کا استعمال اپنی زبان یونانی میں ایسے معانی کے واسطے کرتے ہیں کہ زبان عربی میں اس کا ترجمہ یہ ہوسکتا ہے طاعون وہ ورم ہے کہ اعضائے غدوی میں پیدا ہو خواہ جو عصب سے خالی ہے اس کا ورم جیسے وہ لحم جو بیضہ میں خواہ پستان اور بیخ زبان میں ہے خواہ جو گوشت بے حس ہے اس کا ورم جیسے وہ لحم غدوی جو زیر بغل ہے خواہ اربیہ یعنی بد جو بیخ ران کے قریب ہے اور از یں قبیل او رلحوم کے ورم کو طاعون کہتے تھے بعد ازاں استعمال لفظ طاعون کا ہر ایک ایسے ورم کے واسطے ہوا جو مواضع مذکورہ میں یہی ہو اور معہذا ورم حار اور قتال بھی ہو کہ اس کا جوہر سمیت کی طرف مستحیل ہو کر مفسد عضو ہو اور قرب وجوار کے مقامات کے رنگ کو متغیر کردے اور بیشتر اس ورم سے خون اور صدید وغیرہ مترشح ہو اور اس کی کیفیت ردی قلب تک بذریعہ اشرائین کے پہنچ کر مورث قے اور غشی اور خفقان کی ہو کر قاتل ہو اور شاید یہ دوسری اصلاح بہ نسبت طاعون کے جو ہوئی ہے یہ وہی ورم ہے جو اب بنام داخس موسوم ہے اور اوائل اطبا اس کا نام توماطار کہتے تھے لیکن پر ضرور ہے کہ عروض اس ورم کا اکثر اعضائے ضعیفہ میں ہو جیسے رابط اور اربیہ خواہ پس گوش وغیرہ اور اس کی نہایت ردی وہی قسم ہے جو رابط یعنی زیر بغل اور اربیہ یعنی کش ران میں ہو اس لئے کہ یہ اعضا قریب ہیں ان اعضا

کے جن کی ریاست کامل ہے جیسے قلب اور دماغ اسلم طاعون غیر قتال کے اقسام وہ طاعون ہے جس کا رنگ سرخ ہو اس کے بعد جس کا رنگ زرد ہو اور جو طاعون مائل بہ سیاہی ہو اس کی وجہ سے کوئی ہلاک نہیں ہوتا اور دفعتہً نہیں مرتا ہے طاعون اکثر انہیں بلاد میں پیدا ہوتا ہے جن میں وبا کی کثرت ہو زبان یونانی میں اکثر الفاظ ایسے امراض کے واسطے موضوع ہوئے ہیں جو مشابہ طاعون کے ہیں جیسے طرفریس اور قوماطا اور قوما حلا دیولوس مگر ہماری زبان میں ان اسماء کی مسمیات کی زیادہ تفصیل نہیں ہے علاج بذریعہ فصد کے استفراغ کرنا کبھی بہ نظر وقت کے اس کا تحمل ممکن ہوتا ہے اور کبھی بہ نظر رداءت اس خلط کے جو برآمد ہوتی ہے استفراغ بذریعہ فصد کے واجب ہوتا ہے بعد فصد کے واجب ہوتا ہے بعد فصد کے واجب ہے کہ قلب کی تقویت اور حفظ پر متوجہ ہوں اور ایسی دواؤں کا استعمال کریں جن میں عطریت اور تبرید ہو مثلاً حماض ترج اور لیمو خواہ رعوب نفاح اور دیگر فواکہ کے خواہ بہی اور آنار ترش اور سونگھانے کی چیزیں جیسے گل سرخ اور کافور اور صندل وغیرہ تجویز کریں اور غذا میں عدس جو سرکہ میں پکایا ہے خواہ مصوص حامض جو ایک قسم کا کھانا تیہو اور جدی کے گوشت سے پکتا ہے بیمار کے مکان کی نزہت اور آرائش برف کے ٹکڑوں اور برگ بید سادہ اور بنفشہ اور گلاب کے پھولوں سے خواہ گل نیلوفر وغیرہ سے کریں اور قلب پر ضماد مبرد اور مقوی جو ادویہ اصحاب خفقان مذکور ہو چکے ہیں ان سے کرنا چاہئے خواہ جو ادویہ اصحاب وبا کے واسطے لکھی گئی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تدبیر اصحاب وبائی کی کرنی ضرور ہے اور خاص ورم طاعون خواہ جو ادویہ قائم مقام طاعون کے ہے اس کا علاج ادویہ مذکورہ ذیل سے کرنا چاہئے ابتدا میں ایسی دوا جو تبرید اور قبض پیدا کرے خواہ اسفنج کو سرکہ اور پانی میں خواہ روغن گل یا روغن نفاح یا روغن درخت مصطلگی یا روغن آس میں ڈبو کر استعمال کریں۔ یہ تدبیر ابتدائے مرض کی ہے اور پچھنے لگانا اگر ممکن ہو لگائیں اور جو رطوبت وغیرہ اس سے بعد شرط کے نکلتی ہو جاری رہنے دیں اور بند نہ کریں اور نہ منجمد ہونے

ورم بطور بحران خواہ بوجہ دفعہ طبعی کے کسی عضو رئیس سے بطرف عضو خسیس کے ہوا ایسے مادہ کو روکنا اور منع کرنا جائز نہیں بلکہ اعانت طبیعت کی کر کے اچھی طرح اسی عضو کی طرف جذب کر لینا چاہئے جس طرح پر جذب ممکن ہو خواہ بذریعہ دوا یا محجمہ وغیرہ کے اور اگر ورم بوجہ کثرت مادہ کے پیدا ہوا ہو اور امتلائے خلط مورث اس کا ہو اس وقت استفراغ مادہ کرنا اصل معالجہ ہے اور غذا کی تقلیل اور تلطیف بھی ضرور ہے اور روادع کا استعمال نہ کرنا چاہئے بلکہ مرخیات کو استعمال کریں اور مرخیات کا استعمال بھی بدون استفراغ مادہ کے جائز نہیں ورنہ اکثر عضو متورم پر بوجہ کثرت جذب مادہ کے گزند پہنچتا ہے لہذا جب مرخیات کا استعمال منظور ہو پہلے استفراغ مادہ کا کر کے بعد ازاں جذب مادہ کا بطرف خلاف جہت کے کریں۔ دافعات کے استعمال میں یہ ضرر متصور ہے کہ وہ رو ما کا بطرف احشا کے خواہ اعضائے رئیسہ نہ ہو جائے اور مرخیات کے استعمال میں بھی خطرہ ہے کہ مادہ کی مقدار زیادہ ہے اور استفراغ مادہ اور لمالہ مادہ کا مرخیات کی مضرت سے امان دیتا ہے اگر درد میں شدت ہو اس وقت تسکین درد کی ضرور کرنی چاہئے اس طرح پر کہ صوف کو زیت گرم میں بھگو کر استعمال کریں اور آخر میں تھوڑا سا نمک بھی شریک کر لیں تا ایکہ درد میں تسکین پیدا ہو اس لئے کہ ورم میں تحلیل اس کی وجہ سے ہوتی ہے اوائل میں اس کے استعمال سے درد زیادہ پیدا ہوتا ہے اگر بدن مواد سے پاک ہو خواہ بوجہ استفراغ کے پاک کیا جائے پھر تحلیل ورم کی بے خطر کرنی چاہئے کبھی تحلیل لقط آرد گندم کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ آرد جو کا استعمال کریں اور کبھی جس دوا میں قوت تحلیل کی زیادہ ہوتی ہے اس کے استعمال سے ورم میں زیادتی پیدا کرتی ہے لہذا اس قوی درد کا استعمال نہ کرنا چاہئے مگر جس وقت یہ منظور ہو کہ جذب مادہ کا اعضائے رئیسہ سے بطرف ورم کے ہو جائے اور اگر جذب نہ کرے اعضائے رئیسہ کی نسبت خوف پیدا ہو اگر ابتدائے ورم میں فقط زیت کو گرم کر کے ورم پر ٹپکائیں مزیل ورم کسی لحم رخو یعنی نرم گوشت میں ہو اور عضو متورم

شریف ہو جیسے پستان اور خصیہ اور منع مادہ سے کسی طرح کا خوف اور کوئی آفت مظنون نہ ہو منع مادہ اور ردع کرنا کچھ مضر نہیں ہے اور اگر میلان ہر ورم کا بطرف سختی کے محسوس ہو زم کرنے کی تدبیر ضرور کرنی چاہئے۔

خراجات حارہ کا بیان

خراج دبیلہ کی وہ قسم ہے جو اورام حار میں جمع مادہ پر شامل ہو شاید لفظ دبیلہ کی ہر ایک ورم پر واقع ہوتی ہے جو وقتاً فوقتاً بھرتا جائے اور رباطن میں اس ورم کے ایک مقام ایسا ہو جہاں انصباب مادہ کا ہوا کرے اور بعد ازاں کہ اس مقام میں انصباب مادہ کا ہو جتنا مادہ وہاں پہنچے وہیں ٹھہر رہے ایسے ورم کو خراج جب کہیں گے کہ مادہ اس ورم کا حار ہو اور اس میں اجتماع مدہ کا ہوتا ہو کبھی ورم گرم کی ابتدا اسی طرح سے ہوتی ہے کہ باوجود اجتماع مادہ کے تفرق اتصال باطن ورم میں بھی ہوتا ہے اور کبھی اس طرح سے ابتدا نہیں ہوتی بلکہ ابتدائے ورم حار صحیح کی ہو کر آخر کار میں بوقت منتہی کے جمع مادہ کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہم ان دبیلات باردہ کو جو شامل مادہ مخاطی اور اخلاط حصی اور حصوی یعنی مثل سنگریزے کے اور رملی یعنی مانند ریگ کے اور اخلاط شعری یعنی بشکل بالوں کے ہیں آئندہ سطور میں ذکر کریں گے بعد ازاں کہ خراجات حارہ کا بیان کر لیں علاوہ یہ ہے کہ بعض اطبا نے ایسے دبیلات کو جو شامل ایسے ہی اخلاط پر ہوں بھی بنام دبیلہ مخصوص کیا ہے لیکن ابھی ہم انہیں اورام اور اخراجات کا ذکر کرتے ہیں جس میں اجتماع مدہ کا ہوتا ہے اس لئے کہ یہ خراج جب ابتدا کرتا ہے بوجہ کسی ایسے مادہ کے جسے طبیعت نے دفع کیا ہے اس کا نفوذ جلد میں ممکن نہیں ہوتا اور نہ گوشت میں اس کا تشرب اور سما جانا ممکن ہوتا ہے بلکہ اس سے تفرق اتصال ظاہر پیدا ہوتا ہے بوجہ غلاظت اسی مادہ کے اور اندر انہیں شگاف اور سوراخوں کے جن میں یہ مادہ متفرق ہوا ہے پوشیدہ ہو کر ٹھہر جاتا ہے اور اکثر اوقات ان اورام کے سرے پر ایک نوک تیز اونچی

بلند ہو جاتی ہے اور یہ نوک اس پھوڑے کا منہ کہلاتی ہے خصوصاً اگر مادہ خراج کا حاد ہو اس وقت یہ نوک ضرور اونچی ہوتی ہے یہ خراجات شروع ہو کر اجتماع مدہ ان میں ہوتا جاتا ہے اور بعد اجتماع کے مدہ میں پختگی اور نضج پیدا ہوتا ہے بعد ازاں خود بخود پھوٹ جاتے ہیں اور کبھی تقویت انضاج کی بھی ضرورت ہوتی ہے یعنی استعمال ادویہ منضجہ کا ان پر اس غرض سے کرتے ہیں تا کہ طبیعت کو نضج مادہ میں مدد ملے اور شگافتہ ہونا ان کا بآسانی ہو سکے اور کبھی اس تدبیر کی ضرورت نہیں ہوتی جس قدر پھوڑا زیادہ اونچا ہو اور نوک اس کی زیادہ باریک ہو اور اس میں سرخی زیادہ نمایاں ہو اسی قدر اس کے خلط میں حرارت زیادہ ہوگی اور نضج اور تحلل اس کا زیادہ سرعت سے ہوگا اور بسرعت شگافتہ ہو جائے گا خصوصاً وہ پھوڑا بلند جو شکل صنوبری برآمد ہو اور جو پھوڑا اس کے برخلاف پست اور چوڑا ہو سرخی اس میں کم ہو اس کا مادہ غلیظ اور ردی اور مائل بطرف باطن کے اور درد اس میں بہت کم حرکت مادہ کی ثقیل اور گراں ہو ایسے پھوڑے کی نہایت ردی وہ قسم ہے جو اندر کی طرف پھوٹے کہ جو رطوبت خواہ روح وغیرہ اس پر ہو کر گزرتی ہے سب کو فاسد کرتا ہے ایک قسم پھوڑے کی وہ بھی ہے جو اندر باہر دونوں طرف پھوٹتا ہے بہت عمدہ پھوٹنا پھوڑے کا وہی ہے جس سے اس عضو خاص اندرونی کی تخفیف حاصل ہو جس میں پھوڑا پیدا ہوتا ہے اور اس عضو اندرونی کے مواد نکلنے کی راہ بطرف خارج بھی کشادہ اور اچھی ہو جیسے معدہ کا پھوڑا اندر کی طرف پھوٹے خوب ہے بہ نسبت اس کے کہ باہر پھوٹے خواہ بطرف اس تجفیف کے پھوٹے جس کو مراق محیط ہے کہ یہ بھی زبوں ہے اسی طرح پھوٹنا خراج دماغ کا بطرف دونوں بطن مقدم کے بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بطن موخر کی طرف پھوٹے اس لئے کہ دونوں بطن مقدم دماغ کے رطوبات کی راہ بطرف خارج کے منہ اور ناک اور کان سے ہو کر بہت کشادہ ہے اور اگر دماغ کا پھوڑا بطرف اس فضا کے جو دماغ سے محیط ہے پھوٹے خواہ بطرف بطن موخر کے منہ کرے اس مادہ کو باہر نکلنے کی راہ نہ ملے گی اور ضرر شدید پیدا

کرے گا ہر ایک عضو اس کے لائق نہیں ہے کہ اس میں پھوڑا نکلے مثلاً مفاصل میں پھوڑا اکثر نکلتا ہے اس لئے کہ مفاصل میں اخلاط فجاطی بھرے ہوئے ہیں اور جگہ ان اخلاط کی کشادہ ہے کہ مادہ موجود کی گھٹنے اور تنگی میں پڑنے کی نوبت نہیں پہنچتی اور نہ کوئی چیز خابس ان مواد کے مفاصل میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ بوجہ جس کے مادہ کو متعفن کر دے ایسی وسیع جگہ میں پھر اگر بندرت کوئی پھوڑا پیدا ہو کسی امر عظیم اور پرخطر کی وجہ سے ہوگا سب پھوڑوں سے بدتر وہ پھوڑا ہے جو اطراف عضلات میں پیدا ہو جس میں اعصاب کثیرہ موجود ہیں۔ اقسام خراجات کے پختہ ہونے کی مدت بھی مختلف ہوتی ہے بنظر لطافت اور غلاظت خلط کے اور بنظر مزاج خلط کی حرارت اور برودت اور اعتدال میں اور بحسب فصل اور سن اور جوہر عضو خاص کے جس میں پھوڑا نکلا ہے پھوڑے کا خام رہنا اور پختہ رہنا اور اس کے مادہ کا قیح کی طرف مستحیل ہونا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ حار غریزی کی اس میں قلت ہوتی ہے خواہ جوہر مادہ خراج کا غلیظ ہو اور انہیں خرابیوں کی وجہ سے یہ برائی پیدا ہوتی ہے کہ اندر کی طرف قیح پڑتی ہے اور باہر بذریعہ جس کے کچھ دریافت نہیں ہوتا اس لئے کہ ریم اندر کی طرف ہوتی ہے اور خارج کی طرف مادہ غلیظ اسے نمایاں ہونے نہیں دیتا۔ مدہ کا حال یہ ہے کہ کبھی اپنے نضج پر بسرعت ٹھہرتا ہے اور کبھی نہیں ٹھہرتا جیسا مادہ میں غلظ ہو اسی قدر بسرعت نرم نہیں ہوتا اور اگر مدہ میں نضج بحال رقت پیدا ہو بہت جلد نرمی پیدا ہوتی ہے اور جس قدر اس پر گوشت کی قلت اور کثرت ہوگی اسی قدر نرمی بھی کم وبیش ہوگی اسباب خراج کے اور اس میں مدہ کے پیدا ہونے کے اسباب یہ ہیں کہ امتلا اور کثرت مادہ اور فساد مادہ کا پیدا ہو اور ان تینوں کے اسباب تخمہ اور ریاضت ردی اور وہ امراض ہیں جن کا بحران استفراغ ظاہری سے نہ ہو خواہ آفات نفسانی مثل غم اور ہم جو مفسد خون کے ہیں عارض ہوں ایک قسم خراج کی جس کا نام مبقوس ہے وہ ایسا پھوڑا ہوتا ہے کہ بعد پھوٹنے کے اس کے نیچے جو گوشت بھرا ہوتا ہے گوشت اچھا اور جید بے عیب نظر آتا ہے اس کے

بعد اسی گوشت سے مدہ بر آمد ہوتا ہے ایک قسم پھوڑے کی وہ ہے جس کا نام تین ہے وہ گول پھوڑا سرخ رنگ ہوتا ہے اور جس کے یہ پھوڑا نکلتا ہے تپ اسے ضرور لاحق ہوتی ہے اور اکثر یہ پھوڑا سر میں نکلتا ہے کبھی اور مقامات میں پیدا ہوتا ہے۔ دلائل ورم کے پھوڑے ہونے پر جب ورم میں ضربان کثیر اور صلابت اور حرارت پیدا ہو گمان کرنا چاہئے کہ اس ورم سے پھوڑا پیدا ہو گا دلائل نضج اور علامات نضج کے جب پھوڑے میں نرمی اور درد میں سکون پیدا ہو معلوم کرنا چاہئے کہ پھوڑے میں نضج شروع ہوا احکام مدہ کے مدہ بہتر وہی ہے کہ سفید اور چکنا ہو اور رائحہ کریہ اس میں پیدا نہ ہو اور سوائے حرارت غریزی کے اور کسی حرارت وغیرہ نے اس میں تصرف نہ کیا ہو اگرچہ شرکت حرارت غریبہ سے چارہ نہیں ہے لیکن غلبہ تصرف کا حرارت غریزی کو اور چکنے ہونے کی شرط اس واسطے ہم کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ خلط مذکور کو قوت ہاضمہ سے انفعال یکساں ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ تھوڑا مادہ مطیع ہے اور کسی قدر عاصی اور غیر مطیع اور بو میں شدت کراہت کی نہ ہونی اس واسطے مشروط ہے تاکہ عفونت سے بعید ہو اور سفیدی رنگ کی اس غرض سے مطلوب ہے کہ رنگ اعضائے اصلی کا سفید ہے مدہ کو اس رنگ کی طرف ہم رنگ ایسے ہی وقت طبیعت کرے گی جب قادر تصرف تام پر ہو۔ مدہ ردی وہ ہے جو بدبو ہو کہ اسے دلالت عفونت پر ہے اور چونکہ عفونت نضج کی ضد ہے اسی وجہ سے ردی ہو گا اور استیلا اور غلبہ حرارت غریبہ پر دلالت کرے گا جب مدہ مختلف الاجزا رنگ برنگ مختلف قوام کا بر آمد ہو یہ قسم بھی مدہ جید کی مخالف ہے جو مدہ کسی بدن میں پیدا ہو عفونت خواہ نضج یا برودت خواہ کسی اور قسم کے استحالہ سے خالی نہ ہو گا باطنی پھوڑے کے دلائل جب کوئی ورم گرم احشا میں پیدا ہو اور اس کی جہت سے قشعریرہ اور حمیات غیر مرتب اور بے نظام عارض ہوں اور درد میں شدت ہو اور اوائل میں طول ہو مدت میں پھر ہمیشہ اس کی مدت اخذ اور ترک کی گھٹتی جائے اور ثقل ورم کا بڑھتا جائے اس وقت یقین کرنا چاہئے کہ ورم کا پھوڑا ہو گیا اور اب اس ورم کا مادہ جمع ہوتا ہے یہ

درد ابتدا میں شدید اس واسطے ہوتے ہیں اور جس قدر منتہی قریب ہوتا جاتا ہے شدت گھٹتی جاتی ہے کہ ابتدا میں ثمرق اور پھٹنا ہوتا ہے اور ثمرق اور تفرق اتصال جس وقت پیدا ہوتا ہے اسی وقت درد بھی پیدا ہوتا ہے اور زیادہ وجع اور بروقت حصول تفرقِ اتصال کے پیدا ہوتا ہے اور جس وقت مادہ ورم مدہ بنتا ہے حرارت شدید میں بھی تسکین ہوتی ہے اور التہاب بھی کم ہو جاتا ہے اسی وجہ سے تپ جو بشرکت قلب کے عارض ہوتی ہے اس میں بھی تخفیف نمودار ہوتی ہے ۔یہ بھی جاننا ضرور ہیکہ صلابت نبض کی گواہ معتبر اور پورا شاہد ہے ورم کے خراج ہونے پر پھر اگر علامات خراج اور دبیلہ کے احشا میں ظاہر ہوں اور نبض میں صلابت پیدا نہ ہو حکم قطعی خراج باطنی پر نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ ایسی کیفیت یعنی باوجود ظہور علامات ورم کے نبض میں صلابت پیدا نہ ہونی کبھی بوجہ دوم صفاق کے یعنی اس پردہ کے جو احشا پر محیط ہے کبھی پیدا ہوتی ہے طبیب کو احساس اس جانب کا جدھر خراج ہے بذریعہ ثقل اور گرانی اسی جانب کے اور بذریعہ وجع اور درد کے ہوسکتا ہے دلائل نضج خراج باطنی کے جب اندرونی پھوڑے کے دلائل پیدا ہوکر اعراض میں اس کے مثل تپ اور قشعریرہ اور درد وغیرہ کے کسی قدر سکون پیدا ہو اور گرانی اور ثقل باقی رہے یقین کرنا چاہیئے کہ مدہ مستحکم ہوگیا اور نضج ہو چکا جو دلائل کہ قریب پھوٹنے اندرونی پھوڑے کے پیدا ہوتے ہیں بعد سکون اعراض کے پھر جب دوبارہ اعراض میں شدت پیدا ہو اور نخس یعنی چبھنا اور لذع اور شدت ثقل نمودار ہو اور حمیات متشابہ اور یکساں عارض ہوں زمانہ پھوڑے کے پھوٹنے کا قریب ہے پھر اگر کسی دن لرزہ دفعتہً پیدا ہوکر ثقل او وجع میں سکون پیدا ہو جائے معلوم کرنا چاہیئے کہ اب پھوڑا ٹوٹ گیا جبکہ مدہ کا استفراغ بعض مجاری سے ہوا اور جدھر سے یہ مدہ نکلے خواہ بول یا براز یا کسی اور طرف کے ادھر راہ میں جو جو اعضائے اندرونی واقع ہیں ان میں لذع پیدا کرے پھر تو پھوٹنا پھوڑے کا بمنزلہ مشاہد کے ہو جائے گا اور قوت کا ذبول اور ضعف مدخل ضرور ہوتا ہے اگر اندرونی پھوڑا دفعتہً پھوٹ جائے اور بہت سی

ریم وغیرہ اس میں سے برآمد ہو اکثر کثرت اخراج مدہ سے خفقان اور غشی مہلک عارض ہوتی ہے اور بیشتر اگر سینہ مدہ پھوڑے کا گرتا ہے اور مقدار اس کی زیادہ ہوتی ہے اختناق بھی پیدا ہوتی ہے۔ظاہری پھوڑوں کا علاج جو استفراغ اور علاج ابتدا میں اورام کے بشرطیکہ ان علاجات سے رجوع مادہ کا بطرف عضو شریف کے خوف نہ ہو جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے اور نہ ایسی تدبیر جو عوام اور جہال جراح کرتے ہیں الغرض یہ تدبیر خراج حارہ اور اورام حارہ میں جو درجہ خراج تک نہ پہنچی ہوں مشترک ہے اور جو تدبیر خراج سے مختص ہے وہ یہ ہے کہ تحلیل مادہ مجتمع کی کریں اور تحلیل دو طرح سے ممکن ہے ایک طریقہ بہت استواری کے ساتھ جاری بشرطیکہ مرض حد معتاد سے زیادہ خارج نہ ہو تدبیر یہ ہے کہ انضاج مادہ کا تھوڑے دنوں تک کریں اور اس کے بعد پھوڑے شگافتہ کرنے اور توڑنے کی تدبیر کریں اور قوت کی نگہداشت میں اہتمام بلیغ کرتے رہیں کہ اس کی حفاظت رہے اور کرب سے درد کی جو محلل روح ہے خواہ یکبارگی پھوڑے کے ٹوٹنے سے چونکہ اخراج مادہ کثیر کا ہوتا ہے سقوط قوت کا نہ ہو جائے اس لئے کہ اکثر لوگ بوجہ غشی کے اور ذبول قوت کے مر جاتے ہیں بلکہ واجب ہے کہ طبیب ہر وقت نگران رہے کہ حفظ قوت ہو سکتا ہے اور جو جو تدابیر حفظ قوت کے ہیں ان کا استعمال کرتا رہے اس طرح کہ جید غذا مرضائے دبیلہ کو دیتا رہے ہاں اگر پھوڑا اندرونی اعضا میں ہو کہ اس وقت تلطیف تدبیر کی ضرورت ہے۔دوسری تدبیر طریقہ سداد اور راستی سے خارج ہے اور اس کا استعمال بنظر ضرورت وقت کے اضطرار ہوتا ہے وہ تدبیر اسی وقت کی جاتی ہے کہ مرض عظیم ہو اور پھوڑا بہت ہی برا ہو کہ اعتدال سے بڑھا ہوا ہو اور نضج کے انتظار میں ہلاکت اور زیادتی رداءت پر وقتاً فوقتاً یقین کامل ہوتا جائے خواہ بالیقین ثابت ہو کہ قوت مریض کی جمیع مادہ کی انضاج پر کافی نہ ہوگی اور اگر قصد انضاج کا کیا جائے اس تدبیر کا نتیجہ کچھ نہ ہوگا اور نہ خلاف نضج کی تاثیر ہوگی ایسے وقت پھوڑے کو چاک کرتے ہیں اور چاک کرنے میں بچاؤ کا خیال کرتے ہیں

کہ اعضائے کریمہ جو قریب پھوڑے کے ہیں ان سے استرہ وغیرہ آلہ حدید مس نہ کرے کہ ان اعضا تک لو ہے کے پہنچنے میں خطرہ عظیم ہے اسی وجہ سے اگر یقیناً معلوم ہو کہ ایسا مادہ غلیظ ہے کہ اثر نضج کا قبول نہ کرے گا یا اسکا خوف ہو کہ حار غریزی عضو ماؤف میں اس قدر قوت پر ہے کہ نضج نہ ہو گا خواہ اس قدر قوت کم ہے کہ انضاج مادہ میں تقصیر کرے گی اور امالہ مادہ کا بطرف نضج کے جو کہ حق نضج ہے نہ کرے گی یا آنکہ اخراج قرب مفاصل کے عارض ہو خواہ اعضائے رئیسہ کے قریب پھوڑا پیدا ہو کہ چاک کرنے سے اس کے فساد کا خواہ لوہے کی اذیت پہنچنے کی مضرت کا خیال ہو اور اگر انضاج مادہ کا بذریعہ ادویہ مغریہ اور منضجہ کے کریں کچھ دور نہیں ہے کہ ادویہ مغریہ کے استعمال سے یہ خرابی پیدا ہو گی کہ نفوذ نسیم کو مجری نفس کی طرف سے مانع ہو اور ادویہ منضجہ حرارت ضعیف پیدا کریں کہ اس سے نضج کامل نہ ہو سکے الغرض یہ سب صورتیں ایسی ہیں کہ ان سے تعفن مادہ پر اعانت ہوتی ہے اسی وجہ سے ایسی صورتوں میں گہرے پچھنے لگانے چاہئیں اور اگر چاک کریں وہ بھی عمیق ہو اور بعد شرط اور ربط کے ادویہ ایسے مستعمل ہوں جن میں قوت تحلیل کی اور تجفیف پیدا کرنے کی شدید ہو اور رواجب ہے کہ چاک کرنا اور پچھنے لگانے لیف میں عصب عضو کی جہت طول میں ہو ہاں اگر ارادہ یہ ہے کہ فعل اس عضو کا باطل ہو بنظر خوف وقوع تشنج کے اس وقت لیف کو عرض میں قطع کرنا چاہئے اور اس خوف سے امید سلامت کی ہوتی ہے۔ اکثر طول لیف کا طول بدن میں ہوتا ہے سوائے چند اعضائے مخصوصہ کے اور اسی طرح اکثر لیف بھی طول بدن میں موضوع ہے باوجود کثرت شعبہ اور شاخوں کے مگر چند اعضائے مخصوص کے جیسے جبہ جس عضو کو چاک کریں خواہ اس میں پچھنے لگائیں چاہئے کہ روغن خواہ جو شے ایسی ہو کہ اس میں چربی کا لگاؤ ہو قریب اس کے نہ لے جائیں اور اگر بدون دھونے کے چارہ نہ ہو شہد اور پانی یا شراب اور سرکہ سے دھوئیں جب ورم اور التہاب میں بعد چاک کرنے کے شدت پیدا ہو عدس کا ضماد کریں اور اگر اس قدر حاجت نہ ہو

ہے کہ پھوڑے کو چاک کریں اس واسطے کہ اگر ایسے پھوڑے کو ایسے وقت بھی چاک نہ کریں اور مدہ کو بحال خود باقی رہنے دیں خود فاسد ہو جائے گا اور فساد پیدا کر کے عروق اور لیف اور اعصاب کو سڑا دے گا اور فساد ایسے پھوڑے کی وجہ سے اس وقت مترقب ہوتا ہے کہ جب قریب غاصل کے ہو چاک کرنے میں پھوڑے کے اس کا خیال ضرور ہے کہ جہاں مدہ پڑ گیا ہے اور دکھائی دیتا ہے اسی جگہ کو چاک کر دینا چاہئے اور راہ چاک کرنے کی بطرف اسفل کے ہو نہ اس طرف جدھر سے نکلنا مدہ کا دشوار ہو اگر پھوڑے کا حجم گندہ نظر آئے اور اس پھوڑے کو شق کریں فقط راہ کھول دینی چاہئے اس لئے کہ ہمیں کا قاعدہ یہی ہے کہ اپنے پیچھے یعنی سامنے کی جانب مقابل میں چسفیدہ نہیں ہوتا ہے اور اگر مقدار میں پھوڑا کم اور نحیف ہو سارے پھوڑے کو طول میں شق کرنا چاہئے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جس مقام میں وہ ہو مس کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے خصوصاً اگر پھوڑے کو انگلی سے دبائیں اور دوسری انگلی سے اس کو آتا ہوا دیکھیں تو دوسرے ہاتھ کی انگلی ہو اور دیکھنے کے لائق یہ بات ہے کہ انگلی کے جانے سے کسی قدر مدہ ہلتا اور ہٹتا ہے یا نہیں مدہ کے ہٹنے کے بعد جس میں مدہ بھرا ہوا ہے وہ اپنے اصلی رنگ پر آتا ہے یا نہیں اور بطرف سفیدی کے اس کا رنگ مائل ہوتا ہے یا نہیں اس لئے کہ جب تک نضج نہیں ہوتا رنگ میں سرخی باقی رہتی ہے اور مقام کبھی مدہ کا مائل بہ سبزی اور زردی بھی ہوتا ہے اگر مدہ اچھا نہ ہو اور ردی ہو معتمد اور پختہ طریقہ شناخت کا چھونا اور دبانا ہے فقط آنکھ کے ذریعہ سے اس کا امتحان پختہ اور صحیح نہیں ہو سکتا ہے گو آنکھ کے دیکھنے کو بھی کسی قدر دخل ہے اور معین ہو سکتا ہے واجب ہے کہ پھوڑے کے چاک کرنے میں جو خطوط جلد میں خلقی اور طبعی بنے ہوئے ہیں انہی خطوط پر چاک کریں اور انہیں خطوں پر چاک استرہ کا واقع کریں سوائے کسی ضرورت خاص کے اور جس اعضا کے ریشہ اور رگوں میں تو ریب ہو خواہ پھرے ہوں ان اعضا میں استرے کو لیف کی طول میں رکھ کر چاک کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر پیشانی کے

ہے اسی قدر چاک کا زخم طولانی لگائیں گے اگر ناک کا پھوڑا قریب آنکھ کے ہوگا اس کو اس شکل سے چاک کریں گے جیسے چاند کا سر ترچھا ہوتا ہے اور ترچھا اس کے نیچے کی طرف رکھیں گے اور اگر فک اعلیٰ خواہ فک اسفل میں پھوڑا پیدا ہو اسے بھی سیدھا چاک کریں گے اس لئے کہ یہ ترکیب خلقی اس مقام کی سیدھی ہے اور شیوخ کے اجساد کی شکل جیڑوں کی مستوی ہونے پر دلالت کرتی ہے پس گوش کا پھوڑا بھی برابر اور سیدھا چاک کرنا چاہئے ذراعین اور مرنقین اور دونوں ہاتھ اور انگلیاں اور دونوں کش ران یعنی بد کے پھوڑے طول میں چاک کئے جاتے ہیں اسی حکیم نے کہا ہے کہ اگر قریب ران کے پھوڑا نکلے اسے بشکل مستدیر پر چاک کریں گے اور رابط مستدیر سے مراد یہ ہے کہ طول بدن میں بھی اور عرض میں بھی کسی قدر واقع ہو اس حکیم نے کہا ہے کہ اگر اس مقام پر چاک مستدیر نہ ہو کھٹکا اس بات کا رہے گا کہ پھر مواد مجتمع ہو کر ناسور پیدا کرے اور اسی شکل سے جو پھوڑا مقعد کے قریب ہے اسے بھی مستدیر چاک کریں گے بایں خیال کہ اس عضو میں رطوبت زیادہ مجتمع ہوتی ہے وہی رطوبت مستحیل مادہ خراج کی نہ ہو جائے اور پہلو اور پسلیوں کا پھوڑا بشکل مورب چاک کرنا چاہئے اور خصیہ اور قضیب کا خراج بط مستوی سے چاک کرو یہی حکم ہے کہ اسے تلاش اس بات کی ہمیشہ رہے کہ چاک بشکل کیانی تا مقدور واقع ہو دونوں ساق اور دونوں عضو کا پھوڑا طول میں چاک کرنا چاہئے اور پٹھے تک ضرر استرہ کا نہ پہنچنے پائے ۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ چاک کرنے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں بحسب اختلاف مقامات اور مواضع کے اگر آنکھ کے قریب پھوڑا ہو اس کا چاک شبیہ اور ہمشکل کی وضع کے ہونا چاہئے اور ناک کے پھوڑے کا چاک طول انف میں اور جبڑے اور قریب کان کی شق مستوی کرنا چاہئے اس لئے کہ ترکیب اس مقام کی مستوری واقع ہے اور شیوخ کے اجساد سے اس کی صورت ظاہر ہوتی ہے اور پس گوش اور ذراع اور ساق اور ران اور عضد ان سب مقامات میں بشکل مستوی طول میں چاک کرنا چاہئے اور اسی طرح

خواہ کسی عضو شریف میں ہو خواہ کسی ایسے مقام میں جو ہڈی سے قریب ہے خواہ غشا کے نزدیک واقع ہو اس کے چاک کرنے میں جلدی کرنا چاہئے قبل از انکہ نضج اس پھوڑے کا مستحکم ہو جائے تا کہ ریم پڑنے سے اعضا اور اشیاء مذکورہ بالا میں کسی طرح کا فساد واقع نہ ہو میں کہتا ہوں کہ یہ سب تدبیرات جو بیان ہوئے اسی وقت کی ہیں جب سوائے چاک کرنے کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑے اور اگر اس کی یہ امید ہو کہ یہ پھوڑا خود بخود پھوٹ جائے گا اور جتنا زمانہ ان کے پھوٹ جانے میں درکار ہے اس میں کسی عضو کا فساد وغیرہ پیدا نہ ہو گا پھر ہرگز چاک کرنے پر جسارت کرنی مناسب نہیں ہے اسی طرح اگر ادویہ منجرہ کے استعمال سے امید ٹوٹ جانے کی ہو جب بھی چاک کرنے پر جرات نہ کریں کبھی بعض ادویہ منجرہ ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا استعمال قائم مقام چاک کرنے کے ہوتا ہے اور اکثر وہ دوائیں جلد کو کسی قدر چاک کر کے پھر دوبارہ جب ان کا استعمال ہوتا ہے زیادہ گہرا اثر پیدا کرتا ہے اور اندر کی طرف خوب در آئیں پھوڑوں کی شگافتہ کرنے والی دوا جو پھوڑے سلیم اور بے خطر ہوں اور زیادہ دلالت ان میں نہ ہو آب گرم سے ان کی تفتیح ہو جاتی ہے اور فقط گرم پانی سے ان کا انفار بھی ہو جاتا ہے اور جن میں عفونت ہوتی ہے ان کو آب گرم سے ضرر شدید پہنچتا ہے اس لئے کہ آب گرم کی جہت سے مادہ ان کی طرف کھنچتا ہے اگر کسی پھوڑے کی کیفیت آب گرم کے استعمال سے اچھی ہوتی نظر آئے اور روز بروز اصلاح پذیر ہوتا جائے اس پھوڑے کے جید ہونے پر اعتماد کرنا چاہئے اور معلوم کرنا چاہئے کہ پھوڑا جنیب الشادہ نہیں ہے۔

یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بیخ نرجس کے ضماد کرنے سے ہر ایک ورم سخت اور پھوڑا سخت پھوٹ جاتا ہے خصوصاً اگر پانی اور شہد کے ہمراہ روغن سوسن میں پختہ کریں یا بیخ نے تر و تازہ ہمراہ شہد اور رفت یابس اور ہمراہ چرک اور سیل کے جو شہد مکھی کے چھتے میں ہوتا ہے یا مرہم اور بوسلسوس خواہ موم اور رارتیج اور مسکہ ہر واحد ایک رطل اور زفت

مرتبہ دوا کا استعمال اور تکمید کرنی چاہئے اور جو تدبیر کی جائے اس میں دو یہ لمینہ کی شرکت ضرور رہے گی کہ پھوڑے کی صلابت نرم ہوتی جائے اور مدہ منجمد نہ ہونے پائے پھر اگر مدہ کا زوال ہو جائے اور متحلل ہو جائے اور صلابت کسی قدر پھوڑے میں باقی ہو اس وقت فقط ادو یہ ملینہ کا استعمال واجب ہے ادو یہ ملینہ اور محلل مدہ کی یہ ہیں جیسے بورہ ارمنی خرول پنجال کبوتر لوزہ زرنج قرو مانا اور آمیزش ان کی کندر علک البطم مصطگی اور دلق یعنی لاسے سی ہوتی ہے اور جمع ان اجزا کا سرکہ اور زیت کہنہ سے کیا جاتا ہے جو دوا بذریعہ لہسن کے تیار ہوتی ہے خواہ انجو ان سے بنائی جاتی ہے یا عاقر قرحا اور مویزج اور بورق سے شہد ملا کر تیار کرتے ہیں یہ سب دوائیں ایسی ہیں کہ ان کے استعمال سے پہلے موضع خراج کو آب گرم سے دھو کر پاک اور صاف کرنا ضرور ہے اور دوائے مارقشیشا اس کا نسخہ یہ ہے مارقشیشا بارہ درہم اشق بارہ درہم دقیق باقلا چھ درہم راتینج تازہ ملا کر جلد میں لگائیں اور جہاں پر رہ ہو وہاں اتنی دیر تک رکھیں کہ خود بخود سوکھ کر چمٹ جائے اور گر پڑے اور جس وقت یہ دوا تیار ہو فوراً استعمال کریں کہ بہت جلد سوکھ جائے ایک دوا نوشادر سے بناتے ہیں اس کا نسخہ یہ ہے نوشادر ایک جزو بارزرد وربع جزو مرتک ایک جزو اور ثلث جزو زیت کہنہ ایک جزو اور دو ثلث ان سب اجزا سے نطوخ تیار کریں اور جب دواؤں سے کچھ فائدہ مرتب نہ ہو پھر بموجب بیان بالا چاک کرنے کی طرف حاجت ہو گی خواہ داغ لگانے کی تدبیر کریں گے اندرونی پھوڑوں کی تدبیر باطنی دبلات کی تدبیر بذریعہ استفراغ کے کرنی چاہئے اور اگر مرار براہ براز خارج ہوتا ہو یا براہ بول خروج مرار کا ہوتا ہو اس وقت تدبیر استفراغ کی ضرور ہے اس لئے کہ خروج مرار دلیل ہے اس بات پر کہ سب خون میں رداءت پیدا ہوئی ہے جب بول و براز کی اصلاح ہو جائے اور طبیب بحدس صناعی دریافت کرے کہ خون جید ہو چکا اور فاسد کا اخراج خواہ اصلاح ہو گئی اور اب فاسد خون اسی قدر باقی ہے جو بطرف خراج کے رجوع کر کے دفع طبیعت سے آیا ہے پس بعد استفراغ کے نضج

مادہ خراج کا ادویہ منضجہ سے جو معتدل ہیں جیسے شراب رقیق لطیف اگر تھوڑی تھوڑی پلائی جائے اور زیادہ اعتماد نضج دینے پر اس مادہ کے جو اس سے نضج نہ پائے۔ ایسی ادویہ پر ہے جو ملطف اور مجفف ہوں جیسے مر و اور دار چینی اور تمام افادیہ کہ بعد شراب رقیق مائل بیاض کے استعمال کرنا چاہئے اور ادویہ مرکبہ میں ہے تریاق اور مثرو ویطوس اور امروسیاہ کا استعمال کریں ذ ما میل کا بیان دمامیل جمع دمل کی ہے دمل بھی پھوڑے کی قسم ہے اور اکثر دمل کا پیدا ہونا رداءت ہضم سے ہے خواہ امتلا پر حرکات کرنے سے خواہ ازیں قبیل اور امور جو واقع ہوں بدترین دمل وہی ہے جو اندر کی طرف زیادہ غائر ہوں علاج دمامیل کا جب دمل ظاہر ہو جائے اس کا علاج قریب تین دن کے مثل علاج اورام حارہ کے ہے اور بعد تین دن کے تحلیل اور انضاج کی طرف متوجہ ہونا چاہئے کبھی تحلل ہو جاتا ہے مگر اثر کمتر پیدا ہوتا ہے اور بیشتر یہی ہے کہ اس میں نضج پیدا ہوتا ہے اگر دمل کے علاج سے غافل نہ رہنا چاہئے کہ اکثر انجام کار میں اس کے بڑا پھوڑا پیدا ہوتا ہے اور اس ضرر سے اطمینان کا طریقہ یہی ہے کہ استفراغ بقدر واجب بذریعہ فصد اور اسہال کے کرلیں اور اگر دمل میں ضربان ہو اور جڑ بھی پکڑ چکا ہو اور بدون نضج کے چارہ نہ ہو اس پر توجہ کرنی چاہئے جو کوئی کثرت خراج دمامیل میں مبتلا ہو بعد اسہال کے اس سے نجات پاتا ہے اور حمام کے ذریعہ سے آدمی کی جلد میں تخیف پیدا کرنی چاہئے اور ریاضت سے بھی سخافت جلد کی پیدا کریں منجملہ منضجات دمامیل کے تخم مرو دودھ میں کوٹ کر یا ہمراہ انجیر اور شہد خواہ فقط انجیر اور شہد کی استعمال کریں گیہوں چبائے ہوئے انضاج مادہ دمل کے واسطے بہت مفید ہیں اسی طرح زبیب کو بورہ اور انجیر میں گوندھ کر خواہ ہمراہ انجیر اور شہد کے روغن سوسن میں ملا کر استعمال کریں اور دمل کی جو دوائیں مشہور ہیں ان میں سے ایک دوا یہ بھی مفید ہے بآسانی نضج پیدا کرتی ہے مسکہ ڈیڑھ اوقیہ خمیر ترش دو اوقیہ تخم مرو کوفتہ بزرقطونا ایک دانگ ڈیڑھ اوقیہ مغز انجیر تین اوقیہ حلبہ کتان ہکد پانچ درہم دودھ میں جوش دے

کر استعمال کریں کہ دوائے معتدل ہے اگر دمل بہت سخت ہو کہ اس میں ریم کا پڑنا بہت دشوار ہو اور حرارت اس کی ٹھہری ہوئی ہو اور ثقل اس میں زیادہ ہو چاہئے کہ جس رگ سے اس میں مادہ آتا ہے اسی کی فصد کھولیں بعد ازاں مقام دمل کی حجامت کریں اور یہ تدبیر ابتدائے ورم میں نہ کرنی چاہئے ورنہ خون صدیدی نکل جائے گا اور خون غلیظ باقی رہے گا اور اس مقام میں قرحہ صلب اور سخت پیدا ہو گا اور جب دمل میں نضج پیدا ہو جائے اور از خود منہ نہ کرے چاک کرنا چاہئے خواہ ادویہ سادہ یا لوہے کے ذریعہ سے۔جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے خراجات کے بیان میں دمل کی توڑنے والی بہت عمدہ یہ دوا ہے کہ تخم کتان اور پنجال کبوتر اور خمیر کا استعمال کریں توثہ کا بیان یہ ورم قروحی ہے گوشت زائد سے ایسے گوشت میں جو نحیف اور کمزور ہو پیدا ہوتا ہے اور اکثر مقعد اور فرج میں عارض ہوتا ہے کبھی یہ ورم سلیم ہوتا ہے اور کبھی خبیث اور مولم ہوتا ہے علاج توثہ کا بیان جو توثہ بہت اونچا اور بلند ہو اسے لوہے سے کاٹ ڈالنا چاہئے بعد اس کے استعمال مراہم مدملہ کا کریں اور کبھی جو توثہ کہ اس کی جڑ باریک ہوتی ہے اس کی جڑ ریشم خواہ گھوڑے کے بال کے تنگ باندھنے سے کٹ جاتی ہے اور کبھی دیگ بردیگ اور فلد فیون وغیرہ سے بقدر تحمل اور برداشت بدن کے استعمال ادویہ کا کیا جاتا ہے بعد ازاں اصلاح زخم کی مرہم سے کرتے ہیں۔

مقالہ دوسرا اورام باردہ کا بیان

اخلاط باردہ خواہ اور چیزیں جو بدن میں قائم مقام اخلاط باردہ کی ہیں وہ بلغم اور سودا اور جو ریح ان دونوں سے مرکب ہو اور ان سب چیزوں کا بیان فن کلیات میں بخوبی ہو چکا بہر حال اورام باردہ بلغمی ہوتے ہیں یا سوداوی یا ریحی خواہ مرکب ریح اور مادہ سے جو ورم فقط بلغم خاص سے پیدا ہو اس کو ورم رخو یعنی ڈھیلا کہتے ہیں خواہ ورم مائی ہو جیسے کسی عضو میں بہت سا پانی جمع ہو جائے جیسے استسقائے مائی میں بھی کیفیت ہوتی ہے خواہ دملات لینہ پیدا ہوں جیسے سلع لینہ یعنی بتوڑی جو نہایت نرم ہو خواہ ایسے اورام جن کے

اوپر کی جلد سخت ہو جیسے خنازیر اور سخت بتوڑی خواہ اور سوداوی ورم مثل سیقروس اور سرطان کے اور سیقروس اور سرطان میں جو فرق ہے اسے ہم آئندہ ذکر کریں گے یا اورام ریحی ہوں ان کی دو قسمیں ہیں تہج اور نفخہ تہج اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ریح منتشر ہو اور ریح میں مخالطت بخارات کی ہو اور نفخہ کی پیدائش اس ریح سے ہوتی ہے جو مقام واحد میں مجتمع اور گڑی ہوئی ہو کبھی یہ اقسام اورام باہم مرکب ہو جاتے ہیں اور کبھی ان کی ترکیب اورام حارہ سے بھی ہوتی ہے ورم رخو بلغمی جس کا نام اوذیما ہے یہ ورم سفید اور مسترخی ہوتا ہے اور اس میں حرارت نہیں ہوتی اور جس قدر مادہ رقیق زیادہ تر ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ ڈھیلا ہوتا ہے اور اسی قدر انگلی سے زیادہ دبتا ہے اور باوجود دب جائے کے کسی قدر ممانعت اس میں اس قدر رہوتی ہے جو تہج میں نہیں ہوتی اور جس قدر مادہ زیادہ غلیظ ہوتا ہے اسی قدر سخت اور مائل بہ برودت زیادہ ہوتا ہے اکثر یہ قسم اوذیما کی بخار اور بلغم سے پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت یہ ورم از قبیل تہج ہوتا ہے اور ذیما اور ورم سوداوی میں فرق ہے کہ اوذیما کی سختی اور کمودت یعنی تیرگی کم ہوتی ہے اور اگر کسی چوٹ وغیرہ کے لگ جانے سے اوذیما پیدا ہوتا ہے سوائے مادہ بلغمی کے اپنے موضع خاص کی طرف اور کسی مادہ کو جذب نہیں کرتا اور اسی وجہ سے سوائے ورم بلغمی کے اور کسی قسم کا ورم پیدا نہیں کرتا۔ مگر یہ تخلخل اور نرمی درد سے خالی نہیں ہوتی علاج ورم رخو کا استفراغ مادہ کا بذریعہ اسہال کے اور باہر نکال ڈالنا اس شے کا جو مولد بلغم ہے یہ تدبیر پر ضرور ہے جب اس تدبیر سے فراغ حاصل ہو چکے پس ابتدا میں اس ورم کا روح ایسی دواؤں سے جن میں تجفیف اور تحلیل دونوں ہوں واجب ہے اور ضرور ہے کہ ابتدا میں مقام ورم کو رومال وغیرہ سے خوب بسختی مالش کریں اس کے بعد استعمال مجففات کا کریں اور پانی کا چھو جانا ابتدا میں ہرگز جائز نہیں ہے اور عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ابتدا میں جدید اسفنج کو خل مخروج میں خواہ ماء بورق میں ڈبو کر ورم پر پھیریں اس لئے کہ جوہر اسفنج میں تجفیف اور تحلیل دونوں موجود ہیں اور جوں جوں مرض بڑھتا

جائے سرکہ اسفنج کے ڈبونے کے واسطے پرانا اور ترشی میں کمتر اختیار کرنا چاہئے اور منتہی کے وقت زیادہ ترش جو نہایت درجہ حموضت کو پہنچا ہو اور تنہا سرکہ اسفنج کے ذریعہ سے استعمال کریں گے اور اس میں وہ روغن جو بقوت شدید محلل ہیں ملادیں اسی منتہی کے زمانہ میں اسفنج کو آب خاکستر انجیر اور انگور و بلوط وغیرہ میں ڈبو کر استعمال کریں اور ضروری ہے کہ اسفنج مذکور جملہ اطراف ورم میں باندھا جائے کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے ایسا نہ ہو کہ مادہ کسی طرف خاص میں ریزش کرے کبھی بروقت نہ ملے اسفنج کے خرقہائے پیچیدہ کی دو گدیاں اوپر تلے آب خاکستر ہائے مذکورہ میں ڈبو کر استعمال کرتے ہیں اور اگر ورم پر ایک ہی خرقہ اس طرح مستعمل ہو اکثر کافی ہوتا ہے اب آہک جیسا اوپر بیان ہو چکا زیادہ قوی ہے روغن گل اور سرکہ اور نمک اور کبریت سوختہ بھی نہایت درجہ مفید ہے اور خود کبریت تنہا بھی سودمند ہے اور نخود آب کبریت کے ہمراہ بہت اچھا ہے اور نفع عجیب پیدا کرتا ہے ماميثا ابتدائے ورم میں تنہا خواہ ہمراہ بعض مجففات کے حارہ جید ہے اور رباط کو باندھنا بشرطیکہ مادہ ورم کا غلیظ نہ ہو بہت نفع کرتا ہے اور رباط کی مالش میں اسفل سے شروع کریں اور بطرف عرق کے ملتے چلے آئیں عصارہ آس کا استعمال زمانہ ابتدا میں خوب ہے اور بعد زمانہ ابتدا کے اس عصارہ میں اور ادویہ ملا کر استعمال کریں اگر یہ ورم کسی عضو عصبی کثیف میں پیدا ہو خواہ کسی رباط یا وتر میں عارض ہو اس وقت دوا میں ایسی چیزیں ملانی چاہئیں کہ جن میں تقطیع کے ہمراہ تلئین بھی ہو اور اگر بایں ہمہ کہ ورم ایسے مقامات میں پیدا ہو کہ جو بات مذکورہ بالا اس میں درد بھی ہو پہلے تسکین رجع کی زوفائے رطب اور ریتج میفتج اور قیروطی سے جو زیت سے بنائی جائیں کرنی لازم ہے اور نطول شراب سیاہ قابض کا کرکے اس کے بعد تسکین استعمال ماء الرماد وغیرہ کا کریں بہت عمدہ ایک طلا یہ ہے کہ مر اور حضض اور سعد بعد اور صبر اور زعفران اور اقاقیا اور گل ارمنی تھوڑی سی لے کر سرکہ اور آب کرنب میں گوندھیں ایضاً برگ جھاؤ اور زیت اور نمک اور گل ارمنی سے سرکہ ملا کر ضماد تیار کریں۔ ایضاً جس ورم

ہوتی پس واجب ہے کہ ایسے بیماروں کے پھوڑے چاک کر ڈالیں اور جو کچھ اس میں سے نکل سکے اسے خارج کر ڈالیں اور کیسہ سلع سے متعرض نہ ہوں بلکہ ہر روز کیسہ میں جو مجتمع ہو جائے اسے نکال کر نیم گرم روغن زرد ڈالا کریں کہ اسی تدبیر سے کیسہ متعفن ہو کر خود بخود گر پڑے گا سلع علی اور شہد کا علاج عمدہ یہ ہے کہ پہلے کسی گرم چیز سے تکمید اس کی شروع کریں بعد ازاں زبیب خستہ برآوردہ کا ضماد کریں اور اولی یہ ہے کہ پہلے جلد کو چھیل ڈالیں بعد اس کے اس پر مرہم وغیرہ رکھیں کبھی بعض ادویہ حادہ ایسی اچھی طرح سے جلد کو چھیلتے ہیں کہ جو مقدار مطلوب ہے اسی قدر چھیل ڈالتے ہیں جیسے چونا اور صابوں اور خاکستر وغیرہ کہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پھوڑے کی توڑنے والی دواؤں میں ایضاً چار حصہ چونہ اور دردشراب سوختہ دو درہم اور نظروں دو درہم گیرو ایک درہم چند بار ماء الرماد میں جوش دیں اور سیسہ کے ڈبہ میں بھر رکھیں اور مقام سلع پر ٹپکایا کریں تا کہ تر رہے اور خشک نہ ہونے پائے یہ دوا اثالیل ہے یعنی مسوں اور عدد کے واسطے بکار آمد ہے خربق زرنیخ احمر حصبہ قشور نحاس یعنی تانبے کا چھیلن جو خرادنے سے پیدا ہوتا ہے چار حصہ روغن گل میں ملا کر لطوخ تیار کریں سلع عسلی کے واسطے یہ ضماد بہت جید ہے اور سب پھوڑوں اور اورام حارہ کو مفید ہے اور اس میں کوئی خلط لین نہیں ہے لادن قنہ یعنی بہروزہ اشق مقل شہد مکھی کے چھتے کی بیٹ علک البطم سب اجزا ہم وزن لے کر ضماد تیار کریں پگھلائی ہوئی ادویہ میں ایک دوا ایسی ہے کہ اس میں زیادہ لذع اور سوزش نہیں ہے بورہ ارمنی اور اس کا نصف حصہ خربق لے کر روغن گل اور موم کے ذریعہ سے موم روغن تیار کریں ایضاً بورہ ایک جز قلقطار ایک جزو زرنیخ ایک جزو سب کو یکجا کر کے استعمال کریں جو غدو کہ مشابہ سلع کے ہیں اور یہ ایک قسم کی تعقد اور بستگی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اس کا اخراج ممکن ہو اور مثل بتوڑی کے نکل سکیں اور ان کے اخراج سے پٹھے وغیرہ کو کچھ ضرر نہ پہنچے خواہ کسی اور عضو قریب کو گزند نہ پہنچے بلا تامل ان کا اخراج کر دینا چاہئے اور اگر غدد ہاتھ پاؤں میں خواہ ایسے مقام میں جو

پٹھے کے قریب ہی پیدا ہوں خواہ او تار کا قرب غدد سے ہو اس کے نکالنے کے درپے نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ ایسے مقام کے غدد کے نکالنے سے مریض تشنج میں مبتلا ہو جاتا ہے بلکہ اس غدد کو پارہ پارہ کر کے کوئی وزنی شے اس پر باندھ دینی چاہئے کہ اس کو ہضم کر دے اور نابود ہو جائے ایسے غدو کی علامت یہ ہے کہ اگر اسے دبائیں عضو میں خدر پیدا ہوتا ہے غدد کا بیان کبھی بعض اعضا میں ورم غددی پیدا ہوتا ہے مدور جیسے ریٹھہ کا پھل یا مثل جوزہ کے اور کبھی مقدار میں کم بھی ہوتا ہے اور اکثر یہ ورم غددی کف دست اور پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے اور ابتدا میں یہ ورم ایسا ہوتا ہے کہ اگر دبائیں جدا ہو جاتا ہے اور پھر مل جاتا ہے اور کبھی بعد متفرق ہونے کے پھر نہیں ملتا ہے علاج غدو کا اس کا علاج مثل سلع کے ہے اور کبھی یہی تدبیر کافی ہوتی ہے کہ اسے توڑیں اور ریزہ ریزہ کر ڈالیں بعد ازاں اس قدر حرکت دیں کہ چھین سا مادہ اس کا پھول جائے اس کے بعد اسراب وزنی اور لنگر دار چیز سے اسے اونچا کریں یعنی اس شے کو اس پر باندھ دیں تا کہ منہضم ہو جائے خصوصاً اگر اسراب کے نیچے کوئی طلائے ہاضم لگا کر باندھ دیں جو اوپر مذکور ہو چکیں ہیں اور بعد منہضم اور مٹ جانے کے بھی بہت دنوں تک بندش اس پر چلی جائے کہ اس کی وجہ سے دوبارہ عود نہیں کرتا ہے۔ ثبور غددیہ کا بیان کبھی چھوٹے چھوٹے ثبور غددی پیدا ہوتے ہیں علاج ان کا سر اتوڑ کر جو رطوبت ان میں ہو نکال ڈالیں اور خوب سا نچوڑ دیں اور اس کے بعد اسرب کی بندش بطور بیان اس پر کریں فوخیلا کا بیان توخیلا بھی ایک غددی ہے اور شاید جو ایسا ورم پس گوش ہو اسی کو فوخیلا کہتے ہیں ہم نے بیان عام بہ نسبت ایسے اورام کے کر دیا ہے اور اب مکرر بیان کی کچھ ضرورت نہیں ہے علاج فوخیلا کا علاج بھی مثل علاج اورام غددی کے ہے اور مثل علاج ان اورام کے جو بس گوش پیدا ہوتے ہیں اور کاص دوا اس ورم کے واسطے خاکستر خرمہرہ کلان یعنی سنکھ کی راکھ پرانی چربی جو نمک آلودہ نہ ہو ملا کر استعمال کریں۔ خنازیر کا بیان خنازیر بھی سلع کے مشابہ ہوتا ہے اور فرق یہ ہے کہ

خنازیر گوشت اور جلد سے الگ اور جدا مثل بتوڑی کے نہیں ہوتا بلکہ خنازیر پر گوشت سے متعلق ہوتا ہے اور اکثر جب عارض ہوتا ہے گوشت نرم میں عارض ہوتا ہے اور ایک حجاب عصبی اس کے واسطے ہوتا ہے اور کمتر خنزیر ایسا پیدا ہوتا ہے جو زیادہ عظیم ہو اور اکثر ایک عدد خنزیر سے بہت سے خنازیر پیدا ہو جاتے ہیں اس بارہ میں خنازیر اور ثالیل یکساں ہے اور کبھی گرہیں سی پڑ کر مثل گردن بند خواہ گٹھلی کے ہو جاتی ہیں جیسے انگور کسی ڈورے میں گوندھے ہوئے ہوں خلاصہ یہ ہے کہ خنازیر غدو سقیر وسی ہوتے ہیں اور بعض خنازیر کے ہمراہ درد بھی ہوتا ہے اور اسی خنازیر کے ہمراہ ورم گرم بھی ہوتا ہے اور بعض خنازیر کے ہمراہ درد نہیں ہوتا ہے اس کا علاج نہایت دشوار ہے اور بیشتر اسی خنازیر کے علاج میں چاک کرنے کی احتیاج ہوتی ہے جیسے ابھی مذکور ہو چکا ہے اکثر جو لوگ پتلی گردن کے اور مرطوب المزاج ہوتے ہیں ان میں استعداد عروض خنازیر کے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر مقام عروض خنازیر کا رقبہ اور زیر بغل ہے۔ کیا عجب ہے کہ نام خنازیر کا اسی وجہ سے خنازیر رکھا گیا ہے کہ مشابہ خنازیر کے ہوتا ہے شکل میں خواہ شر اور فساد میں مشابہ خنازیر کے ہوتا ہے خواہ بیماران خنازیر کے گردن کی شکل مشابہ خنازیر کے ہوتی ہے خنازیر کی وہ قسم نہایت اسلم ہے جو لڑکوں کو عارض ہوتی ہے اور زیادہ شدید اور پر خطر وہ قسم ہے جو شبان اور جوانوں کو عارض ہوتی ہے علاج قاعدہ اصلی جس پر اعتماد کامل خنازیر کے معالجہ میں استفراغ اور تلطیف تدبیر ہے اور استفراغ میں عمدہ طریقہ قے کا ہے اور جب مسہل سے بلغم غلیظ کا اسہال کرانا بھی ضروری ہے خصوصاً جو تب بنام واصل معروف ہے ایضاً ترید زنجبیل شکر ہم وزن لے کر قریب دو درہم کے استعمال کریں یہ سفوف باوصفیکہ مخرج بلغم غلیظ ہے تسخین پیدا کرتا ہے ورنہ خراش امعا پیدا ہوتی ہے فصد بھی خنازیر میں نافع ہوتی ہے لیکن قیفال کی فصد کھولنی چاہئے اور تدبیر تلطیف یہ ہے کہ غذا ہائے غلیظ سے اور ان کے بعد پانی کے پینے سے اجتناب کریں اسی طرح تخمہ اور امتلا اور گرسنگی زائد سے تا امکان احتراز کریں اور جو چیزیں کہ

ان کے استعمال سے مادہ سر میں پیدا ہوتا ہے سب کو چھوڑ دیں اور جتنی ترکات ایسی ہیں کہ ان کے سبب سے سر کی طرف میلان مواد کا ہوتا ہے جیسے سجدہ میں دیر تک سر کو رکھنا خواہ رکوع میں دیر تک سر جھکائے رہنا خواہ نیچا تکیہ اور بچھونا جس سے سر بطرف زمین کے مائل ہو اس پر سر رکھنا ان سب امور سے احتراز کریں خواہ جن افعال سے مواد بہ طرف سر کے منجذب ہوتے ہیں جیسے کلام کثیر اور چلانا اور دل تنگ ہونا انہیں بھی ترک کریں حجامت اصحاب خنازیر کو موافق نہیں ہوتی اور اکثر مضر ہوتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ حجامت میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ استفراغ مادہ خنازیر کا کرے خواہ جو مادہ مثل خنازیر کے ردی اور قوی ہو اس کا اخراج کرے بلکہ مادہ کو جذب کر کے غلیظ کر دیتی ہے اس واسطے کہ خون رقیق کا اخراج بوجہ حجامت کے ہو جاتا ہے اور غلیظ باقی رہ جاتا ہے اور جو خنازیر ذبول اور تحلل خود بخود پیدا کر چکے ہوں اس کی کیفیت اور حالت اولی پھر اعادہ کرتی ہے خلاصہ تدبیر خنازیر کی بنظر نفس مرض کے مشابہ بیقروس کے ہے اگر خنازیر بڑے بڑے ہوں اکثر اخراج ان کا علاج لوہے کے ذریعہ سے خواہ دوائے حادے نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع ایسے خنازیر کے علاج میں لوہے وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں بایں نظر کہ ایسی تدابیر موجب نساد اور تغرخ خنازیر کی ہوتی ہیں پس ضرورت ہے کہ ایسی قسم میں خنازیر کے استفراغ اور تنقیہ اور تلطیف غذا اور استعمال ادویہ محللہ موضعیہ بہ نرمی کریں ہم نے مرہم رسل جس کا موجد شلخین حکیم ہے اور اس کا نسخہ قرابادین میں مذکور ہے خنازیر قاوحہ متقرحہ میں بہت موثر اور نہایت درجہ مفید پایا ہے لیکن اس مرہم کا استعمال برفق اور نرمی کرنا چاہئے جن مراہم سے تسخین خنازیر میں پیدا ہوتی ہے جیسے مرہم یاخلیوں اور کبھی اس مرہم میں ایک اور دوا شریک کرتے ہیں کہ اس کی شرکت سے عمل اس مرہم کا زیادہ ہوتا ہے جسے بیخ سوسن خصوصاً بنظر اس خاصیت کے جو بیخ مذکور میں ہے خواہ بکری کی مینگنی خواہ بھیڑ کی مینگنی خواہ حرف بابلی اور کریلے کی جڑ اور زبیب کوہی اور جو انجیر قبل از پختگی کے ٹوٹ کر گر پڑے اور سفید اور

سندوس ہے جو دوا حیات یعنی سانپ سے بنائی جاتی ہے اس میں سے سادہ یہ دوا ہے کہ مرا ہوا سانپ لے کر کسی دیگ کو گل حکمت کر کے اس میں رکھ کر شدوصل کر کے تنور وغیرہ میں رکھیں جب خاکستر ہو جائے سرکہ اور نصف وزن ان کے شہد ملا کر استعمال کریں منجملہ ادویہ جیدہ کے وہ دوا ہے جو قروماناسے اور حرف اور پنجال کبوتر ہمراہ زیت کے بنائی جاتی ہے اور یہ سب ادویہ جدا جدا بھی نافع ہوتی ہے اسی طرح آرد کرسنہ ہمراہ ان ادویہ کے اور تنہا دقیق کرسنہ ہمراہ سرکہ اور شہد کے اور ہمراہ زفت اور موم کے ایضاً زبیب جبلی اور نظروں اور اتیج اور دقیق کرستہ شہد اور سرکہ میں آمیختہ کر کے استعمال کریں۔ پانچ سوس اور تخم کتان کو شراب میں جوش دیں اور بعد جوش کے پنجال کبوتر بحسب حال اور مناسب وقت اور مرض کے ملا کر استعمال کرنا چاہئے کہ اس سے بطور ضماد کے بنالیں عجیب النفع ہے پیشاب اونٹنی کا اور اسکو بستہ کر کے لگانا بھی اس مرض کے علاج میں مجرب ہو چکا ہے خواہ بطور مرہم کے اسی پیشاب میں سور کی چربی وغیرہ ملا کر استعمال کریں مغاث یعنی میدہ لکڑی بھی ضماد عجیب النفع خنزیر کی چربی وغیرہ کے مثل ہے۔ حکیم کندی کا قول ہے اگوسپند کے سینگ کے نرم نرم ٹکڑے جوان کے سرے پر ہوتے ہیں وہ بھی اسی طرح پر مفید ہیں کہ ان کو سوختہ کر کے ہفتہ تک ہر روز دو درہم پلائیں غالبا خنازیر بیخ دبن سے جاتا رہے گا واجب ہے کہ ہر مہینہ میں ایک ہفتہ پلائیں تاانیکہ زائل ہو جائے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ بعض خنازیر ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سرطانیت بھی ہوتی ہے ایسی ہی سرطان کے علاج میں واجب ہے کہ ادویہ حارہ مذکورہ بالا روغن گل میں ملا کر چند روز تامل کر کے استعمال کریں تا کہ حدت ادویہ حارہ کی گھٹ جائے او جو خنازیر زیادہ گرم مزاج ہیں ان کے علاج میں بافراط استعمال ادویہ حارہ کا نہ کریں بلکہ فقط آرد گندم ہمراہ آب کشنیز کے اور اس سے قوی تر یہ ہے کہ مرکی ہمراہ دو چند وزن اس کے حضض جو آب کشنیز میں ترکی ہو اس کا استعمال کریں اور آب کشنیز جزو غالب رہے خواہ کوئی اور جزو بحسب مشاہدہ حال

کے زیادہ رہے یعنی ایسی دوا جو بنظر التہاب خواہ قلت التہاب اس کی کمی بیشی مناسب ہو اس کا لحاظ رکھیں خستہ شفتالو سوختہ کا روغن بھی ایسے وقت نافع ہے اگر خنازیر کے علاج میں احتیاج عمل جراحی کے بذریعہ رہے کے ہو چاہئے کہ جو خنازیر قریب قریب بڑی رگوں کے ہیں انہیں پہلے باحتیاط تمام چاک کریں خواہ جو خنازیر قریب اعصاب کے ہیں ان کو نہایت ہوشیاری سے درست کریں اور حتی الوسع اگر ان کے چاک وغیرہ سے کسی طرح کا صدمہ عروق شریفہ اور اعصاب کو پہنچتا ہو بچا کر چاک کریں۔ ایک جراح نے بعض خنازیر متصل عصب کو چاک کیا اور براہ خطا آلہ جدید عصب راجع یعنی جو پٹھہ گردن پہنچتی لیکن پٹھہ کسی قدر نمایاں اور ظاہر ہو جاتا ہے بوجہ برودت کے اور اسی جہت سے اس کا مزاج نادرست ہو کر فعل خاص عصب کو باطل کر دیتا ہے تاایکہ پھر جب اس کی تسخین کما ینبغی کرتے ہیں اور اپنے مزاج اصلی پر عود کرتا ہے جب اس کا فعل پورا اور درست ہوتا ہے کبھی جراح کی خطا سے نشتر دواج پر پہنچ جاتا ہے اور زیادہ برائی جب ہوتی ہے کہ دواج خارج تک نشتر کا صدمہ پہنچے اسی واسطے ضرور ہے کہ جب ارادہ کسط اور چھیلنے کا جانب صحیح سے کریں چاہئے کہ جو مقدار متصل خنزیر کے ہے اسی کو چھیلے اور باقی کو بذریعہ دوائے حاد کے ساقط کر دے اور جانب ماؤف کے چھیلنے پر متوجہ نہ ہو مترجم کے مجربات میں سے ایک نبات ہندی ہے جسے ہچھے کہتے ہیں اور وہ پتی اکثر ٹیلے اور اونچی زمین پر ہوتی ہے اور جس کو چونا پانی کہتے ہیں اس کے سوا ہے اس مرض کے واسطے حکم اکسیر کا رکھتی ہے حتیٰ کہ اگر خنازیر میں سرطانیت بھی اور ناسور کی نوبت پہنچے اور تاکل پیدا ہوا ہو جب بھی اس کا فائدہ کم نہیں ہوتا بارہا تجربہ کیا ہے اور کتب مفردات میں اس کا ذکر نہیں ہے اورام صلبہ کا بیان ورم صلب وہ ہے جس کا سقیروس نام ہے سقیروس خالص وہ ہے جن کے ہمراہ حس ہو اور الم نہ ہو اور اگر تھوڑی سی حس باقی رہ جائے اس کو سیقروس خالص نہ کہنا چاہئے اور سقیروس غیر خالص اس ورم کو کہتے ہیں جس کے ہمراہ حس نہ ہو پھر درد میں اس کو حس نہ ہوگا۔ یہ ورم سقیروس

کبھی سودائے علکر الدم سے پیدا ہوتا ہے یا سودائے اصلی سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا رنگ آباری یعنی بشکل سرب سوختہ کے ہوتا ہے اور کبھی سقیروس کا حدوث سودائے مخلوط بلغم سے ہوتا ہے اس کا رنگ بدن کے رنگ کی طرف مائل ہوتا ہے اور کبھی محض بلغم سے سیقروس پیدا ہوتا ہے یعنی جب بلغم میں کسی طرح کی صلابت عارض نہ ہوئی ہو سیقروس خالص کا رنگ اکثر مثل اسرب کے ہوتا ہے اور اس میں تمدد شدید اور صلابت زیادہ ہوتی ہے اور کبھی اس میں جفتے سے پڑتے ہیں اور کھرکھرا ہو جاتا ہے اور ایسے ورم سیقروس سے نجات اور صحت ممکن نہیں ہے کبھی وہ سقیرس جس کا رنگ مثل ان بدن کے ہے منتقل ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف ہوتا ہے اس کا نام فونوس رکھا جاتا ہے اور کبھی جسد کے ہم رنگ سخت اور عظیم ہوتا ہے نہ اس میں بلندی ہوتی ہے اور نہ کسی طرح منتقل ہوتا ہے جو سقیروس ہے یا مبتدی ہوتا ہے یا مستحیل سقیروس مبتدی تھوڑا تھوڑا ظاہر ہوتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے اور سقیروس مستحیل سقیروس مبتدی تھوڑا تھوڑا ظاہر ہوتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے اور سقیروس مستحیل فلغمونی حمرہ سے پیدا ہوتا ہے خواہ کسی خالی مقام کے پھوڑے سے پیدا ہوتا ہے۔ اکثر احشا میں جو صلابت عارض ہوتی ہے بعد ورم حار کے ہوتی ہے اور اگر سقیروس کا علاج مبردات یا لزوجت سے کریں سرطان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے سقیروس اور سرطان کا قرب اور بعد بموجب کثرت اور قلب التہاب اور قلت ظہور ضربان اور خفائے ضربان کے اور ظہور گون کا گرد ورم کے یا رگوں کا ظاہر نہ ہونا اس سے دریافت ہوتا ہے علاج جو ورم سقیروس ایسا ہو کہ اس میں حس ہو اس کا علاج کرنا چاہئے بعد از انکہ پہلے بدن کا تنقیہ اس خلط سے جس سے مرض پیدا ہوا ہے کر لیں اور اکثر یہ تنقیہ بذریعہ فصد کے کرتے ہیں اگر خون میں کثرت سودا کی ہو اس کے علاج میں اعتماد ایسی دواؤں پر کرنا چاہئے جو تحلیل اور تلیین ساتھ ہی پیدا کریں اور جو دوا تحلیل اور تجفیف پیدا کرے اس سے اس کا علاج نہ کرنا چاہئے کہ اس سے۔ شدت تحجر پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ مادہ غلیظ میں تجفیف پیدا ہوتی

ہے اور لطیف کی تحلیل ہو جاتی ہے اور واجب ہے کہ اس کے علاج میں دو دورے کیئے جائیں ایک دورے میں تحلیل ایسی دوا سے جس میں زیادہ تجفیف کی قوت نہ ہو اس واسطے کہ دوائے محلل اکثر مجفف بھی ہوتی ہے اور جس دوا میں ترتیب کا اثر ہے اس سے تحلیل کمتر پیدا ہوتی ہے اور دوائے محلل کا درجہ حرارت دوسرے درجہ سے لے کر تیسرے درجہ تک ہو اور تجفیف کا درجہ اول سے زیادہ نہ ہو اور دوسرا دورہ معالجہ تلیین کا کرنا چاہئے اور یہ دورے دونوں متعاقب ہوں اور ایک کی اعانت دوسرا دورہ کرتا رہے اور تحلیل کے دورہ میں عضو متورم کو اس کی غذائے خاص سے باز رکھنا چاہئے اور اسی عضو کی جانب مقابل کی طرف جذب غذا کرنا چاہئے اس طرح پر کہ عضو مقابل میں حرکت پیدا کریں اور اس میں ریاضت ایسی پیدا کریں کہ اپنی غذائے خاص سے زیادہ غذا کا طالب ہو اور عضو مقابل جو متورم ہے اس کی غذا کو بھی جذب کر لے اور جب دورہ تلیین کا آئے غذا سے عضو متورم کو پر کریں اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ عضو متورم کو دلک وغیرہ سے قابل جذب غذا کا کریں اور زفت کا طلا کریں ادویہ محللہ اور رطبہ کی قوت اور ضعیف بمقدار تحلل اور تکاثف تجویز کرنی چاہئے ایضاً شدت صلابت اور ضعف صلابت کا بھی قوت ادویہ میں لحاظ رہے اور ترکیب ادویہ کی ایسی ہو کہ اس میں دونوں قوتیں مجتمع ہوں حمام میں بکثرت ٹھہرنا ایسے بیماروں کو نہ چاہئے اس لئے کہ مادہ لطیف کی تحلیل ہوتی ہے اور مادہ کثیف مجتمع اور فراہم ہو کر سختی زیادہ پیدا کرتا ہے اور اتنی قوت حمام میں نہیں ہے کہ مادہ کیف کی تحلیل پیدا کرے جن محللات میں کسی قدر تحلیل ہے وہ یہی ہیں جیسے شحوم دجاجی و مرغابی اور روابط کی چربی اور بچہ گاؤ اور نر گاوان اور ابابیل خصوصاً بچہ ہائے ابابیل کی چربی او بکری کی چربی اور گدھے کی چربی بھی بہت عمدہ ہے اور چربی درندہ جانوروں کی جیسے شیر اور بھیڑیا اور ریچھ اور چیتا وغیرہ کی از قسم لومڑی اور سوسمار کی خواہ چربی شکاری طائروں کی جیسے باز اور باشہ اور جرہ۔ واجب ہے کہ ان چربیوں میں مثل شح یعنی اشق اور مصل اور شورہ اور میعہ اور مصطلگی کے

بروقت آمادگی تحلیل کے ملائین اور تنہا یہ دوائیں بروقت آمادگی تلیین کے مستعمل ہوں سب چربیوں سے بہتر شحوم مذکور بالا میں شیر کی چربی اور ریچھ کی چربی اور لعاب حلبہ اور کتان ہے کہ ان میں تحلیل اور تلیین دونوں کی قوت ہے واجب ہے کہ ان چربیوں میں اور بھی دیگر طلیات میں نمک کی شرکت نہ ہو اس لئے کہ نمک سے تجفیف پیدا ہوتی ہے اور صلابت زیادہ بڑھتی ہے بلکہ ان ادویہ کا اثر مثل آفتاب کے اور دھوپ کے ہو کہ جس طرح دھوپ میں موم پگھل بھی جاتی ہے اور نرم بھی ہوتی ہے اسی طرح ان دواؤں میں بھی یہی قوت ہو کہ تلیین اور تذویب دونوں پیدا کریں اور درجہ تجفیف تک نہ پہنچیں منجملہ ان ادویہ محللہ کے جن میں تلیین بھی ہے مقل صقلی اور زیت کہنہ اور روغن حنا اور روغن سوسن اوشورہ ہے اور لادن اور میعہ سائلہ اور رفائے رطب ہے اور بہتر یہ ہے کہ کہنگی میں زیادہ نہ ہو اور رطوبت میں اشد ہو۔ مصطگی بھی قریب قریب ادویہ مذکورہ کے ہے اور روغن خاود روغن سوسن اور انجیر اہلی اور روغن بید انجیر میں تحلیل اور تلیین ساتھ ہی اس قدر ہے کہ قدر و کفایت سے زیادہ ہے منجملہ ملنیات کے تلچھٹ روغن بزر اور تلچھٹ روغن کنجد غیر منتشر کے دونوں و جوش دے کر اور بعد جوش دینے کے ابال الیہ اس پر پر ڈالیں اور استعمال کریں دوائے جید جس سے تحلیل وغیرہ حاصل ہو یہ ہے کہ قثاء الحمار اور خطمی کی جڑ دونوں کو پیس کر لطوخ تیار کریں اور ردونوں کے ہمراہ میعہ بھی شریک ہو بہت عمدہ ہے ایضاً جس وقت ورم میں نرمی ظاہر ہوا چاہئے کہ پرانے سرکہ میں اشق کو محلول کریں۔ بہت دنوں تک اور لطوخ کی طور سے استعمال کریں اور پھر دوبار تلیین کی تدبیر کریں خواہ شورہ اور جاؤشیر کو پکائیں یا شورہ اور اشق اور مقل کو یکجا کر کے پیسیں اور روغن بلسان اور روغن سوسن ملا کر اور تھوڑا سا لعاب حلبہ اور لعاب حلبہ اور لعاب کتان داخل کر کے جب مثل مرہم کے ہو جائے اس وقت استعمال کریں چرک حمام بھی اس بارہ میں زیادہ نافع ہے اگر ام صلبہ کے مراہم کو داخل کریں اور اگر چرک حمام دستیاب نہ ہو اس کے عوض میں خطمی اور نطروں داخل

کریں اضمدہ جیدہ بروقت تحلیل کے وہی مناسب ہیں جو خنازیر کی تحلیل کے واسطے بیان ہو چکے اور ضماد ناربس اور قویاون بھی مفید ہے۔ اگر ورم میں زیادہ غلاظت ہو اس وقت سرکہ کا استعمال ضروری ہے کہ تقطیع پیدا کر کے قوت میں عضو کے سستی پیدا کرتا ہے خصوصاً اگر عضو متورم عصبانی ہو کہ ایسا عضو بوجہ استعمال سرکہ کے مادہ کو زیادہ چھوڑ دیتا ہے اور زیادہ تخلیہ مادہ کا اس سے ہو جاتا ہے اور جو سبب خارجی مادہ کے تحلیل وغیرہ میں اثر کرنے والا ہے اس کی اطاعت کرنے پر مادہ عضو عصبانی کو زیادہ آمادہ کر دیتا ہے بعد استعمال سرکہ کے لیکن استعمال سرکہ کا اور شرکت اس کی ادویہ مذکور میں آخر زمانہ ورم میں ہونی چاہئے اول زمانہ میں اس کا استعمال مناسب نہیں ہے اور جس وقت تلئین میں مبالغہ واقع ہونے کا احتمال ہو یا دواءت ملئین میں تحلیل کے فترات ہو چکے ہوں اس وقت بہ نرمی استعمال سرکہ کا کرنا چاہئے۔

اگر سرکہ کے استعمال میں نرمی کا لحاظ نہ رہے گا ضرور پٹھے کو مضر ہوگا اور تحجر پیدا کرے گا زیادہ تر جرات طبیب کو استعمال میں سرکہ کے اس وقت مناسب ہے کہ ورم مذکور کسی عضو لحمی میں پیدا ہو مثلاً جیسے طحال وغیرہ میں ورم سقیروس ہو کبھی محلل متورم پر سرکہ طلا کرتے ہیں اور تبخیر موضع کی سرکہ سے کرتے ہیں بعد اس ے جاوشیر کو طلا کرتے ہیں بعد ازاں اشق کو طلا کرتے ہیں لیکن ابتدا میں بہت کم اور ہلکا لیپ کرتے ہیں اس کے بعد قوت زیادہ کرتے ہیں بعد اس کے رفتہ رفتہ تلئین تک پہنچتے ہیں۔ واجب ہے کہ ورم پر ایسا روغن لگائیں جس میں قوت قبط مطلق نہ ہو ایسا روغن بہ نسبت پانی کے بہت مناسب ہے خصوصاً روغن شبت تر و تازہ سوئے سے تیار کیا جائے اور اگر تار میں صلابت پیدا ہوئی ہو اور اس صلابت کی وجہ سے ورم سقیروس پیدا ہوا ہو اس کا علاج مقطعات سے کرنا چاہئے ایک علاج عمدہ اس کا یہ بھی ہے کہ حجارہ تقتیدہ سے تبخیر کریں خصوصاً حجارہ رحی یعنی سنگ آسیا سے بہت بہتر یہ ہے کہ سرکہ سے تبخیر کریں اس سے بہتر یہ ہے کہ مارقشیشا پیس کر سرکہ میں ملا کر تبخیر کریں اور واجب ہے کہ تبخیر اور تدخین

میں اس قدر مبالغہ اور اہتمام کریں کہ عرق نمودار ہو جائے اور بیشتر مارقیشا پیس کر ہمراہ سرکہ کے ملاتے ہیں وہ بھی نفع کرتی ہے اور سرکہ کے استعمال میں رفق اور نرمی کا لحاظ پر ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ ترقیق مادہ لطیف کی اور تصلیب مادہ کثیف کی پیدا ہو اور ایسا نہ ہو کہ قوت عصب کی باطل ہو جائے او افراط پر استعمال سرکہ کا ابتدا میں ردی ہے لہذا مناسب ہے کہ اس کے استعمال کے واسطے فترات مقرر کریں اور زمانہ فترہ میں ایسی چیز کا استعمال کریں جس میں تلئین کی قوت ہو جب منتہی کو پہنچے تبخیر عضو کی ایسی دوا سے کریں جو اوپر مذکور ہوئی اور طلا ادویہ مناسبہ سے کریں اور یہ ترکیب عصو لحمی کے ورم میں انشاء اللہ تعالی بہت اسلم ہے۔صلابت مفاصل کا بیان کبھی مفاصل میں صلابت ایسی عارض ہوتی ہے کہ اس کی تحریک کو منع کرتی ہے اور بآسانی حرکت مفاصل میں پیدا نہیں ہوسکتی ہے اور حس باطل نہیں ہوتی اور کبھی یہ صلابت عصبانی ہوتی ہے اور کبھی لحمی ہوتی ہے اور علاج سب کا وہی ہے جو معلوم ہو چکا مسامیر کا بیان مسمار ایک گرہ گول اور سفید ایسی پیدا ہوتی ہے جیسے کیل کے سرے پر گرہ ہوتی ہے اور اکثر یہ گرہ بوجہ خراش کے خواہ بعد خراجات کے پیدا ہوتی ہے خواہ خراجات کے علاج کرنے کے بعد مسمار پیدا ہوتی ہے بعد ازاں تمام جسم میں مسامیر کی کثرت ہوتی ہے اور اکثر اس کے حدوث کا مقام پاؤں اور پاؤں کی انگلیاں اور اسافل بدن ہے کہ چلنے پھرنے سے مانع ہوتے ہیں واجب ہے کہ اسے چاک کر کے نکال لیں خواہ ہاتھ سے ترچھی کرتے رہیں اور اسرب کو جو زنی ہو لگائیں اس مقام کے مسمار میں جہاں اخراج ممکن نہ ہو اور اکثر مسمار کا جب علاج نہیں کرتے ہیں بطرف سرطان کے رجوع کرتا ہے سرطان کا بیان سرطان ورم سوداوی ہے اس کا تولد اس سودائے احتراقی سے ہوتا ہے جو مادہ صفراوی کے احتراق سے پیدا ہو خواہ اس مادہ کے احتراق سے جس میں مادہ صفراوی ملا ہوا ہو اور مل کر احتراق عارض پیدا ہوا ہو اور فقط سودائے عکری سے یعنی جو سودا عکر وم ہے مقبروس میں اور سرطان میں یہ فرق ہے کہ سرطان میں درد اور حدت اور ضربان

ہوتا ہے اور بہت جلد بڑھتا جاتا ہے بوجہ کثرت مادہ کے اور انتفاخ بھی اس میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ اس مادہ میں جوش اور غلیان زیادہ پیدا ہوتا ہے جس وقت یہ مادہ سرطانی منفصل ہو کر کسی عضو پر گرتا ہے ایک فرق سرطان اور سقیروس میں یہ بھی ہے کہ سرطان اپنے گرد چند ریشہ اور رگیں ایسی چھوڑتا ہے جیسے کیکڑے کے پاؤں ہوں اور یہ رگیں ویسی سرخ نہیں ہوتی ہیں جس طرح فلغمونی میں پھیلتی ہیں بلکہ سرطان کے پاؤں خواہ رگیں مائل بہ سودا اور کمودت اور سبزی ہوتی ہیں۔ کبھی سقیروس اور سرطان میں یہ بھی فرق ہوتا ہے کہ اکثر سرطان کا حدوث ابتدائی ہوتا ہے اور ورم صلب یعنی سقیروس کا حدوث بوجہ انتقال کے ورم حار سے ہوتا ہے اور سرطان کے حار سے ہوتا ہے اور سرطان میں حس باطل نہیں ہوتی اور سقیروس خالص میں حس باطل ہوتی ہے اکثر عروض سرطان کا اعضائے متخلخلہ میں ہوتا ہے اور اسی جہت سے مورات میں یہ مرض بکثرت ہوتا ہے اور اعضائے عصبیہ میں بھی اکثر پیدا ہوتا ہے اول ظہور اس کا بہت خفی اور پوشیدہ ہوتا ہے اور جب ظہور سرطان کا ہوتا ہے پھر بڑی دشواری واقع ہوتی ہے اور پہلے ورم سرطانی ظاہر ہو لیتا ہے اس کے بعد اس کے علامات نمودار ہوتے ہیں ابتدا میں ایک دانہ باجرے کی شکل کا چھوٹا اور سخت پیدا ہوتا ہے گول گول اور تیرہ گون اس میں کسی قدر حرارت بھی ہوتی ہے بعض اقسام میں سرطان کے درد شدید ہوتی ہے اور بعض اقسام میں درد کم اور ساکن بعض اقسام اس کے تا بہ تقرح پہنچ جاتے ہیں یہ وہی قسم ہے جو حرارت سے صفراوی خالص کے عارض ہوتی ہے اور بعض قسم سرطان کی ثابت رہتی ہے اور تقرح نہیں ہوتی ہے اور کبھی انتقال قسم متقرح کا بطرف غیر متقرح کے ہوتا ہے اور کبھی علاج بذریعہ آہن کے سرطان میں تقرح پیدا کرتا ہے اور اس کی باڑھیں موٹی اور سخت بوجہ استعمال حدید کے پیدا ہو جاتی ہیں اس ورم کا نام سرطان شاید دو وجہ سے رکھا گیا ہے اول یہ کہ عضو میں اس ورم کا تشبث اور درنگ کرنا مثل تشبث اور پھیلنے سرطان کے اس آلہ سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے

باقی مادہ ہمراہ اس خون کے بہ جائے اور اس کاٹنے سے پہلے تنقیہ مادہ کا بذریعہ اسہال اور فصد کے ہو چکا ہو بعد اس قطع اور تنقیہ کے حفظ قوت کے واسطے غذائے جید کمیت اور کیفیت میں دینی چاہئے اور تقویت عضو کی کرنی چاہئے اگرچہ کاٹنا سرطان کا اکثر شر اور فساد زیادہ کرتا ہے اور کبھی بعد کاٹنے کے داغ کرنے کی بھی حاجت ہوتی ہے اور بیشتر داغ کرنے میں خطرہ عظیم ہوتا ہے جس وقت سرطان قریب اعضائے رئیسہ کے ہو۔ بعض اوائل نے حکایت کی ہے کہ ایک طبیب نے ایک پستان جو متورم بورم سرطانی تھی جڑ سے کاٹ ڈالی بعد کاٹنے کے دوسری پستان میں پھر ورم سرطانی پیدا ہوا میرا گمان یہ ہے کہ اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ بوجہ قطع کے دوسری پستان میں سرطان پیدا ہو بلکہ دوسری پستان میں پہلے سے مادہ سرطانی جمع ہوتا جاتا تھا اور حسب اتفاق اس مرض کا ظہور اس پستان میں اس وقت ہو جب تدبیر قطع کی اس پستان میں کی گئی اور کبھی یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ مرض سرطان کا بوجہ انتقال کے ایک مقام سے دوسرے مقام میں پیدا ہو چنانچہ اظہر احتمال پستان کے ورم سرطانی کا یہی ہے تدبیر اسہال کی ورم سرطان میں یہ ہے کہ چند مرتبہ چند دنوں تک تھوڑے دنوں کا فاصلہ دے کر چار مثقال افتیمون ہمراہ ماء الجبن کے ماء العسل کے پلائیں خواہ بلغ افتیمون ہمراہ سکنجبین کے اور جو لوگ قوی مزاج ہیں ان کے واسطے ایارج خربق کا استعمال کریں۔ بیان ادویہ موضعیہ کا خاص ورم سرطان پر لگانے والی دواؤں سے چار قسم کے اغراض متعلق ہوتے ہیں ابطال سرطان کا اصل سے اور بیخ اس کی مٹانی اور اس غرض کا حاصل ہونا دشوار ہے دوسری غرض یہ ہے کہ زیادہ بڑھنے نہ پائے تیسری یہ کہ متقرح نہ ہونے پائے چوتھے اگر متقرح ہو گیا ہے اس کا علاج کرنا جس دوا سے ابطال سرطان کا کیا جائے چاہئے کہ اس میں قوت تحلیل کی ہو بہ نسبت اس مادہ ردی کے جو بالفعل سرطان میں حاصل ہو گیا ہے اور قوت دفع کی ہو بہ نسبت اس مادہ کے جو مستعد اور آمادہ ہے سرطان میں حاصل ہونے اور آنے پر اور یہ بھی واجب ہے کہ ایسی دوا میں قوت شدید نہ ہو اور نہ

تحریک شدید پیدا کرے اس لئے کہ قوی دوائیں جتنی ہیں سرطان میں شر وفساد زیادہ پیدا کرتی ہیں اس وجہ سے واجب ہے کہ ادویہ لذاعہ سے اجتناب کریں اور بنظر اسی فائدہ کے ادویہ معدنیہ مغسولہ کا اختیار کرنا اولی ہے جیسے توتیائے مغسول کہ اس میں روغنہائے معلومہ بھی ملائے جائیں جیسے روغن گل یا روغن خیری جس دوا سے مادہ کا روکنا مطلوب ہو اس میں قوت قطع مادہ کی چاہئے اور غذائے مریض خواہ عضو خاص کے غذا کی اصلاح بموجب بیان بالا کے اور تقویت اسی عضو کی بذریعہ ادویہ رائجہ مشہورہ کے اور استعمال لطوخات معدنیہ کے جیسے لطوخ برادہ سنگ آسیا اور برادہ حجر المس یعنی جس پتھر سے تلوار وغیرہ پر باڑھ رکھتے ہیں جسے سان کہتے ہیں اس کا استعمال کریں خواہ کھرل کے رگڑنے سے کف سنگ اور اسرب کا کسی رطوبت کے ذریعہ سے مثلاً روغن گل خواہ آب کشنیز وغیرہ کی پیدا کریں جیسے صیقل گر کھرن وغیرہ پر تیل ٹپکا کر رگڑنے کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں اور اس کا استعمال کریں ایضاً انگور کو پیس کر ضماد کرنا بھی نہایت درجہ نافع ہے جس دوا سے منع تقرح مطلوب ہو اس کے واسطے وہی لطوخات مذکورہ کافی ہیں جو واسطے منع زیادتی مادہ کے مذکور ہوئے اور جن لطوخ میں لذع نہ ہو وہ سب اس غرض کو پورا کریں گے اور بھی نافع ہوں گے خصوصاً اگر ایسے لطوخ میں کھرل وغیرہ کا چھین اور کف بھی اس میں داخل کیا جائے اور اگر اس سب دواؤں میں گل مختوم اور گل ارمنی اور زیت انفاق اور آب حی العالم اور سفیدہ کاشغری عصارۂ برگ کاہو لعاب اسپغول سفیدہ قلعی بھی داخل کریں۔ یہ ترکیب بہت ہی جید ہے منجملہ ان دواؤں کے جو زیادہ نافع ہیں اور اس کا نفع بے حد ہے یہ ہے کہ سرطان نہری تازہ کا ضماد لگائیں خصوصاً اگر اس میں اقلیمیا بھی شریک کریں زیادہ مفید ہوگا جو سرطان متقرح ہو گیا ہو اس کا علاج عمدہ یہ ہے کہ ہر وقت اس پر پارچہ کتان آب عنب الثعلب میں ڈبو کر رکھا رہے اور جب خشک ہونے لگے پھر وہی پانی اس پر ٹپکاتے رہیں خواہ آب قمح یعنی گندم اور لبان اور سفیدہ قلعی مکدا ایک درم گل مختوم گل ارمنی صبر

برودت ایسے ورم کو مضر ہے اگر ایسے ورم میں ابتدا سے درد بھی عارض ہو موضع ورم پر وہ روغن مستعمل ہوں جن میں تنکین وجع کی قوت ہے اور مادہ ابتدائی کو منع فساد اور اجتماع سے بھی کرتے ہیں جیسے روغن بنفشہ اور روغن گل جس میں کسی قدر روغن شبت بھی شریک ہو جب کسی قدر خفت پیدا ہو دوا میں محللات میں زیادہ شریک کریں جیسے نطروں اور سرکہ اس کے بعد ماء الرماوا اس کے بعد مراہم محللہ جیسے اوپر مذکور ہو چکے۔عرق مدنی کا بیان ہندی زبان میں اس کو نارو کہتے ہیں اس کی ابتدا اس طرح سے ہوتی ہے کہ بدن کے کسی مقام پر پہلے ایک دانہ سا پیدا ہو کر پھول جاتا ہے اس کے بعد آبلہ ہو جاتا ہے پھر آبلہ پھٹ کر ایک سوراخ پڑتا ہے اس سوراخ سے ایک چیز سرخ مائل بہ سیاہی نکل کر وقتاً فوقتاً بڑھتی جاتی ہے اور کبھی وہی شے مثل کیڑے کے متحرک بھی ہوتی ہے جلد کے نیچے جیسے کوئی زندہ چیز حرکت کرے گویا کیڑا ہے کہ حرکت کر رہا ہے اور شاید کہ نارو درحقیقت کیڑا ہی پیدا ہوتا ہے تا اینکہ بعض اطبا نے گمان کیا ہے کہ نارو ایک حیوان ہے جو بدن انسان میں پیدا ہوتا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ لیف کا شعبہ ہے جو فاسد ہو کر غلیظ اور سخت ہو گیا ہے اور اکثر نارو کے نکلنے کا مقام دونوں ساق پر دیکھا گیا ہے اور میں نے دونوں ہاتھ اور پہلو میں بھی نکلتے ہوئے دیکھا ہے اور صبیان کے بدن میں اکثر جبین پر نارو نکلتا ہے جب نارو کو اس قدر کھینچیں کہ پورا نہ نکلے اور ٹوٹ کر رہ جائے بڑی مصیبت پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے بلکہ اس کا کھینچنا درد پیدا کرتا ہے گو ٹوٹ نہ جائے۔جالینوس کہتا ہے کہ مجھے اب تک اس کی کوئی بات صحیح معلوم نہیں ہوئی اور نہ اس کی حقیقت پوری دریافت ہوئی اور نہ کوئی ایسی واضح چیز دریافت ہوئی کہ اس پر اعتماد کروں اور وجہ یہ ہے کہ جالینوس نے کبھی نارو نکلتے ہوئے آنکھ سے نہیں دیکھا میں کہتا ہوں کہ سبب نارو کے حدوث کا خون گرم اور ردی اور سوداوی خواہ بلغم محترق غیر جید مع شدت یبس مزاج کے ہوتا ہے اور کبھی بعض شہروں کے پانی میں ایک خاصیت ایسی ہوتی ہے کہ ان سے نارو پیدا ہوتا

ہے اور اسی طرح بعض اقسام بقول اور ترکاریوں کے براہ خاصیت نارو پیدا کرتی ہیں اکثر جن غذاؤں سے نارو پیدا ہوتا ہے وہ گرم خشک ہوتے ہیں اور جس قدر مادہ مولدہ نارو حاد اور تیز ہوتا ہے اسی قدر درد کی شدت ہوتی ہے اور کبھی ایک ہی شخص کے بدن میں چالیس اور پچاس نارو مختلف مقامات پر پیدا ہوتے ہیں اور باایں انکہ مریض کو صحت ہو جاتی ہے اور اس مرض سے نجات پاتا ہے جو بدن مرطوب ہیں ان میں تولد نارو کا بہت کم ہوتا ہے اسی طرح جو لوگ اتحمام اور اغذیہ رطب کا استعمال کرتے ہیں خواہ جو لوگ استعمال شراب کا بمقدار مناسب کرتے ہیں ان کے ابدان میں بھی نارو کمتر نکلتا ہے اور اکثر نارو مدینہ منورہ زاداللہ شرفا کے باشندوں کے ابدان میں زیادہ نکلتا تھا اسی وجہ سے اس کا نام عرق مدنی منسوب بطرف مدینہ کے رکھا گیا ہے اور بلاد خورستان وغیرہ میں بھی نارو نکلتا ہے اور بلاد مصر وغیر دیگر بلاد میں بھی پیدا ہوتا ہے مترجم کہتا ہے ہندوستان میں زیادہ کثرت اس مرض کی بڑودں گجرات اوکوہ آبو جودھ پور ملک ماڑواڑ اور جو جو ایسے بلاد ہیں کہ قرب سمندر کے آباد ہیں وہاں کے لوگوں میں سنی جاتی ہے۔ متن علاج اول تو نارو کے نکلنے سے حفاظت اور حراست کی تدبیر کرنی چاہیئے ان بلاد میں جہاں بکثرت نکلتا ہے اور یہ تدبیر منحصر ہے اسی بات میں کہ مخالفت سبب اور مادہ کی کی جائے مثلاً خون فاسد کا استفراغ بذریعہ فصد باسلیق یا صافن کے جہاں کی فصد مناسب ہو کریں اور تنقیہ او رتصفیہ خون کا شربت ہلیلہ زرد اور سیاہ سے اور طبیخ افتیمون خواہ استعمال حب وقایا سے بالخصوص اور استعمال اطریفل کا چوسنا اور شاہترہ سے مرکب ہو کیا جائے اور ترتیب بدن کی اغذیہ مرطبہ سے اور اتحمام سے خواہ اور تدابیر جو مقامات گذشتہ میں مفصل مذکورہ ہو چکے ہیں ان کا استعمال کریں جب اثر نارو کا پہلے پہل ظاہر ہو تدبیر صائب یہ ہے کہ اس عضو کی تبرید ضمادات مبردہ مرطبہ سے جیسے عصارات باردہ معروفہ مع صندلین اور کافور کے بعد تنقیہ بدن کے ایضاً خاص موضع ماؤف پر جونک لگا کر بھی کسی قدر اخراج پر مدد لیں منجملہ طلاہائے جیدہ کے

یہ طلا ہے صبر اور صندل اور کافور اور مرداور بزرقطونا شیر تازہ میں پیس کر لیپ کریں اگر مادہ پلٹ نہ جائے اور دانہ خواہ آبلہ نمودار ہونے لگے ایسے وقت اکثر مانع ظہور اور زیادتی مرض اور پھیرنے والی مادہ کو بطرف دوسری جہت کے اور موجب تخفیف ایذا اور تکلیف کے یہ تدبیر ہوتی ہے کہ مریض پے در پے تین روز برابر ایک درہم مشروباً صبر کو استعمال کرے خواہ ایک روز نصف درہم اور دوسرے روز پورا درہم اور تیسرے روز ڈیڑھ درہم استعمال کرے اور خاص مقام پر صبر کو طلا بھی کرے خواہ ناروکے منہ پر گھیکوار کے لعاب اور لزوجت کو لگائے اور اسی طرح ابتدائے ظہور میں نارو کی یہی تدبیر درکار ہے اگر کارگر نہ ہو اور نارو نکل آئے اس وقت تدبیر صائب یہ ہے کہ اس کی بندش اور پیچیدہ کرنے کے درپے ہو اور کسی چیز سے بہ رفق اسے تھوڑا باندھے اور یہاں تک صبر کرے کہ تمام وکمال نارو اندر سے باہر نکل آئے اور ٹوٹ کر رہ نہ جائے بہت اچھی تدبیر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا رصاص کا ایسی طرح سے لپیٹا جائے کہ اسی کی بوجھ پر اختصار کریں اور وہی وزن اس کو اندر سے باہر کی طرف جذب کرنے میں کافی ہوگا اور بآسانی جذب کرے گا۔ ٹوٹ رہنے کا احتمال اس تدبیر میں نہیں ہے اور بآسانی نکل آنے میں نارو کے زیادہ کوشش کرنی چاہئے اس طرح پر کہ ہمیشہ عضو ماؤف کی تسخیف اور اس کا ڈھیلا کرنا بذریعہ نطول آب گرم کے اور لعابات مبردہ کے اور ادہان کے جو بارد ہوں اور حرارت لطیف بھی ان میں ہو خواہ اور تدبیرات جو از قبیل ہوں کہ ان کے ذریعہ سے نارو کا اخراج بآسانی ہو جائے کرنی چاہئے کبھی ایسی تدبیرات سے خروج نارو کا بہ آسانی نہیں ہوتا بلکہ احتیاج اس کی ہوتی ہے کہ روغن خیرو خواہ روغن زنبق بلکہ روغن بان کی تلطیخ کریں اگرچہ کسی مرہم خواہ زفت کا استعمال نہ کرنا پڑے یعنی اگرچہ اس قدر زیادہ دشواری نہ پیدا ہو کہ مرہم وغیرہ لگانے کی ضرورت ہو اگر حدث طبیب مقتضی اس کا نہ ہو کہ چاک کرنے سے تمام وکمال نارو کا اخراج ہو جائے گا اور کوئی اور مانع چاک کرنے سے نہ ہو بلا تردد چاک کرنا چاہئے اور چاک کر کے نارو کو

ہے اور اگر خلط مذکور رقیق ہوتی ہے آکلہ پیدا ہوتا ہے اور اگر بطرف جلد کے دفع ہوئے برص پیدا ہوتا ہے خواہ بہق ہو اور توبہ العینی داد وغیرہ پیدا ہوتا ہے کبھی خلط سوداوی تمام بدن میں منتشر ہوتی ہے اگر اس وقت بھی عفونت اس خلط میں پیدا ہو حمی سوداویعارض ہوگی اور اگر منتشر ہو کر ٹھہر جائے اور متعفن نہ ہو جذام پیدا ہوتا ہے جذام کا سبب فاعلی جو مقدم مرض پر ہو سوءمزاج کبد کا یعنی جگر کا مزاج مائل بہ حرارت اور یبوست ہوتا ہے اور خون میں احتراق پیدا ہو کر سودا بن جاتا ہے خواہ سبب فاعلی جذام کا تمام بدن کا سوءمزاج خواہ دونوں مل کر سبب جذام کے ہوتے ہیں۔اسی طرح پر کہ خون بسبب ان دونوں سوءمزاج کے کثافت اور برودت پیدا کرتا ہے سبب مادی جذام کا استعمال ایسی غذاؤں کا جو مولد سودا ہے اور جن اغذیہ سے بلغم پیدا ہوتا ہے وہ بھی سبب حدوث جذام اس وقت ہوتی ہے جب پے در پے تخمے بعد استعمال ان اغذیہ کے پیدا ہوں اور حرارت ان میں عمل کر کے لطیف کی تحلیل کرے اور کثیف باقی ماندہ کو سودا بنادے اسی طرح باوجود شکم سیر ہونے کے کھانے سے احتراز نہ کرے اور بے دھڑک بھوک ہو یا نہ ہو مثل بہائم کے کھاتا رہے امتلا اور خورش بیجا بھی سبب مادی جذام کی ہوتی ہے۔اسباب معین اور پر حدوث جذام کے یہ ہیں کہ مسامات کا انسداد ہو جائے اور بوجہ انسداد و مسام کے حرارت غریزی اندرون جسم کے تحتقن ہوتی ہے اسی وجہ سے خون میں برودت پیدا ہو کر غلیظ ہوتا ہے خصوصاً اگر طحال یعنی مرض لحال کا بوجہ سندے کے عارض ہوا ہو اور خاص محال میں ضعف پیدا ہو کہ جذب سودا بخوبی نہ کر سکے اور نہ خون کا تنقیہ خلط سوداوی سے اچھی طرح سے ہو سکے خواہ قوت دافعہ احشا میں ضعیف ہو اور اس درجہ ضعیف ہو کہ جو کچھ خلط سوداوی کو طحال نے جدا کر دیا ہے اس کا دفع عروق مقعد اور رحم کی طرف نہ کر سکے خواہ مسامات راہ اندفاع کے بند ہوں کبھی ان سب معینوں کی اعانت فساد ہوا بھی کرتا ہے اور مجذومین کے قریب اور متصل رہنا اور ان سے اختلاط کرنا بھی معین ہوتا ہے اس لئے کہ یہ مرض بھی منجملہ امراض متوارثہ

کے ہے اور کبھی بوجہ وراثت اور خرابی مزاج نطفہ کے جس سے مولود پیدا ہوا ہے خواہ بوجہ فساد اس رحم کے جہاں اس نطفہ نے قرار پایا ہے بھی جذام پیدا ہوتا ہے اور وہ فساد اس رحم کا یہ ہے کہ مثلاً انعقاد و نطفہ کا ایام حیض میں ہو جس وقت حرارت ہو غذا کی ردارت کے ہمراہ جمع ہو جائے مثلاً غذا از قسم مچھلی اور گوشت بریان اور خشک کے خواہ اور لحوم غلیظہ یا گوشت خچر کا ہو خواہ مسور سے غذا تیار کی ہو لائق یہی ہے کہ جذام پیدا ہو گا جس طرح کہ اسکندریہ میں چونکہ اجتماع ایسے امور کا زیادہ ہوتا ہے جذام بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے خلط سوداوی جب خون سے ملتی ہے اگر تھوڑی سی ہوئی زیادہ مواد پیدا کرتی ہے اس لئے کہ خون میں اس کے ملنے سے دو وجہ سے غلاظت پیدا ہوتی ہے اول تو جوہر خلط سوداوی کا غلیظ ہے دوسری قوت تجمید کی اس خلط میں بوجہ برودت مزاج کے ہے اور جب خون کی تغلیظ ہوتی ہے اس کی رطوبت کم ہو جاتی ہے پھر حرارت بدنی سے اس خون کی تجفیف بآسانی ہو سکتی ہے کبھی مجذومین کے خون کی غلاظت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اگر فصد ان کی کھولی جائے خون کے عوض ایک شے مثل زیت اور رُبا بو کے سیاہ نکلتی ہے جذام کو داء الاسد بھی کہتے ہیں وجہ اس کی بعض اطبا یہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر یہ مرض شیر کو عارض ہوتا ہے بعض کا یہ قول کہ چونکہ مجذوم کا چہرہ اور کلہ مثل شیر کے چہرے کے ہو جاتا ہے اور سحنہ چہرے کا مشابہ سحنہ اسد کے ہوتا ہے اس سے داء الاسد کہتے ہیں اور بعض لوگ یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ چونکہ مجذوم کو جو شخص پکڑے اس پر مثل شیر درندہ کے حملہ آور ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام داء الاسد رکھا ہے اگر جذام مرض ضعیف اور خفیف ہو علاج دشوار ہے اور قوی جذام کا علاج بنظر قواعد متعارفہ طبیہ کے ممکن نہیں ہے جب یہ مرض شروع اور زمانہ ابتدا میں ہو اس وقت زیادہ قبول علاج اور تدبیر کرتا ہے اور بعد رسوخ کے ہرگز قابل علاج نہیں رہتا ہے۔ جو قسم جذام کی سودائے صفراوی سے پیدا ہو اس میں ہیجان اور اذیت زیادہ اور اعراض اس کے نہایت سخت اور سوزش میں شدت اور تقرح بہت پیدا ہوتا ہے لیکن

علاج کے قابل ہوتا ہے اور جس جذام کا مادہ سودائے ثقل خون ہے وہ نہایت اسلم اور ان کے اعراض میں سکون زیادہ ہوتا ہے اور تقرح نہیں ہوتا ہے جو قسم دخام کی سودائے محترقہ سے پیدا ہو مشابہ سودائے صفراوی کے اعراض میں ہوتی ہے لیکن قبول علاج دیر میں کرتی ہے ابھی مرض کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ اعضا کے مزاج کو فاسد کرتا جاتا ہے اس لئے کہ اس مرض کی کیفیت یعنی بردت اور یبوست خلاف کیفیت ما بہ الحیوۃ یعنی روح کے ہے کہ وہ حار رطب ہے تا ایکہ جب اس مادے کا اثر اعضائے رئیسہ تک پہنچتا ہے ہلاکت واقع ہوتی ہے۔ جذام کی ابتدا اطراف اور اعضائے نرم سے ہوتی ہے کہ اس مقام کے بال پراگندہ ہو کر بالوں کا اور ان مقامات کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور بیشتر نوبت تقرح کی بھی پہنچتی ہے پھر تھوڑا تھوڑا تمام بدن میں پھیلتا اور اثر کرتا یہاں تک کہ اگرچہ اول تولد اس مادہ کا احشا میں ہو جب بھی اول اثر اس کا اطراف ہی میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اطراف زیادہ ضعیف ہیں اور مادہ کے اثر قبول کرنے پر زیادہ مستعد ہیں بلکہ مجذوم اکثر مر جاتا ہے اور اثر مرض کا احشا تک پہنچنے بھی نہیں پاتا یعنی باوجودیکہ ظہور مرض اور زیادتی کا درجہ یہاں تک ہوتا ہے اور پھر احشا محفوظ ہوتے ہیں اور اسی طرح اعضائے رئیسہ بھی سالم ہوتے ہیں مگر اطراف سب خواہ اکثر ماؤف ہوتے ہیں اور موت ایسے مریض کی بوجہ جذام اور سوء مزاج کے واقع ہوتی ہے اور چونکہ سرطان ایک عضو خاص کے جذام کو کہتے ہیں اور جس عضو میں سرطان پیدا ہو اس کی صحت اور اس کا عود حالت اصلی پر مرتب نہیں ہوتا پھر جذام کہ سرطان عام ہے اور مرض ظاہر ہوتا ہے اگر استعمال علاج قوی کا کریں اشتغال دفع مرض میں ہوگا اور جو اعضائے سافجہ ہیں یعنی سوداوی خلط سے سالم ہیں ان میں بار نہ ڈالیں گے اور سرطان میں یہ بات نہیں ہوتی ہے علامات جذام جب ہوتا ہے رنگ کی سرخی مائل بہ سیاہی ابتدا کرتی ہے اور آنکھ میں تیرگی بالکل بہ سرخی پیدا ہوتی ہے سانس میں تنگی اور بیٹھتی جاتی ہے اس لئے کہ ریہ اور قصبہ ریہ کو ایذا پہنچتی ہے اور چھینکیں زیادہ آتی ہیں

آواز میں غنہ پیدا ہوتا ہے جسے عوام لوگ ناک میں بولنا کہتے ہیں اوبیشتر ناک میں سدہ پڑ جاتا ہے اور خشم یعنی فقدان قوت شامہ پیدا ہوتا ہے اور بالوں میں کمی اور وقت یعنی باریکی پیدا ہوتی ہے۔ سینہ اور چہرے کے اطراف میں پسینا زیادہ نکلتا ہے بوئے بدن خصوصاً پسینا اور سانس کی بو متنن یعنی بدبو ہوتی ہے اور جو اخلاق اور عادات افراط خلط سوداوی کے ہیں سب نمودار ہوتے ہیں مثلاً نیت فاسد اور حقد یعنی کینہ کشی سوتے وقت بکثرت ایسے خواب دیکھتا ہے جو سوداوی مادہ پر دلیل ہوں اور سوتے وقت اسے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمام بدن پر بار عظیم پڑا ہوا ہے اس کے بالوں میں انتشار شروع ہوتا ہے اور سیدھے ہو جاتے ہیں خصوصاً جو بال چہرے پر ہوتے ہیں خواہ چہرے کے گرد جس قدر بال ہیں کہ وہ سیدھے ضرور ہو جاتے ہیں اور کبھی بالوں کی جڑوں میں شگاف پیدا ہوتا ہے اور ناخن پھٹ جاتے ہیں صورت بڑی اور خشن ہو جاتی ہے اور چہرہ بوجہ بھر بھری اور تہیج کے بدنما اور بھیانک ہو جاتا ہے اور رنگ سیاہ ہونے لگتا ہے اور تمام مفاصل بدنی کے خون میں انجماد پیدا ہوتا ہے اور بدن پر گمڑی گمڑی جو صورت میں شبیہ اس حیوان کے ہوں جسے یونانی زبان میں طاطوس کہتے ہیں پیدا ہوتی ہیں دونوں ہونٹ موٹے اور سیاہ ہو جاتے ہیں ضیق نفس کی اس قدر رہوتی ہے کہ نوبت عسر النفس کی پہنچتی ہے اور پھر جو ایک دمہ کی قسم خاص ہے نمودار ہوتی ہے آواز بالکل بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے بعد بدن میں قرح پیدا ہوتے ہیں اگر جذام ساکن نہ ہو یعنی مادہ جذام کا متحرک ہو تو ناک کا غضروف مڑنے لگتا ہے اور اسی طرح جو غضروف اطراف اور جوڑوں پر واقع ہیں ان میں بھی تاکل پیدا ہوتا ہے اور صدید متنن یعنی رطوبت بدبو بہنے لگتی ہے آواز پست اور مخفی ہو جاتی ہے اور تمام بدن میں کوئی بال باقی نہیں رہتا جو گر نہ جائے اور رنگ بہت ہی سیاہ ہو جاتا ہے نبض مجذوم کی ضعیف ہوتی ہے اس لئے کہ قوت میں اس کے ضعف پیدا ہوتا ہے اور حاجت سروتج کی بوجہ برودت مرض کی کمتر ہے اسی جہت سے بطی ہوتی ہے مگر تواتر ضرور ہوتا ہے اسی واسطے

کہ جب سرعت اور عظیم نہ ہوتو اتو کا ہونا ضرور ہے جیسا کہ فن کلیات میں ثابت ہو چکا ہے علاج واجب ہے کہ جذام کے مرض میں مبادرت اور جلدی استفراغ مواد کی کریں اور تنقیہ عام اتنا جلد کر ڈالیں کہ مرض کا استقرار نہ ہونے پائے اگر دریافت ہو کہ بدن میں خون فاسد کی کثرت ہے بہت جلد فصد کرنی چاہئے اور خوب گہری فصد کرکے اخراج اس خون کا کریں اگر دونوں ہاتھ کی فصد کیوں نہ ہو اور اگر یہ بات یعنی کثرت خون فاسد کی دریافت نہ ہو پھر فصد ہرگز کرنی نہ چاہئے اس لئے کہ فصد بڑی رگوں کی اکثر مجذوم کو زیادہ مضر ہوتی ہے اور اس کی مضرت بہ نسبت منفعت کے زیادہ ہوتی ہے لیکن ایسے مرض میں فصد کی اجازت متفرق اوقات میں دینی چاہئے کہ چھوٹی رگوں کی فصد کھولی جائے جیسے عرق جبہہ اور دواجین اور ناک کی رگ وغیرہ اگر بڑی رگوں کی فصد کرنے میں خوف مضرت کا ہو اور خون سوداوی بارو ظاہر بدن میں دریافت ہو کہ یہ فصد بہ نسبت حجامت کے زیادہ نافع ہوگی اسی طرح جونک لگانے سے بھی زیادہ نافع ہے لیکن اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس مرض میں فصد کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے ایک یہ بھی ضرورت فصد کی ہے کہ ضیق نفس خواہ عسر نفس کو فصد زیادہ مفید ہے اور کبھی دواج کی فصد کی بھی ضرورت ہوتی ہے جب کہ تجہ الصوت کی شدت ہو اور خوف اس کا ہو کہ اختناق پیدا نہ ہو جائے۔ جب مجذوم کی فصد کھل جائے پھر اسے ایک ہفتہ تک راحت دینی چاہئے بعد ازاں استفراغ کریں دوسرے قسم کا کریں اور مسہلات میں ایارج لوغاذیا اور ایارج تخم حنظل کو اختیار کریں اور ان مطبوخات اور جنوب سے استفراغ کریں جو افتیمون اور اسطوخودوس بسفائج ہلیلہ سیاہ ہلیلہ کابلی خربق سیاہ لاجورد حجر ارمنی سے مرکب ہوں اور اگر تخم حنظل اور سقمونیا کو ان اجزا کے ہمراہ مرکب کریں کچھ خطر نہیں خصوصا اگر خلط صفراوی بھی ہمراہ خلط سوداکے ہو ضرور ہے کہ اجزائے مذکورہ بالا پر صبر اور قثاء الحمار کو اضافہ کریں اور بادریطوس ان بیماروں کے واسطے بہت عمدہ ہے اور ایارج فیقرا خصوصا اگر سقمونیا سے اس کی تقویت

نسخہ سعوط دار فلفل مامیران شیطرج جوف برنج ملکد ایک درہم عصارہ پنگشت میں
فواطل پانی میں جوش دیں تا کہ سب پانی جل جائے اور کسی طرف آبگینہ میں
بحفاظت رکھیں اور جب تک کافی ہو دونوں نتھنوں میں ناس لیا کریں اور جب بکثرت
ایسی ناس کا استعمال ہو چکے جن سے خشکی پیدا ہوتی ہے کوئی سعوط مرطب ایسا استعمال
کریں جو سعوط سابق کی تعدیل کرے یہ بھی واجب ہے کہ مجذوبین استعمال سے ایسی
دوا کے جو مجفف اور محلل رطوبت غریزی ہو باز رہیں اور تعب اور غم سے بھی ان کو بچانا
چاہئے اور ایک ہوا سے دوسری ہو کو طرف جو مخالف اثر ہوا سے اول کے ہوا ان کو لے
جانا چاہئے اور ہر ایک تنقیہ کے بعد اوہان کا استعمال شربا کرانا چاہئے جیسے روغن بادام
ہمراہ دوشاب انگور لیکن یہ تدبیر اس وقت درکار ہے کہ چند مرتبہ تنقیہ ہو چکا ہو اور یبس
کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور ہر صبح کو بعد قضائے حاجت اور دفع فضول امعا کے
ریاضت ان سے کرانی چاہئے اور آواز بلند سے پڑھنا خواہ کوئی اور مشق آوازی کرنا
انہیں ضرور ہے اور آواز لگا کر اسی پر ٹھہرے رہنا چاہئے اور کود پھاند کی مشق کریں او
کشتی لڑیں اور بعد کشتی لڑنے کے مالش اور دلک ان کے بدن کا کیا جائے جب پسینہ
نکلے پوچھ ڈالیں اس کے بعد گرمیوں میں اوہان معتدلہ سے تدہین کریں اور جاڑوں
میں اوہان مرطبہ سے اکثر اوقات مقویات اوہان کا استعمال مناسب ہے اس لئے کہ
اوائل میں ان کو مقویات کی حاجت زیادہ ہوتی ہے جیسے ہلیلہ اور مازو ہمراہ سرکہ کے اور
بیشتر تمریخ روغن کے ہمراہ عورت کے دودھ کے مناسب ہوتی ہے اور اسی واسطے جب
یبس زیادہ بڑھ جائے اسی کا سعوط بھی کرایا جاتا ہے اگر ممتلی کا ہیجان ہوتے کرانی
چاہئے بہتر یہ ہے کہ پہلے استحمام کریں اس کے بعد تمریخ کی جائے جب استحمام کریں
اس کے بعد تمریخ روغن آس اور روغن مصطلگی اور روغن نفاح گرم یعنی شگوفہ انگور سے
اور روغن دار شیشعان اور روغن قسط سے اطراف پر کرنی چاہئے اس کے بعد معالج کو

چاہئے کہ آدھے گھنٹے تک انہیں راحت دے اور پھر بذریعہ پروغیرہ کے قے کرائے بعدازاں کسی قدر افسنتین پلائے اور اکثر ان کے بدن کی تمریخ میں حاجت لطاق کے جنین نطرون اور کبریت پڑتی ہے اور حب الفار اور سریش جو بخار بذریعہ ادویہ سے پیدا کرنے کی اجازت ان لوگوں کو ان کے بدن کے اوصال پر دینی چاہئے بلکہ بیشتر احتیاج فرفیون تک کی ہوتی ہے اور یہ تدبیر اس وقت کرنی چاہئے جب یہ تکلف ان سے استحمام کرایا جائے تا کہ ان کے فضول کی تحلیل ہو اور پسینا ان کے بدن سے برآمد ہو اس لئے کہ پسینہ مجذوم کے بدن نے نکلنا قاعدہ جید ہے۔ مجذوم کے علاج میں کبھی ان کے بدن کی تمریخ بر پا اور سلینا اور فغار غان یعنی فقطار غان سے بھی کی جاتی ہے اور کبھی ایسی ادویہ سے تمریح ان کے بدن کی تیز دھوپ میں ضرور ہوتی ہے بہت عمدہ ان کے حمام میں نہانے کے واسطے وہ پانی ہے جس میں حلبہ اور صابون سفید کو جوش دیا ہو۔ مجذوم پر واجب ہے کہ جماع سے پرہیز کرے جو دوائیں جو دوائیں ان کے پینے کے لائق ہیں سب سے بڑھ کر تریاق فاروق ہے جو بشرکت سانپ کی پوست کے تیار ہو اور تفار غان اور تریاق اربعہ اور دیگ بردیگ چنانچہ اس کا بیان آگے ہم کریں گے اور کبھی انہیں ادویہ سے سعوط بھی کراتے ہیں اور تنہا اقراص افاعی بھی استعمال کرتے ہیں بوزن ایک مثقال کے ایک اوقیہ شراب میں جو غلیظ ہو خواہ انہیں اقراص کو طلا استعمال کرتے ہیں اور اقراص عنصل بھی مفید ہے۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ سانپ کا گوشت خواہ جس چیز میں قوت اور اثر ایسے گوشت کا ہو بہت عمدہ دوا ہے مجذوم کے واسطے مگر مناسب نہیں ہے کہ سانپ زمین شورہ زار کا ہو خواہ ریگستان سراب نما کا یا زمین نرم خواہ کنارہ دریا کا ہو کہ ان مقامات کے سانپ میں زہر کم ہوتا ہے اور منفعت بھی کم ہوتی ہے اور نہ ایسا سانپ زہردار ہو کہ جس بے ضرر پیاس پیدا کرنے کا خواہ ہلاک کر ڈالنے کا بہت مظنون ہو جیسے اکثر اقسام سانپ کے مشہور ہیں جو پرانے ٹیکرے پر ہوتے ہیں نعوذ باللہ من شرورہا بلکہ پہاڑی سانپ خصوصا سفید رنگ کو

اختیار کرنا چاہئے اور سر اور دم اس کے ساتھ ہی کاٹ کر ملاحظہ کریں اگر سیلان خون کا بکثرت ہو اور دیر تک تڑپتا رہے وہی مطلوب ہے ورنہ اسے ترک کریں اور جس میں یہ صفت نہ پائی جائے اس کو اختیار نہ کریں کہ موافق اس مرض کے وہی سانپ ہے جو سر اور دم کاٹنے کے بعد دیر تک تڑپے اور خون اس کے بدن سے بکثرت جاری ہو پھر بعد ازانکہ اس کا تڑپنا برطرف ہو آلائش سے پاک کر کے اسی طرح پختہ کریں جیسا ہم آگے بیان کریں گے اور پختہ کر کے خود گوشت کو اور شوربا بھی کھلانا چاہئے جس شراب میں سانپ مر جائے خواہ پھپھوند پیدا ہو اس کے استعمال سے ایک قوم نے محض براہ اتفاق خواہ بنظر قصد ہلاک کے مجذوم کو پلایا تاکہ وہ مر جائے اور اس کے گزند سے راحت ملے مگر بتقدیر خدائے عزوجل مجذوم کو شفائے عاجل حاصل ہوئی خواہ یہ شراب بحکم حاکم واسطے پیدا کرنے مرگ مفاجات پلائی تھی۔ یا اس سانپ کو فقط براہ اطاعت کسی خواب اور رویا کے کھلایا تھا نمک افاعی کا بھی بہت مفید ہے مجذوم کو اور شوربا افاعی کے ساخت کی یہ تدبیر ہے کہ سانپ کا سر اور دم کاٹ کر صاف کر کے اندرونی آلائش سے کراث اور شبث اور حمص اور تھوڑے نمک کی شرکت کر کے پکائیں بہت سے پانی میں تاکہ مہرا ہو جائے اس کے بعد ہڈیاں اور پسلیاں چن کر الگ کریں اور گوشت رہنے دیں پہلے گوشت کھلائیں اس کے اوپر شوربا پلادیں اس طرح سے کہ میدہ کی روٹی کا ٹکڑا کھلا کھلا کر تھوڑا تھوڑا شوربا پلائیں خواہ ایک ٹکڑا روٹی کا کھا کر پی جائے۔ کبھی ہمراہ سانپ کے کبوتر بچہ بھی پختہ کرتے ہیں تاکہ خوش ذائقہ ہو جائے اس کا نفع کبھی ابتدا میں کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا اور تھوڑے دنوں بعد دفعتہً اس کا فائدہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی صحت اور عافیت مریض سے پہلے چند روز زوال عقل مریض کا ہو جاتا ہے علامت ظہور فائدہ کی اس مرض میں بعد معالجہ مذکور کے اور نیز علامت پہنچنے اس وقت کی جب اس معالجہ کو بوجہ استغنا کے کریں یہ ہے کہ مجذوم کا بدن پھولنے لگے پھر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد انتصاخ کے عقل اس کی زائل ہو جاتی ہے اس کے بعد

درمیان میں ہوتا ہے اس وقت بھی دودھ کا استعمال مناسب ہے لیکن واجب ہے کہ دودھ کا استعمال دوھنے کے بعد فورا کریں کہ ابھی اس کی گرمی باقی ہو بھیڑ کا دودھ زیادہ مفید ہے اور اسی قدر پلانا چاہئے کہ ہضم ہو جائے اور اگر تنہا اسی پر اکتفا کریں بشرطیکہ یہ بات ممکن بھی ہو یعنی کوئی ضرر اور ادویہ کے ترک سے پیدا نہ ہو وہ بھی جائز ہے اور اگر ملانا دوسری چیز کا ضرور ہے اور بے آمیزش کے چارہ نہ ہو سوائے خبز نقی یعنی صاف اور پاکیزہ روٹی کے بشرط امکان اور کوئی چیز نہ داخل کریں خواہ شوربا گوشت حملان وغیرہ کا ملائیں جو آئندہ ہم بیان کریں گے او جب سانس کسی قدر درست ہونے لگے لازم ہے کہ دودھ کو ترک کریں اور ایسی حریف اور تیز چیزیں استعمال میں لائیں کہ قے ہو جایا کرے فقط انہیں اشیاء کی جہت سے تاکہ کسی اور مقی کی ضرورت نہ ہو اور استفراغ ان چیزوں سے کرائیں جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں پھر دوبارہ اگر حاجت ہو دودھ کا استعمال پھر کریں اسی حد تک جس کا ابھی ذکر ہو چکا ہے اور واجب ہے کہ یہ تدبیر سال بھر میں چند مرتبہ کریں۔ جن بیماروں کا مرض مستحکم ہو چکا ہے ان کی فصد کرنی کچھ ضرور نہیں ہے اور نہ انہیں مسہلات قویہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ مقصود ان کے معالجہ میں کچھ ازالہ مرض نہیں ہے اور چونکہ ان کے فضول میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ان فضول کا انفصال بدن سے نہیں ہوتا اور نہ ان کا اخراج ممکن ہے فقط ترقیق ان مواد کی اس واسطے کی جاتی ہے تاکہ بطرف امعا کے امالہ ہو لہذا مسہلات خفیفہ اس غرض کو پورا کر سکتے ہیں اور خارج بدن سے وہ دوا استعمال کی جائے گی جو انتعاش اور تحلل پیدا کرے۔ مشروبات صالحہ میں سے ان کے واسطے ایک یہ دوا ہے سرکہ ڈیڑھ اوقیہ قطران ڈیڑھ اوقیہ عصارہ کرنب بری تین اوقیہ سب ملا کر صبح کو استعمال کریں اور شام کو بھی یا برادۂ دندان فیل دس قیراط ہمراہ تین اوقیہ شراب اور روغن زرد کے استعمال کریں خواہ بقدر ایک جوزہ کے ہمراہ شہد کے خواہ عنصل بوزن دس قیراط ہمراہ شراب عسل کے جس کا قوام مثل لعوق کے ہو خواہ کمون یعنی زیرہ پانچ درہم ہمراہ

شہد بقدر کفایت کے مثل لعوق کے استعمال کریں عصارہ فودنج تین قوانون سے چھ قوانوستک ان کے واسطے مفید ہے اور نمکین مچھلی کا بھی کبھی کبھی بطور دوا کے استعمال کریں اور کل حریف اور تیز چیزوں سے اجتناب کریں مگر واسطے قے کرنے کے ان کا استعمال جائز ہے خواہ بطور ابازیر کے تھوڑی مقدار کا کچھ مضائقہ نہیں مگر دھنی چیزیں جو مصالہ گرم میں پڑتی ہیں اور تیز بھی ہیں جیسے فلفل سیاہ وغیرہ کبھی بذریعہ کی او داغ دینے اعضائے مخصوصہ پر بھی ان کا علاج کیا جاتا ہے جیسے یا نوخ اور درزین کے اور بیخ حنجرہ اور صدغین اور قفا اور دونوں ہاتھ کے مفاصل اور پاؤں کے جوڑ بند۔ بعض اطبا کہتے ہیں کہ ابتدائے عروض جذام میں مقدم سر پر جو یا فوخ سے اوپر ہے ایک داغ لگانا چاہئے اور دوسرا داغ اس سے نیچے قصاص کے نزدیک یعنی جہاں بال سر کے بطرف پیشانی نہیں اگتے ہیں ابرو کے اوپر اور ایک داغ سر کے داہنے اور ایک بائیں طرف اور ایک سر کے پیچھے نقرہ یعنی گوریا کے اوپر اور دو داغ نزدیک دو رزون کے جن کا قشرتین نام ہے اور ایک داغ طحال پر اور یہ سب داغ ایک آلہ سبک اور باریک سے لگائے جائیں اور سر پر ایک داغ لگایا جائے چاہئے کہ ہڈی تک پہنچے تاکہ ہڈی کھل جائے گو یہ بات چند بار میں پیدا ہو مگر اس کا خیال بھی ضرور ہے کہ صدمہ داغ لگانے کا دماغ تو نہ پہنچے کہ اس کے مزاج کو فاسد کردے اس لئے کہ اکثر جہاجن کا ہاتھ سبک نہیں ہوتا اکثروں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں مرکب ادویہ جو مجذوم کو نافع ہیں بزرجلی اور بیشی جو قائم مقام لحم اخاشی کے ہے اس مرض میں اور منجملہ انہیں ادویہ کے دو السلاحہ ہے۔ بزرجلی کے نسخے بہت سے ایسے ہیں کہ ان کو حکمائے ہند نے ذکر کیا ہے اور تجربہ میں ان کا فائدہ پورا پایا ہے ایک مشہور نسخہ یہ ہے ہلیلہ سیاہ شیطرج ہندی مکدوس درہم دار فلفل پانچ درہم بیش سفید اڑھائی درہم کوٹ کر روغن گاؤ میں لت کر کے بذریعہ شہد کے معجون کریں مقدار شربت ایک مثقال سے دو درہم تک بعد تک بعد تنقیہ بدن کے اگر اس کے ہمراہ ہم وزن دواء لسک بھی شریک کریں اس کی مضرت کا خوف بالکل

جاتا ہے کہ دواء لشک بزرجلی کے واسطے بمنزلہ فادزہر کے ہے صفت ایک معجون کی جس
کا نام بزرجلی اکبر ہے اور اس کو چواندران دارو کہتے ہیں جو نافع ہے جذام کو اور برض
اور بہق اور قوبا اور رماء الصفر اور رعلہ اور حرب کہنہ کو بھی نافع ہے اور عقل میں ثبات پیدا
کر کے نسیان کو دور کرتی ہے اور حافظہ کے واسطے بھی مفید ہے اور وحش کو نافع ہے اور یہ
وہ دوا ہے جسے حکمائے ہندوستان نے اپنے بادشاہوں کے واسطے ایجاد کیا ہے۔ اخلاط
اس کے ہلیلہ بلیہ آملہ شیطرج ہندی ہر ایک چودہ درہم جوز بوا قشور کندر اور مر ادر فو اور
فلفل دار فلفل و فلفلمو یہ نارقیصر یعنی ناگیسر اور نار مشک اور کندش اور عصارہ اسقیل
ساذج ہندی ہر واحد آٹھ مثقال بیش کبود بہت عمدہ چار مثقال یہ سب دوائیں کوٹ
پیس کر چھانی جائیں اور بیش کو جداگانہ پیسا چاہئے اور پیسنے والے کو ضرور ہے کہ اپنا
منہ اور ناک کے نتھنے بند کر کے اور قبل بند کرنے کے روغن گاؤ سے ان مقامات کو چکنے
کرے اور پھر اس کو پیسے اس کے بعد قند خرا بنی بہت عمدہ خواہ قند شنجری بوزن اڑھائی
سن بغدادی لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک نئی دیگ میں رکھے اور اس قدر پانی
ڈالے جس میں قند پگھل جائے اور کسی قدر قوام بھی پیدا ہو اس کے بعد آگ پر سے
اتارے اور خوب طرح سفوف ادویہ مذکور چھڑ کے اور اچھی طرح ملائے اور بعد خوب
مل جانے ادویہ کے گولیاں بوزن ایک مثقال کے تیار کریں اور نہار منہ ایک گولی ہمراہ
آب گرم خواہ میبند کے تناول کرے صفت معجون سلاخہ کہ وہ بھی دوائے ہندی ہے از قسم
بزرجلی کے اور یہ دوا بھی نافع ہے بالوں کے پراگندہ ہونے کو اور بال کے سفید ہو
جانے کو اور بہر یعنی دمہ کو اور خفقان کو منع کرتی ہے اور خواہش طعام میں اگر فتور پیدا ہو
خواہ اسہال مفرط اور استسقا اور یرقان عارض ہو یا قلت زرع اور ناسور کو مفید ہے اور
پیری میں لطف جوانی پیدا کرتی ہے اور علہ اور قروح کو بھی سودمند ہے نسخہ اس کا سلاخہ
یعنی بول بر کوہی جو پاکیزہ اور مفسول ہو دو ساٹھ مثقال اس دوا کا نام اسلاخہ اس واسطے
رکھا گیا ہے کہ پہاڑی بکرا جن دنوں مست ہوتا ہے ایک پتھر پر اس پہاڑ کے پیشاب

کرتا ہے جس کا سلاخہ نام ہے اس کے پیشاب کی تاثیر سے وہ پتھر سیاہ ہو جاتا ہے اور مثل قار کے چکنا اور رقیق ہو جاتا ہے الغرض دوسو ساٹھ مثقال سلاخہ اور ہلیلہ بلیلہ آملہ اور دہمشت یعنی غار اور قرفہ جوز بواسبا سہ اور عود اور بالہ اور دیکارہ اور طباشیر اور کرنجوا اور برنج اور ماقیشش اور ناقیسر یعنی ناگیسر مکد چار مثقال اور مقل یعنی گوگل دوسو ساٹھ مثقال شکر طبرزد ایک سو چالیس خواہ ایک سو چوالیس مثقال زر سرخ چاندی خالص نحاس احمر لوہا و سیسا اور فولاد ہر واحد آٹھ مثقال اجساد فلزات کو جلا کر کشتہ کریں اور کوٹ چھان کر ہمراہ ادویہ کے پھر دوبارہ چھانیں اور سب دواؤں کو شہد کے ذریعہ سے پلائیں اور کسی سبز رنگ کے برتن میں رکھیں اور ایک مثقال اس کی مقدار شربت ہے شیر گوسپند کے ساتھ خواہ ہمراہ آب گرم کے اگر اس میں شہد کف گرفتہ چھیاسٹھ مثقال اور روغن زرد چونتیس مثقال کریں بہتر ہے اگر بعد ملانے شہد وغیرہ سے کسی قدر آنچ بھی دکھادیں نہیت عمدہ ہوگا اس لئے کہ پکانے سے کچھ مقدار بھی بڑھے گی اور اکیس دن میں بوجہ اعانت حرارت خارجی کے مزاج پکڑ لائے گی۔

صفت احراق فولاد کے لوہے کے پر بنائیں اور بعد اوان ہلیلہ بلیلہ آملہ پانی میں جوش دیں اور بعد جوش دینے کے پانی کو صاف کریں اور تانبے کی دیگ میں رکھیں اور اس کے نیچے نرم آنچ کریں اور فولاد کے پتروں کو اس میں گرم کریں جب سرخ ہو جائیں اسی پانی میں بجھائیں پھر دوبارہ آگ میں سرخ کریں اور پھر بجھائیں اسی طرح اکیس مرتبہ بجھا کر اس پانی کو نتھاریں جو کچھ ثفل اس میں تہ نشین ہو وہی فولاد کا کشتہ ہے بعد ازاں اس دیگ کو پھر آگ پر پیشاب مادہ گاؤ بھر کر چڑھائیں اور فولاد کے ٹکڑے گرم کر کے اس میں بجھائیں اکیس مرتبہ اور اس کا ثفل جو کچھ ہو جدا کریں تا کہ آٹھ مثقال کو پہنچے اور چاندی کے احراق کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے بذریعہ سوہن کے ایسا باریک برادہ کریں جیسے مٹی پسی ہوئی ہوتی ہے بعد اس کے ماءالح خواہ نمک محلول میں کسی لوہے کے برتن میں پکائیں تا کہ بخوبی جل جائے اور فقط نمک کے پانی

میں پکانے سے احتراق نہ ہو کسی قدر زرد گندھک اس میں شریک کریں کہ اب ضرور سوختہ ہو جائے گی اور آٹھ مثقال اس میں سے بھی لینا چاہئے اور سونا بھی اس طرح پہلے برادہ کر کے ایک مثقال سیسا بھی سوہن سے برادہ کریں اس کے بعد کسی ظرف آہنی میں دونوں کو رکھ کر ماء الملح ڈال کر جوش دیں تا کہ سب پانی جل جائے اور سونا اور سیسا باقی رہ جائے اس کے بعد ہاون دستہ میں اس قدر پیسیں کہ خوب باریک ہو جائے اور بعد ازاں ادویہ میں آمیختہ کریں۔

تصفیہ سلاخہ کی تدبیر یہ ہے کہ آب خنک اور بول بقر دونوں کو سلاخہ پر کسی ایسے جدید برتن میں رکھ کر ڈالیں کہ سلاخہ کے اوپر تک پانی آ جائے اور دھوپ کی تمازت میں رکھیں پورے ایک گھنٹہ تک بعد ازاں خوب سا ملیں اور پانی اس سے جدا کر کے کسی نئے برتن میں رکھیں اور تین دن تک اس پانی کو دھوپ میں رہنے دیں اور جو کچھ ثفل اس پانی میں ٹھہر جائے اس کو الگ کر لیں پھر بار دیگر اسی طرح آب شک اور بول بقر اس پر ڈالیں اور وہی تدبیر جو اوپر گزری کریں حتی کہ تین مرتبہ اسی طرح تدبیر کریں اور بعد ازاں اکیس روز دھوپ میں رکھیں تا کہ غلیظ ہو جائے اور مشابہ شہد کے ہو جائے قوام میں اور سیاہ مثل قاء کے ہو۔

صفت سلاخہ صغری اور اس کے منافع بھی مثل منافع سلاخہ کبری کے ہیں سلاخہ مصفی ایک جزو اور کوزیعنی مقل چار جز لے کر دونوں کے ہم وزن شہد خالص اور سب کے برابر شکر اور نصف وزن شہد کے روغن گاؤ ملا کر کسی شیشہ کے برتن میں رکھ چھوڑیں اور ایک مثقال شیر مادہ گاؤ نیم گرم کے ہمراہ استعمال کریں۔

صفت دوا کی جو نافع ہے جذام کو ہلیلہ سیاہ خستہ برآوردہ ہلیلہ زرد ایضا خستہ برآوردہ سنبل مکدوس ورم مانخواہ پانچ درہم ہیر اہینگ تین درہم زبیب خستہ برآوردہ نصف ملوک بار رطل بغدادی میں جو ہم وزن تین دوا ریق کے ہے جوش دیں اور جب دو ثلث یعنی آٹھ رطل پانی جل جائے اور چار رطل باقی رہ جائے اتار لیں اور صاف

کریں اور خوب نچوڑیں اور صاف کر کے شہد بقدر ضرورت ڈالیں اور بقدر ایک رطل کے مقدار شربت ہے اور جس طرح مریض بیٹھا ہے بدون تحریک اس کے بدن کی مالش روغن گاؤ سے کر کے اسے دھوپ میں بٹھائیں اور اتنی دیر تک بٹھائیں کہ پسینا برآمد ہو اور ار طاقت دغا کرے ستر قدم ٹہلنے کی تکلیف اس کو دیں اور تھوڑی دیر تک اسے داہنی کروٹ اور تھوڑی دیر تک بائیں کروٹ لٹائیں اور کسی قدر پیٹ کے بھل اور اسی طرح پیٹھ کے بھل لٹائیں اور روٹی اور شہد بقدر میانہ اور معتدل ایک ہفتہ غذا دیتے رہیں اور ہر روز دوا کو خوشبو کر کے استعمال کریں۔ صفت طلا کی واسطے جذام کے کالا سانپ جو کینچل گرا چکا ہو لے کر ذبح کریں اور کسی دیگ میں اسے رکھ کر اس پر پرانا سرکہ آٹھ اوقیہ اور پانی ایک اوقیہ اور شیطرج ہندی تر و تازہ اور ربخ لوف مکدو اوقیہ سب کو آتش نرم میں پختہ کریں تا کہ سانپ بالکل مہرا ہو جائے بعد ازاں کپڑے وغیرہ سے ایسا صاف کریں کہ ہڈی اور پسلی وغیرہ جدا ہو جائیں اور بعد ازاں ثفل کو کسی شیشہ کے برتن میں رکھ چھیں جب ارادہ استعمال کا ہو یکبارگی دونوں ابرو اور دوسر کے بال بنوا کر اسی دوا کو تین دن تک طلا کریں۔ دوسرا طلا مویزج اور ہلیلہ اور آملہ ہر واحد ہم وزن لے کر زیت انفاق میں پختہ کریں اور مقام مناسب پر لگائیں لیکن اس دوا کے لگانے سے پہلے جوشاندہ عوسج اور گلنارے اس مقام کو دھو لینے کی ضرورت ہے۔ غذا مجذومین کی وہی چیز ہے جو سریع العضم جید الکموس ہو جیسے گوشت ان طائروں کا جو معروف اور مشہور ہیں اور ان کا شوربا تیار کر کے استعمال کریں اور مچھلی تر و تازہ جو خشک نہ ہوئی ہو اور اس کا گوشت سبک ہو اور اس میں ابازیر کی بھی شرکت کریں جو ضروری ہیں جیسے اوپر ان کا بیان ہو چکا بہتر غذا مجذوم کی جو مقشر کی روٹی اور خندروس یعنی جوار کی روٹی اور حریرے جو ان دونوں سے بنائے جائیں اور بقول رطب اور کبھی حاجت اس کی بھی ہوتی ہے کہ اس غذا میں چقندر خواہ مولی اور گندنا بھی ملائیں مقطعات کے استعمال سے غفلت نہ کرنی چاہئے خصوصاً قبل تنقیہ کے جیسے کبر

اور رازیانج اور کراث وغیرہ اس لئے کہ ان دواؤں سے ان کی غذا کا مرخوب درست ہوتا ہے اور فضول غذائی کا تنقیہ ہو جاتا ہے اور فضول کو آمادگی اندفاع پر بخوبی ہوتی ہے اور جب ادویہ محمودہ کا استعمال ہو جب بھی اس تدبیر کا استعمال کرنا چاہئے مچھلی نمکین اس مرض میں غذائے جید ہے اور ہم مریض کو زیادہ آمادہ کرتے ہیں مچھلی کے استعمال پر جس وقت اسے قے کرانے کی حاجت ہوتی ہے خواہ جس وقت اسے مسہل دینے کا ارادہ ہوتا ہے کرنب کا استعمال بھی مریض جذام کے واسطے نہایت درجہ مفید ہے اور یہ فائدہ محض براہ خاصیت کے ہے اور روٹی ہمراہ دودھ اور شہد کے بھی نافع ہے اور انجیر اور انگور تازہ خشک اور بادام بریان قرطم اور حب صنوبر اور جو چیز ان ادویہ سے بنائی جائے وہ بھی نافع ہے اگر ہضم ہو جائے دن بھر میں دو مرتبہ غذا دینی چاہئے اس لئے ایک مرتبہ کی غذا ان کو مضر ہے۔اور شراب کا استعمال بروقت ہیجان مرض کے مناسب نہیں ہاں تھوڑی سی شراب کا مضائقہ نہیں ہے اور جب ہیجان مرض میں سکون ہو اس وقت اگر شراب دقیق سے جو بہت کہنہ نہ ہو مقدار معتدل تناول کرے جائز ہے جو بال بھنوں اور پلکوں وغیرہ کے گر پڑے ہیں ان کا علاج داءالثعلب یعنی بال خورہ کا کرانا چاہئے اور جملہ وہ چیزیں جو باب زینت میں ہم بیان کریں گے ان کے علاج کے واسطے مفید ہے۔

فن چار تفرق اتصال کا بیان۔سوائے ان چیزوں کے جو متعلق جبر اور کسر کے ہیں اور اس فن میں چار مقالہ ہیں مقالہ پہلا جراحات اور زخموں کا بیان بیان عام تفرق اتصال کا ہم نے کتاب اول فن کلیات میں بیان تفرق تصال کا جس قدر اس مقام کے مناسب تھا کر دیا اور باقی ماندہ کا حوالہ اس مقام پر کیا تھا اور اب پہلے ہم مجملا چند احوال ایسے بیان کرتے ہیں جن کا معلوم ہونا قبل از بیان تفرق کے ضرور ہے اب ہم کہتے ہیں کہ ہم کو شر بعض ایسے اعضا جن کا اتصال جاتا رہا ہے اور ان میں تفرق اتصال پیدا ہوا ہے ان میں اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ پھر از سر نو ان کا اتصال برطرف شدہ عود

کرے اور جیسا حال اتصال کا پہلے تھا اس طرح پھر ہو جائے اور یہ بات لحم زائد میں مقصود ہوتی ہے اور بعض مقامات کے تفرق اتصال میں اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ ان اعضا کا ایک دوسرے سے مماس اور آمیزش بدستور محفوظ رہے گو اتصال اور وصل سابق عود نہ کرے اور یہ بات ہڈی کے تفرق اتصال میں مقصود ہوتی ہے ہاں لڑکوں کی ہڈیاں چونکہ بدرجہ نرم ہوتی ہیں ان میں کبھی حالت سابقہ پر عود کرنے کا خیال اور اصلاح کامل کی امید ہوتی ہے پٹھے اور رگوں کا یہ حال ہے کہ بعض اطبا ان کا بھی دوبارہ جوڑنا اور مثل سابق کے ہونا محال جانتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ان کی اصلاح اس قدر ہو سکتی ہے کہ مماس اتصاتی محفوظ رہے یعنی دونوں ٹکڑے آپس میں متصل ہو کر مل جائیں اور بیچ میں کچھ فاصلہ باقی نہ رہے یہ نہیں کہ جوڑ کرے واحد مثل حالت سابقہ کے ہو جائے اور ایک قوم کی یہ رائے ہے کہ دوبارہ جوڑ کر ایک ذات ہونا فقط شرائین کا لتحام اور ایک ذات ہونا مشاہدہ اور تجویز عقلی دونوں کے مخالف نہیں ہے۔ مشاہدہ کی یہ کیفیت ہے کہ باسیق کے نیچے جو شریان ہے اور کنپٹی کی شریان اور ساق کو خود جالینوس نے جوڑتے دیکھا ہے اور قیاس یہ ہے کہ ہڈی البتہ بوجہ زیادتی صلابت کے ایسا عضو ہے کہ بدن میں اس سے زیادہ کوئی عضو سخت مخلوق نہیں ہوا ہے گویا اخیر درجہ صلابت پر واقع ہے کہ سوائے اطفال کے وہ بھی بقلت التحام نہیں قبول کرتی ہے اور گوشت آخر درجہ نرمی میں واقع ہے کہ زیادہ ملتحم ہوتا ہے اور جیسا ہڈی کا اتصال محال خواہ نادر ہے اسی طرح گوشت کا عدم التحام بعید از قیاس ہے اور عروق اور شرائین نرمی اور سختی میں ہڈی اور گوشت کے درمیانی ہیں قیاس مقتضی اس کا ہے کہ اس صفت میں بھی بین بین یعنی بہ نسبت گوشت کے قبول لتحام میں کم ہوں اور بہ نسبت ہڈی کے ان کا لتحام سہل اور آسان ہو پس مناسب یہ ہے کہ اگر مقدار قلیل کا شق عروق اور شرائین میں ہو اور بدن بھی نرم اور تر ہو جڑ جائے اور اگر ایسا نہ ہو التیام نہ ہو سکے مگر یہ قیاس جالینوس کا برہانی نہیں ہے بلکہ خطابی کی ایک قسم معلوم ہوتی ہے لہذا چنداں اعتماد کے قابل نہیں

ہے اعتماد اس مقام پر فقط اس تجربہ پر ہے کہ جو مشاہدہ جالینوس میں آ چکا ہے۔ مجمی بیان جراحات کا بعض اعضا ایسے ہیں کہ ان میں اگر جراحت واقع ہو ضرر عظیم پیدا ہتا ہے اور اکثر نوبت ہلاکت کی پہنچتی ہے اور شاذو نادر کوئی بچ بھی جاتا ہے جیسے مثانہ اور گردہ اور دماغ اور امعائے دقاق اور جگر اگرچہ سلامت موت سے بھی ممکن ہے بشرطیکہ زخم خفیف ہو مگر قلب میں کیسی ہی خفیف جراحت کیوں نہ پہنچے اس کے بعد جان برہونے کی امید نہیں ہوتی اکثر جس شخص کو جراحت بطن کی پہنچتی ہے جب اس کو ابکائی اور ہچکی بارو انی شکم عارض ہو مر جائے گا۔ اگر جراجت چند مقام پر ہو گی وجع اور ورم کی شدت ضرور ہو گی جیسے روؤس عضل خواہ عضلات کی تمامی کے مقامات جو عصباتی ہیں اور جب تک ورم پیدا نہ ہو یہی معلوم کرنا چاہئے کہ زخم اندرونی جانب میں ہے کہ انصراف مواد کا بطرف ان کے ہو پس جراحت کے واسطے کسی قدر مادہ نہیں پہنچتا ہے جو ورم پیدا کرے جو احکام اور قواعد باب قروح میں مذکور ہیں ان کا تامل بھی جراحات کی تدبیر میں درکار ہے اس لئے کہ اکثر امور قروح اور جروح کے مشترک ہیں اور وہاں تک ان احکام مشترکہ کا ذکر ہم نے فقط بایں غرض کیا کہ مناسبت اور موافقت دونوں میں تھی۔ بیان عام جراحات لحمیہ کا گوشت کا زخم یا سیدھی شکل پر اور بسیط ہوتا ہے یا گول اور دو اضلاع ہوتا ہے خواہ ایسا زخم ہو کہ مقدار گوشت کی کسی قدر گھٹ گئی ہو اور کبھی زخم ایسا گہرا ہوتا ہے کہ اندر کی طرف زیادہ اور باہر سے کم نظر آتا ہے اور کبھی کھلا ہوا کہ بخوبی باہر سے نظر آتا ہے جملہ اقسام جراحات کے خون کے بند کرنے میں یکساں ہیں اور یہ تدبیر سب کے واسطے مشترک ہے اور اس خاص تدبیر کے بیان کے واسطے ہم نے ایک باب جداگانہ تجویز کیا ہے۔ کبھی سیلان خون کا بقدر معتدل ہوتا ہے کہ اتنی مقدار پر خون کا نکلنا زخم کے واسطے مفید ہے کہ ورم کو مانع ہوتا ہے اور تبثیر یعنی پھنسی پھوڑا ہونا اور تپ بھی ہونے نہیں پاتی اس لئے کہ عمدہ تدبیرات جراحات کی یہی ہیں کہ زخم میں ورم پیدا نہ ہونے پائے اور جب ورم پیدا نہ ہو گا ہر طرح کا علاج اور ہر ایک طرح کی

تدبیر ہو سکے گی پھر اگر زخم کی جگہ میں ورم ہو خواہ ارض اور فسخ عارض ہوا ہو زخم کے در زون میں کسی قدر خون ایسا جمع ہو گا جسے آمادگی ورم پیدا کرنے کی خواہ قیح بن جانے کی ہوگی ایسے زخم کا علاج بدون اصلاح اور تدبیر اس خون کی ممکن نہ ہو گا پھر اس کا علاج بطور ورم کے کرنا چاہئے اگر مقام رض میں کسی قدر خون مجتمع ہوا ہو اور مقدار اس کی معتد بہ بھی ہو بہت جلد اس کے تحلیل کی تدبیر کرنی واجب ہے اس طرح پر کریں کہ اس کا حالہ قیح کی طرف ہو جائے اور تحلیل بھی اس کی کرنی چاہئے اور یہ غرض ہر ایک شے حار اور نرم سے پوری ہوتی ہے اور ان اشیاہ کا بیان اوپر ہو چکا ہے اور اس واسطے واجب ہے کہ سیلان خون کی اعانت کریں اگر نکلنے میں خون کے کسی قدر نقصان پیدا ہوا ہو پھر اگر زخم بسیط اور مستقیم ہو اور کسی قدر گوشت ساقط نہ ہوا اس کی تدبیر فقط بندش سے ہو سکتی ہے اور چکنائی اور رطوبت کے استعمال سے بچنا چاہئے اور حفاظت اس امر کی ضرور ہے کہ دونوں باڑھوں کے بیچ میں کوئی شے از قسم غبار اور بال وغیرہ کے نہ پہنچ جائے جو مانع التحام کی سی ہو اور مزاج اس عضو کا جو زخم رسیدہ ہے بھی بخوبی درست کرنا چاہئے اور خوب کوشش کرنی چاہئے کہ سوائے خون طبعی کے کسی طرح کا خون غیر طبعی کا جذب اس مقام تک نہ ہونے پائے۔ اگر زخم کی مقدار بڑ ہوا اور کنارے آپس میں نہ مل سکیں اس وجہ سے کہ وہ مستدیر ہے اور دور دور بوجہ پھیلنے کے ہو گئے ہیں یا اس کی شکل مختلف ہے خواہ کسی قدر جوہر لحم کا اس جگہ سے کم ہو گیا ہے اس کا علاج ٹانکے لگانے سے کرنا چاہئے اور بعد ٹانکے لگانے کے ایسی تدبیر جید درکار ہے کہ اس میں کسی قسم کی رطوبت جمع نہ ہونے پائے استعمال رادعات مخفف کا اور استعمال ملصقات کا جو آئندہ مذکور ہوتے ہیں اس غرض کو پورا کرے گا اگر زخم گہرا ہو اس کی بندش کبھی کافی ہوتی ہے اس کے الصاق میں اور کچھ کھولنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور کبھی بشرط امکان ہوتی بھی ہے اور یہ ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب بندش باستواری سے کچھ زخم کو فائدہ نہ ہو چنانچہ آئندہ ہم بہ تفصیل بیان کریں گے خصوصا جہاں پر بندش اصل

ہو گیا اور منہ زخم کا نیچے ہو اور بندش کی کچھ ضرورت نہیں ہوئی اسی طرح کبھی ساعد اور کف کو میں نے اس طرح لٹکا دیا ہے کہ زخم کا منہ ہمیشہ نیچے رہا اور ریم وغیرہ سب اسی منہ کی طرف سے نکل جانا کیا یہ قول جالینوس کا تھا میں کہتا ہے کبھی جراحت ایسے مقام پر واقع ہوتی ہے کہ بدون بالکل کاٹ ڈالنے کے اور عضو مجروح کے جدا کرنے کے کچھ چارہ نہیں ہوتا ہے اگر زخم سے بہت سا گوشت کٹ کر نکل گیا ہو اس وقت حاجت ایسی ادویہ کی ہوتی ہے جو نیا گوشت پیدا کریں اور فقط وہی دوا جو مجفف رطوبات اور مانع جذب مواد ہو کافی نہیں ہوتی بلکہ اکثر ایسی دوا مضر بھی ہوتی ہے جو مجفف اور مانع ہو اس واسطے کہ جس مادہ سے انبات لحم ہوتا ہے اس کو ردع کرتی ہے کبھی غور اور نقصان ہڈی کا ہوتا ہے کہ وہ گڑھا بتمامہ بھر نہیں سکتا ہے بلکہ وہ گڑھا باقی رہ جاتا ہے جیسے کبھی یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ دوا کے استعمال سے گوشت زیادہ از مقدار مطلوب پیدا ہوتا ہے جس مریض کے زخم میں گوشت جدید پیدا کرنا منظور ہو واجب ہے کہ غذائے محمود جید الکیموس اس کے واسطے تجویز کریں کبھی دوا جو منبت لحم ہوتی ہے اس میں یہ طاقت نہیں ہوتی کہ نئی جلد بھی پیدا کر دے بشرطیکہ جلد بالکل کٹ گئی ہو بلکہ اس جلد کی جگہ سخت گوشت ایسا پیدا کرتی ہے کہ اس پر بال نہیں اگتے۔ رگوں کا حال یہ ہے کہ اکثر ان کے شعبے جدید پیدا ہوتے ہیں اور مثل گوشت کے ان میں انبات از سر نو ہوتا ہے بعض اقسام جراحات کے ایسے ہیں کہ ان میں خطرہ زیادہ ہوتا ہے جیسے وہ زخم جو اعصاب اور عضل میں واقع ہو ان کا بیان ہم احوال عصب کے ہمراہ کریں گے اور اکثر ایسے جراحات کے تابع اعراض بد اور ردی ہوتے ہیں جس طرح کہ اکثر زخم کنارہ عضل کا بغیر لون اور سقوط نبض پیدا کرتا ہے اور نقوط نبض بعد تواتر اور سفر کے عارض ہوتا ہے اور نوبت غشی کی پہنچتی ہے اور قوت ساقط ہو جاتی ہے اور کبھی ایسے زخم کے بعد تشنج بھی پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح وہ زخم جو زانو کے آگے نزدیک رصفہ یعنی اس ہڈی کے جو بطور ڈھکنے کے واقع ہے پہنچے کہ اس کے بعد یہی اعراض بد اور منکر پیدا ہوتے ہیں اور وہ

اعراض مہلک ہیں کمتر ان سے جانبری ہوتی ہے اگر ایسے جراحات میں جو عضل پر واقع ہوں تشنج واقع ہو سکے اس عضلہ کو عرض میں قطع کر دینا چاہئے اور اس کے فعل کے بطلان پر راضی ہونا چاہئے لیکن جب تک اصلاح تشنج کی ہو سکے اس تدبیر میں تاخیر کرنی چاہئے خواہ اگر اختلاط عقل کی تدبیر کسی اور ذریعہ سے ممکن ہو عضلہ کو قطع نہ کریں گے یہی حال رکبہ یعنی زانو کے جراحت کا ہے اور یہی ضرر اس سے بھی متوقع ہوتا ہے اور کبھی احتیاج شق صلیبی کی ہوتی ہے یعنی اس شکل کا چاک اور احتیاط مقتضی اس کی ہوتی ہے کہ اس کے اورام اور قروح میں فصد اور اسہال سے مدد چاہئے اور التحام کو منع کریں تاانیکہ دونوں سرے بخوبی مل جائیں اور پھر تدبیر التحام کی کریں۔

ادویہ منبت لحم اور ادویہ خاتمہ اور اکالہ کا بیان

دوائے منبت لحم وہی ہے جو خون صحیح کو بستہ سے گوشت بنا دے اگر ایسی دوا میں تجفیف زیادہ ہو خون کے درد کو موضع جراحت میں روکے پس مادہ گوشت بننے کا پیدا نہ ہوگا اور گر دوائیں رغبت جلا کی زیادہ ہوگی خون کو رقیق اور رسائل کر کے جو مادہ موجدہ لحم ہے اسے مفقود کر دے گی لہذا واجب ہے کہ اس دوا میں نہ جلائے شدید ہو ورنہ وہ تجفیف ہو بلکہ ایک حد معین پر تجفیف بھی ہو اور کسی قدر جلا بھی کہ ریم وغیر کو پاک کر دے اور زیادہ قبض معتد بہ کی ضرورت نہیں ہے اور حرارت اور برودت میں یہ دوا بقدر احتیاج جراحات اور قرحہ کی محتاج ہے اگر حرارت زائل ہونے والی ہو علاج بالتقید کریں کہ زوال ہو جائے اور اگر جراحت غیر رائلہ ہو یعنی اس کا زوال بقدر معتد بہ نہ ہوتا ہو بلکہ کسی قدر باقی رہی ہو اس کا علاج بالمثل اور بالشاکل کرنا چاہئے کہ حار کا حار سے اور اس کا بارد سے اور تاثیر دوا کی مراعات بھی واجب ہے یعنی جس مقام پر اور جس موضع پر دوا لگائی گئی ہو اس کا حال بھی ہر وقت ملحوظ رہے اس لئے کہ اگر بافراط استعمال ہو گا خرابی مزاج عضو کی زیادہ ہو جائے گی۔ ادویہ ملحمہ وہی ہیں جو زخم کی دونوں باڑ ہوں گو اگر پھیلی ہوں ملا دیں اور اس دوا کو زیادہ احتیاج تصرف اور عمل کی زخم میں

نہیں ہوتی فقط زخم کے سطح میں اثر کر کے بوجہ اسی نداوت اور نرمی کے جو کہ جوہر سطح میں اور دونوں سروں میں زخم کے ہے وصل پیدا کر دیتی ہے اور اگر کسی قدر خون موجود ہو یہ دوائے ملحم خون کی تجفیف کر کے اس قدر خون جو الطاق زخم کے واسطے کافی ہو چھوڑ دیتی ہے اور تجفیف خون کی اتنی جلد کرتی ہے کہ پیچ نہیں پڑنے پاتی اور یہ بات اس دوا سے جب ہی ممکن ہوتی ہے کہ قوت تجفیف کی اس میں زیادہ ہو لیکن ضرور ہے کہ اس میں قوت جلا کی نہ ہو اس لئے کہ جلا اور التحام میں ضد ہے وجہ یہ ہے کہ غرض اس دوا کے استعمال سے یہ ہے کہ جو خون موجود اور حاصل ہے اس میں لس اور چپک پیدا کرے اور جالی دوا سے یہ خون رقیق ہو کر بھر جائے گا اور جس مادہ کے پیدا ہونے سے امید چسپیدگی کی ہے وہ مادہ کم ہو جائے گا اور خون جس سے وہ مادہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی کم ہو جائے گا یہ دوائے ملحم تجفیف کے نقصان کی محتاج نہیں ہے جیسے کہ منبت لحم کو اس کی حاجت ہے اس لئے کہ منبت لحم کو حاجت یہ ہے کہ مادہ سیلان کر کے اس کی طرف آئے اور تجفیف اس سیلان کو منع کرتی ہے اور دوائے ملحمہ محتاج مادہ کی نہیں ہے بلکہ جو مادہ موجود ہے اسی میں اثر کرتی ہے لہذا اس کو تجفیف قوی اور قبض اندک کی حاجت ہے جو دوا مدمل اور خاتم ہے یعنی زخم میں پپڑی پڑنے کی غرض سے مستعمل ہوتی ہے اسے احتیاج قبض کی ان دونوں سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ اس دوا کو حاجت خشک کرنے اس شے کی جو بالطبع خشک ہے یعنی جلد میں جو رطوبت زخم کی ہے اس کے خشک کرنے کے بعد جلد میں بھی جب خشکی پیدا ہو اس وقت تک اس دوا کو فعل تجفیف کرنا پڑتا ہے اور رطوبت غریبہ اور رطوبت اصلیہ دونوں کو فنا کرنا اس دوا کو لازم ہوتا ہے اور وہ تینوں اقسام فقط رطوبت غریبہ کو خشک کرتے ہیں اور رطوبت اصلی میں اسی قدر خشکی پیدا کرنے کی ان کو ضرورت ہے کہ چسپیدگی پیدا ہو اور قوام غلیظ ہو جائے اور جوہر اصلی رطوبت میں کمی نہ ہونے پائے جو دوا اکال ہے اور گوشت گرا دینے کے واسطے خواہ کم کرنے کی غرض سے مستعمل ہوتی ہے اس میں جلا کی زیادہ ضرورت

ہے۔زخم وغیرہ کا چاک کرنا کھولنے کے واسطے جالینوس کا قول یہ ہے کہ زخم کا جو مقام زیادہ بلند ہو اسی جگہ سے چاک کرنا چاہئے اور جو مقام رکیک خواہ رقیق اور پتلا ہو وہاں پر چاک کرنا چاہئے اور شگاف کا منہ اس طرف ہو جدھر مادہ قیح وغیرہ جاری ہو کر نکل جائے اور اس کی نکاس اسفل کی طرف ہونی چاہئے جیسا اوپر بیان بھی ہو چکا ہے سب اچھی طرح ملحوظ رہیں اور خراجات اور پھوڑے چاک کرنے میں جو جو شروط اور قواعد لکھے گئے ان کو دوبارہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے سوائے ان مقامات کے جن کو ہم نے مستثنیٰ کر دیا ہے کہ وہاں ضرورت اس حفاظت کی نہیں ہے اور سب جگہ ضرور ہے کہ قواعد کا لحاظ رکھیں ہاں البتہ اربعہ یعنی کش ران اور زیر بغل میں چاک اس طرح پر کریں کہ جلد کے ہمراہ کسی قدر اندر دار بھی چاک کا اثر پہنچ جائے بعد ازاں اس پر مجففات ایسے رکھیں جن میں لذع نہ ہو اور وہ مجففات جلد اول ادویہ مفردہ میں بخوبی اور بتفصیل تمام ہم نے لکھ دیئے ہیں۔دقاق کندر ایسے وقت کندر سے افضل ہے اس لئے کہ دقاق کندر میں قبض بہت زیادہ ہے جراحات اور زخم کا علاج اگر چاک کرنے کے ذریعہ سے کریں افضل یہ ہے کہ پانی اس مقام پر نہ لگنے پائے اور اگر مریض کو بے استحمام کئے ہوئے چارہ نہ ہو جیسے ہنود وغیرہ پس واجب ہے کہ زخم کو مرہم وغیرہ سے چھپا لیں تاکہ اثر پانی کا زخم تک نہ پہنچے خواہ تیل میں کپڑا ڈبو کر زخم کے اوپر رکھ لیں جو آب حمام اور رطوبات حمام میں اور پانی میں حائل ہو خواہ کوئی اور حیلہ اور تدبیر جس طرح ممکن ہو اسے کریں تدبیر ان زخموں کی جن میں ورم اور درد ہو ایسے جراحات اور زخم محتاج نرمی اور رفق کے ہوتے ہیں اور اس کا اعتقاد بالجزم کرنا چاہئے کہ اندمال جراحت کا بدون تسکین ورم کے نہیں ہو سکتا ہے اور ورم کی تسکین اسی چیز سے ہوگی جس میں اول تبرید اور تخفیف ہو اور اس اثر کے بعد دوسرا اثر رخا کا بھی اس دوا میں موجود ہو۔اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ ایسے جراحات کا علاج مجملاً وہی ہے کہ ادرار کا علاج جس طرح ہوتا ہے اور خاص علاج ایسے زخموں کا ازسرتاپا ایسا جس کا نفع عام ہے اور جملہ

اعضا میں فائدہ اس کا تیقس ہے یہ ہے کہ ایک انار شیریں لے کر شراب عفص میں اسے پختہ کریں اور موضع مجروح کے اوپر ضماد کریں واجب ہے کہ حال ورم کا بغور تامل دیکھیں کہ انجام کار اس کا کس طرف ہونے والا ہے مثلاً اگر مرہم سیاہ کا استعمال کریں اور اس کے استعمال سے سرخی اس کی بڑھتی جائے اور چھالے پیدا ہونے لگیں اس وقت مبردات کی طرف زیادہ مائل ہونا چاہئے اور مرہم ابیض کا استعمال مناسب ہوگا اور اگر پہلے خواہ بعد استعمال مرہم اسود کے استعمال مرہم ابیض کا کیا ہو اور تربل خواہ صلابت زخم کی بڑھتی ہو پھر استعمال مرہم اسود کا کریں گے۔

جراحات احشا ظاہری اور باطنی کی تدبیر کلی کا بیان باطن میں کسی عضو کے شق ہونے کا خواہ پھٹ جانے کا اگر احتمال ہو اس کے علاج کی غرض یہ ہے کہ پھر سے التمام ہو جائے اور اندر کی طرف خون منجمد نہ ہونے پائے اور نزف خون بطرف خارج کے بھی نہ ہونے پائے پہلے دو غرض کے پورا کرنے کے واسطے اگر بلا بس یعنی خشخاش زیدی کو سرکہ میں پختہ کر کے استعمال کریں بر آمد کار ہو جائے گا یا قنطوریوں کبیر ایک درہم خوراک اختیار کریں جب بھی مراد حاصل ہوگی اور گل مختوم ایسی شے ہے کہ اس کے استعمال کے بعد پھر دوسری دوا کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ اور تیسری غرض یعنی منع نزف الدم کے واسطے ڈیڑھ دانگ بزرالبنج ماء العسل کے ہمراہ استعمال کریں خواہ جملہ ادویہ جو باب نزف الدم میں مذکور ہو چکیں ان میں سے چاہیں اختیار کریں جو زخم اور شگاف ظاہر میں ہو اس کے واسطے قول بقراط عالم کا یہ ہے کہ اگر مراق بطن کو پھاڑ کے بعض امعا باہر نکل آئی ہو اس وقت پہلے اس بات کو جاننا چاہئے کہ امعا کیونکر آپس میں ملائی جائیں گی اور ان کے انضمام کی کیا تدبیر ہے اور ان کے اندر لے جانے کی کیا صورت اچھی پیدا ہو سکتی ہے اور اگر ثرب یعنی پردہ خاص باہر نکل آئی ہے اس وقت اس کی تدبیر میں خیال واجب یہ ہے دیکھیں کہ استوار بندش سے اس کی بندش مناسب ہے یا نہیں اور اس بندش سے جراحت میں اتصال ہوگا یا نہ ہوگا اور ٹانکے

لگانے کی گنجائش ہے یا نہیں۔ جالینوس نے تشریح مراق کو ذکر کیا ہے اور ہم نے بھی تشریح میں ان کا بیان کر دیا ہے جالینوس کا قول تو یہ ہے کہ بموجب بیان مذکور تشریح کے مناسب یہی ہے کہ اگر موضع بہرہ یعنی وسط بند میں خرق اور شگاف عارض ہوا ہے موضع خپرین میں ٹانکے لگانا خواہ اور تدبیر کرنا کمتر خطرناک ہے اور خصران دونوں جانب داہنے اور بائیں طرف میں بمقدار چار انگشت کے بہرہ یعنی درمیا جسم سے واقع ہیں۔ جالینوس کہتا ہے اگر شق موضع بہرہ میں واقع ہوگا ضرور امعا بھی نکل آئیں گے اور امعا کا پھر اندر کی طرف پھیرنا ضرور دشوار ہوگا اس لئے کہ امعا کو جو چیز روکے ہوئے تھی وہی دو عضلے تھے جو بول بدن میں اترے ہیں سینہ سے تا استخوان عانہ اور اسی وجہ سے جب ایک عضلہ بھی ان دونوں میں سے منخرف اور کج ہو جائے گا بعض امعا بطرف خارج کے ضرور نکل آئیں گی اور امعا کے باہر نکل آنے سے شگاف اور زخم میں نتو اور رطبدی پیدا ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عضلہ چپرین میں ہے اس کی تنگ گیری سے یہ رکی ہوتی تھی اور وسط میں کوئی اور عضلہ قوی ایسا نہیں ہے جو اسے رک رکھے پھر اگر ایسے اسباب آمادہ اور مہیا ہوں کہ جراحت عظیم ہو جائے چند امعا باہر نکل آئیں گے اس وقت ان کا اندر داخل کرنا اور اپنی اصلی جگہ پر واپس کرنا بہت دشوار کام ہے اور چھوٹے چھوٹے زخم میں بھی اگر ادخال امعا کا بہت جلد نہ کیا جائے پھول کر غلیظ ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قدر ریح پیدا ہوتی ہے اسی کے پیدا ہونے سے زخم پھول جاتا ہے اور اسی وجہ سے فرق اور شگاف اندر داخل نہیں ہوتا اسی وجہ سے اسلم جراحات وہی ہے کہ باوجودیکہ مراق کو اسے پھاڑ ڈالا ہو مگر مقدار اس کی عظم اور صغر میں معتدل ہو۔ پھر جالینوس نے کہا ہے کہ ایسے زخم کا علاج محتاج چند اشیاء کا ہے پہلے تو امعا کو اندر کی طرف پھیر لے جانا اور جو آنت باہر کی طرف نکل آئی ہے اسے اپنی خاص جگہ پر پہنچا دینا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ بعد اس کے کہ اس کو اپنے اصلی مقام پر پہنچا دیں ٹانکے لگا کر تیسرے یہ

کہ بعد ان کے لگانے کے اسپر دوائے موافق اور مناسب لگائیں چوتھے اس امر کا خیال رہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ اعضائے شریف کو ان تدبیرات کی وجہ سے کسی طرح کا ضرر خواہ ایذا نہ پہنچے اب میں کہتا ہوں کہ اگر زخم بوجہ چھوٹے ہونے کے ایسا ہو کہ جو آنت باہر نکل آئی ہے وہ اندر بیٹھ نہ سکے اس وقت معالج پر واجب ہے کہ تحلیل اس ریح کی کرے جس سے انتفاخ پیدا ہوا ہے یا اس شگاف کو بڑھا دے اور ریح کا متحلل کر دینا زخم کے بڑھانے سے بہتر ہے اگر قدرت تحلیل پر ہو آنت کے پھول جانے کا سبب برودت ہوا کی ہے اس وجہ سے واجب ہے کہ اسفنج کاٹ کر آب گرم میں ڈبوئیں اور نچوڑ کر سینک لگریں شراب خالص کے ذریعہ سے اگر تکمید کریں گے ایسے موضع پر وہ بھی نافع ہوگی اس واسطے کہ شراب میں تسخین پانی کی تسخین سے زیادہ ہے اور امعا کو قوت بھی دیتی ہے پھر اگر امعا متحلل نہ ہو اور یہ علاج کچھ اثر نہ کرے اس وقت زخم کے بڑھانے کی تدبیر کرنی چاہئے اور بہت مناسب آلہ جس سے زخم کو بڑھائیں وہ آلہ ہے جو بنام میط نواصیر معروف ہے اور وہ چھریاں اور چاکو جو چاک کرنے کے واسطے جراح لوگ بہت تیز بناتے ہیں اور اسی طرح جن کے دونوں سرے بہت تیز ہوتے ہیں ان سے حذر کرنا چاہئے بہت مناسب شکل مریض کی کھڑے کرنے کی بشرطیکہ جراحت نیچے کے دھڑ میں ہو یہ شکل ہے کہ اسے الٹا کھڑا کریں اور اگر زخم اوپر کے دھڑ میں ہے اس کے ٹھہرانے کی شکل سیدھا کھڑا رہنا اور دونوں صورتوں میں غرض اصلی مریض کے ٹھہرانے کی یہی ہے کہ جو آنت باہر نکل آئی ہے اس پر اور امعا کا بوجھ نہ پڑنے پائے جب اس غرض پر اطلاع حاصل ہوئی واضع ہوا کہ اگر زخم داہنی جانب ہوگا مریض کو بائیں جانب میلان ضرور کرنا چاہئے اور اگر زخم بائیں ہو داہنے شق کی سیلان ضرور چاہئے یعنی جانب زخم کے اوپر اور خلاف چھ مرکز ثقل میں ہونی چاہئے اور یہ باقاعدہ جمیع اقسام جراحات میں عام ہے اور عظیم النفع ہے اور آنت کا اسی مقام پر محفوظ رہنا جس مواضع سے اسے خصوصیت ہے بعد ازانکہ

وہ اندر کی طرف داخل کر دی جائے بشرطیکہ جراحت عظیم ہو اس بات کے پورے ہونے کے واسطے ایک چوڑی رسن خواہ تسمہ چمڑے کا درکار ہوگا اور اس سے غرض یہ ہے کہ مقام اس جراحت کا باہر سے ہاتھ میں گرفت کر کے دونوں سرے زخم کے ملا دیئے چاہئے کہ دونوں کو یکجا کر کے جس در ضرورت ہے پھوڑا تھوڑا کھولتے جائیں اور آنت کو اندر داخل کرتے جائیں خواہ ٹانکے لگاتے ہیں اور جہاں ٹانکے لگا چکے ہیں اسے بھی زور سے گرفت کئے ہیں ایسا نہ ہو کہ ٹانکا ٹوٹ جائے خواہ ڈھیلا ہو جائے تا اینکہ تمام زخم کے ٹانکے لگ جائیں اور راستواری خیاطت سے فراغ حاصل ہو اگر تسمہ وغیرہ سے بندش نہ ہوگی یہ صفائی اور درستی نہ حاصل ہوگی اب میں اندر کے ٹانکے لگانے کی ترکیب عمدہ بیان کرتا ہوں کہ اس طور سے زخم اندرونی کا سینا اور ٹانکے لگانا بہت عمدہ اور بے خطر ہے پس کہتا ہوں کہ چونکہ غرض اصلی خیاطت اور ٹانکے لگانے سے یہی ہے کہ مابین صفاق اور مراق کے وصل پیدا ہو لہذا واجب ہے ابتدا دوخت اور ٹانکے لگانے کی اس طرح پر کرنی چاہئے کہ باہر سے سوئی اندر کی طرف دبائیں اور ہر ایک ڈوب کی ابتدا باہر کی طرف سے کریں جب سوئی ڈوب جائے اور اس عضلہ تک پہنچے جو طول بندن میں سیدھا پہنچا ہے اس وقت کہ پردہ کا وہ سرا جو اسی باڑھ کی طرف واقع ہے اس میں سوئی کو زیادہ نافذ نہ کریں بلکہ اس سے نکال کر دوسرا سرا صفاق کا اندر سے لے کر سوئی کو اس میں پیوست کریں کہ اندر ہی پھر دوسری باڑھ میں مراق کی سوئی کی نوک داخل ہو اور باہر نکل آئے اور جس طرف زخم ہے ادھر پورا ڈوب لگانا ضرور ہے یعنی جدھر زخم مائل ہے ادھر کا سرا اور پار ٹانکے میں داخل ہو جائے ایسا نہ ہو کہ ادھر اوچھا ڈوب رہے کہ اس کے کھل جانے کا زیادہ خوف ہے اور پورا ڈوب صفاق کے اس جانب میں لگا کر باہر بطرف جلد کے سوئی کو نکال لائیں اور دونوں سرے کو مع اس جلد بیرونی کے وصل کر دیں جدھر زخم کا میلان ہے پھر سوئی کو اندر کی طرف لے جائیں اور دوسرا سرا صفاق کا جو جانب مخالف میلان زخم کے ہے اسے دوخت کریں اور اسی طرح

ہر ایک ٹانکے کو پورا کریں کہ جس طرف زخم مائل ہے ادھر کا سرا صفاق کا اور جلد بہ نسبت دوسری جانب کے زیادہ ملاتے ہیں اور اس کی دوخت میں استحکام زیادہ ملحوظ رہے اور ٹانکے لگانے والے اس ترکیب کو اپنے محاورہ میں کہتے ہیں کہ ایک طرف زیادہ دبا دے کہ ٹانکا گہرا لگے اور دوسری طرف اوچھا ٹانکا لگانا چاہئے دو ٹانکے کے درمیان میں فاصلہ میں دوری کی تعداد یہ ہے کہ زیادہ فاصلہ نہ ہونا چاہئے بلکہ جس قدر گھنے اور قریب قریب ٹانکے بطور رنیہ کے ہوں وہی بہتر ہے۔ پھر زیادہ اتصال میں یہ ضرر ہے کہ چونکہ سوراخ روزون کے متصل ہوں گے احتمال ہے کہ سب روزن مل کر ایک ہو جائے اور چاک سا پیدا ہو کر فائدہ دوخت کا برطرف ہو جائے یعنی سب ٹانکے کھل جائیں اور دونوں باڑھیں الگ الگ ہو جائیں جیسے بہت دور ٹانکے لگانے میں خوف یہ ہے کہ بخوبی وصل پیدا نہ ہو گا لہذا واجب ہے کہ فاصلہ مناسب چھوڑ کر ٹانکے لگائیں جس ڈورے سے ٹانکے لگاتے ہیں اگر سخت اور مفتولی ہو گا تقرز یعنی روانی خون زخم اور دندانہ دوخت کے پھاڑ ڈالنے پر معین ہو گا اور اگر کم زور مثل کچے تاگے کے ہو گا خود ہی ٹوٹ جائے گا لہذا ایسا ڈورا اختیار کرنا چاہئے کہ درمیان بٹے ہوئے اور بدون بٹے ہوئے کے ہو یعنی کسی قدر بٹ لیں کہ اس میں استحکام بھی پیدا ہو اور محض کچا دھاگا بھی نہ ہو اسی طرح اگر پوری جلد میں سوئی کو داخل کریں گے اگرچہ چھی جانے سے امن ہو گی لیکن زخم کے اندر خواہ باہر بہت سے اجزا ایسے رہ جائیں گے کہ ان کا التحام درست نہ ہو گا اور بہت سے اجزا چھوٹ جائیں گے کہ ان میں فصل پیدا نہ ہوتا لہذا اس میں بھی جانب اعتدال ملحوظ رہے۔ جالینوس نے یہ بھی کہا ہے کہ زخم شکم کے ٹانکے لگاتے ہیں غرض یہ ہے کہ صفاق مراق سے پیوند ہو جائے اس لئے کہ اس کے اتصاق اور پیوند ہونے میں دشواری ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ صفاق عضو عصبانی ہے بعض لوگ اس طرح پر ٹانکے لگاتے ہیں کہ جو باڑھ مراق کے خارج کی طرف ہو اس میں سوئی گزر کے اندرونی باڑھ میں اسے داخل کرتے ہیں اور دونوں کنارے صفاق کو

چھوڑتے ہیں اور پھر جب ڈوب پورا ہو گیا دوسرا ٹانکا لگاتے ہیں اور کسی ٹانکے میں صفاق کا کسی قدر جز شامل نہیں رکھتے اور بعد ازاں دوسری طرف سے صفاق میں بھی ایک ٹانکا جداگانہ اس طرح پر لگاتے ہیں یعنی مراق کے ٹانکے الگ اور صفاق کے الگ رہتے ہیں ایسا نہیں کرتے کہ چاردن تہ صفاق اور مراق کے یکجا کر کے ایک ہی ٹانکے میں داخل کرتے ہوں اور اس طرح کی خیاطت اگرچہ ایک قسم کی ایذا پیدا کرتی ہے اور جب تک خیاطت سے فراغ نہیں ہوتا ہے زخمی کو تکلیف زیادہ اٹھانا پڑتی ہے لیکن نہایت درجہ کا استحکام پیدا ہوتا ہے اور عوام جراح جو کہ چاردن تہ کو یکجا کر کے ایک ہی ٹانکا لگاتے ہیں گو وہ جلد لگا دیتے ہیں مگر اس طرح کی خیاطت میں وہی ضرر تقرز اور چھی جانے کا جو ہم نے بہت متصل بخیہ کا حال بیان کیا ہے اس میں بھی مظنون ہے جیسے بعض درزی کپڑا چوتہ ایک ہی ڈوب میں سی دیتے ہیں کہ اس درحت کا بھی وہی حال خراب نظر آتا ہے اور صفاق اور مراق کے اللگ الگ سینے میں کبھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ صفاق مراق کے پیچھے چھپ کر اتصال محکم پیدا کرتی ہے۔ پھر اسی حکیم نے کہا ہے کہ بعد ٹانکے لگانے کے ادویہ ملحمہ کا استعمال کرنا چاہئے بندش کی حاجت ایسے جراحت میں زیادہ ہے اور صوف کو سریش اور روغن زیت میں بھگو کر ربعین اور رصانیین پر اس طرح لپٹیں کہ چاروں طرف سے لپٹ جائیں اور بعض ادویہ ملینہ سے جیسے ادھان اور لعابات زخمی کو حقنہ دینے کی بھی ضرورت ہے اگر جراحت امعا تک پہنچے گی اور آنت نکل کر باہر پہنچ گئی ہو اس کی بھی تدبیر وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے مگر اس وقت حقنہ شراب اسود اور قابض سے کرنا چاہئے جو نیم گرم ہو خصوصا اگر جراحت نافذ ہو کر معائے صائم تک پہنچی ہو اس کے اچھے ہو جانے کا یقین نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جرم اس کا رقیق ہے اور رگوں کی اس معا میں کثرت ہے اور طبیعت معاء صائم کی قریب طبیعت عصب کے ہے اور بکثرت انصباب مرار کا اس پر ہوتا ہے اور حرارت اس کی شدید ہے اس لئے کہ معاء صائم بہ نسبت اور امعا کے جگر سے زیادہ

قریب ہے اس کا زخم کیونکر اچھا ہو سکتا ہے اور اسافل بطن کی جراحت میں ہم کو دوا کرنے اور تدبیرات کی جسارت اس جہت سے ہوتی ہے کہ ان مقامات کی طبیعت لحمی ہے اور لحم کا الصاق اور پیوند زیادہ ممکن ہے بہ نسبت عصب کے۔ جالینوس نے کتاب حیلۃ البر میں کہا ہے کہ غرض معالج کی بروقت پھٹ جانے مراق بطنی مع صفاق کے یہ ہونی چاہئے کہ اس میں ایسے ٹانکے لگائے جائیں تا کہ صفاق اور مراق میں باہم اتصال پیدا ہو جائے اس لئے کہ یہ عضو عصبانی ہے اور التحام دیر میں قبول کرتا ہے اور یہ غرض اسی طرح کے ٹانکے سے پوری ہو سکتی ہے کہ ویسے ٹانکے درست اور مضبوط لگائے جائیں جو ہم نے بیان کر دیئے ہیں کہ ان ٹانکوں سے جمع اور چسپیدگی پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک ڈوب میں واجب ہے کہ مراق کے ساتھ صفاق کی بھی دوخت ہوتی رہے وہ کہتا ہے جب کوئی آنت باہر نکل آئے شراب اسود قوی لا کر کر گرم کریں اور اس میں صوف کو ڈبو کے آنت پر رکھیں تا کہ اس کا انتفاخ کم ہو جائے اور سمٹ جائے اور اگر شراب مذکور دستیاب نہ ہو بعض اور میاہ قابضہ جو بقوت قبض پیدا کرتے ہیں انہیں استعمال کریں اگر وہ بھی نہ ملیں فقط آب گرم سے تکمید کرنی چاہئے تا کہ انتفاخ امعا کا برطرف ہو جائے اگر اس قدر نہ سمٹے کہ اندر داخل ہو سکے زخم کو زیادہ چاک کر دینا چاہئے بقراط نے کہا ہے کہ اگر ثرب بطن بوجہ کسی جراحت کے باہر نکل آئے اگر چہ تھوڑی دیر باہر رہے گی مگر عفونت ضرور پیدا ہو گی اور ثرب میں یہ بات بہ نسبت اور امعا کے زیادہ ہے اور نیز بہ نسبت جگر کے اس لئے کہ امعا اور اطراف کبد اگر دیر تک خارج میں ٹھہریں گے تا اینکہ برودت خارج بھی ان میں اثر کر کے انہیں سرد کر دے پھر بھی جب انہیں اندر کی طرف داخل کریں گے اور زخم پور جائے گا امعا اور اطراف جگر اپنی طبیعت اصلی کی طرف عود کریں گے او ثرب کا حال ایسا نہیں ہے اگر تھوڑی دیر بھی خارج میں ٹھہرے گی اور پھر اسے اندر رد کریں گے جو مقدار باہر آئی ہے وہ ضرور متعفن ہو جائے گی اسی واسطے اطبا نے تجویز کیا ہے کہ جس قدر باہر نکلتی ہے اسے فورا

زخم اور شگاف ملتحم ہو جائے بشرطیکہ زخم بڑا نہ ہو اور شگاف بھی زیادہ واقع نہ ہوا ہو ایک ہی اس کے گرداگرد لپیٹ دیسی جاہئے اور اگر زخم اور شگاف عظیم ہو اس کی بندش کے واسطے رفادہ مثلث درکار ہے۔ اگر مقام پھر زخم کا ممتلی ہو اور خالی جگہ نہ ہو باوجود بندش مثلثی کے خیاطت اور ٹانکے لگانا بھی ضرور ہے اور بندش بطور مثلث کے نہایت عمدہ ہے بہ نسبت رفادہ مربع کے تمام اقسام میں جراحت اور شگاف کے اس لئے کہ بندش بطور مثلث کے فقط چاک اور شگاف کو سمیٹتی ہے اور ایسی بندش اس صورت پر ہوتی ہے اور بندش بطور مربع فقط شگاف اور چاک کو یکجا کرتی ہے چاہئے کہ چاک کا خط مستقیم درمیان دونوں مثلثوں کے ہو اور دونوں رفادہ بشکل مثلث کے ان میں سے فرض کرو ایک ب ہے اور دوسرا ج ہے یہ دونوں درست باندھے جاتے ہیں اسی شکل پر جو اوپر لکھی ہوئی ہے پھر جس وقت بندش اس موضع کی درست ہو جائے اور دونوں سروں سے رباط کی استواری ہو اس صورت میں گرفت رباط کے موضع شگافتہ کی بہت مستحکم ہوگی بہ نسبت اس کے کہ بندش مربع ہوتی اس واسطے زخم کے ملانے کے واسطے سوائے دوسرے والے رباط کے اکہرا جائز نہیں ہے اور انہیں رفادہ مثلثہ کہتے ہیں اور شکل بندش کی یہ ہے جالینوس نے کتاب حیلۃ البر میں لکھا ہے کہ ایک شخص کے ایسا زخم کاری لگا تھا کہ اس کا غار قریب اربیہ کے پہنچا تھا اور زخم کا منہ قریب رکبہ کے تھا جالینوس کہتا ہے کہ ہم نے اس زخم کو بدون چاک کرنے کے اچھا کیا ہے اس تدبیر سے کہ اس کے رکبہ کے نیچے قاذ یعنی آلہ آہنی کو جس سے زمین کو پھاڑتے ہیں جیسے قلبہ خواہ پھاڑ دار کھ کر رکبہ کو اونچا کر دیا اور اتنا سید ھا کیا کہ اس زخم کا منہ اونچا ہو گیا اور بسہولت یہ تدبیر واقع ہوئی اسی طرح ہم نے بہت سے زخم جو ساق اور ساعد میں تھے ان کو بھی بآسانی اچھا کر دیا پھر جالینوس کہتا ہے جو تجربہ اور مشاہدہ کرے گا اسے بے شک معلوم ہو جائے گا کہ جو زخم ایسے لگتے ہیں کہ ان کا خون مدہ ہونے محتاج ہوتا ہے یعنی ان کی صحت موقوف اس بات پر ہے کہ مدہ پڑے تب صحت پیدا ہوگی پس خون کا

عرض میں واقع ہو اس کی دونوں باڑھوں میں بعد اور فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے دونوں سروں کے خوب ملانے اور وصل کرنے کی حاجت زیادہ ہوتی ہے اور اہتمام شدید درستی ممکن نہیں ہوتی ہے خصوصا اگر ایسے زخم کا وقوع موجب نقصان لحم کے ہو اور جو زخم طول میں واقع ہوا ہے اسی قدر حاجت شدید بطرف اہتمام کے نہیں کہ جو دوائے ملحم خشک چھڑکی جاتی ہے بطور ذرور کے اس کا زیادہ قوی ہونا درکار نہیں ہے بہ نسبت ادہان اور قیروطی کے اور ادہان اور قیروطی کی طرف حاجت اس جہت سے ہے کہ خشک دوائیں خصوصا جیسے مردار سنگ خواہ اور ادویہ معدنی قعر زخم میں در نہیں آتی ہیں اور نہ مسامات میں در آتی ہیں جب انہیں ادہیہ سے قیروطی بنائیں اب ان کا اثر بآسانی اندر تک پہنچ جائے گا اور سیلان دہن کا جہاں تک اس دوا کو پہنچنا ضرور ہے وہاں تک پہنچا دے گا یا ادویہ ملحمہ کبھی از قسم معدنیات کے ہوتی ہیں اور کبھی نباتات کے قسم سے ہوتی ہیں اور کبھی از قسم حیوانات کے ہوتی ہیں اور ہر قسم میں سے ہر طرح کی دوا ہوتی ہے یعنی نباتات میں شاخ اور برگ اور بیخ اور تخم اور حیوانات میں ہر عضو خواہ تمام اعضا علی ہذا القیاس معدنیات میں سے جیسے سفیدہ روغن آس میں اور موم میں داخل کریں اور نبات میں اوراق یعنی برگ بلوط الذکر کا ضماد کریں خواہ ورق بید سادہ کو اور ورق کرنب اور برگ درخت سیب اور پوست ریشہائے باریک درخت سیب اور برگ بارتنگ اور برگ خلفہ سرکہ یا تھوڑی سی شراب میں بھگو کر استعمال کریں خصوصا برگ صنوبر تر اور پوست ریشہائے باریک اس کے اور برگ سرد اور اس کی شاخیں اور برگ قنطافلون ہمراہ شہد کے صموغ میں علک البطم بالتخصیص جب زخم قریب اعصاب کبیرہ کے ہو۔

ثمرات اور جنوب میں جوز تازہ پانی میں پیس کر اور نمک یا شراب کو برگ حماض اور برگ چقندر یا کاہو کی پتی خواہ امرود جنگلی کی پتی میں جوش دیں اور اس میں اتنا فائدہ زیادہ ہے کہ مانع نزلہ بھی ہے اور جوز السرو اور ثوم جلا کر اور غبار آسیا اور

موئے سوختہ خصوصا مشائخ کے واسطے ہمراہ موم اور روغن گل کے پھولوں میں جیسے بندھی ہوئی کلی زعرور اور گیارہ ذنب الخیل خصوصا اگر قریب بہ خشو کسی عضو کے جراحت واقع ہو خواہ نزدیک تخم کے ہو یا عضلات کے سروں کے قریب زخم پڑ گیا ہو حیوانات میں جس کا دودھ ترش ہے الصاق زخم اور جراحات عظیم کا کرتا ہے مرکبات میں دوائے ماروفس اور دوائے ذہبی اور دوائے سقرلادس اور دوائے الخلاف ہمراہ مشکطر امستیع کے اور مرہم کتان ادویہ مدملہ اور خاتمہ جراحت وغیرہ کے ان دواؤں کے طبائع اور اوصاف کا بیان بخوبی ہو چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ذرور میں اتنی قوت درکار نہیں ہے جس قدر مرہم میں ہونی چاہئے اب اتنا اور جاننا چاہئے کہ اس طرح سے دوائیں اس وقت استعمال نہ کی جائیں جب سطح گوشت سخت کی جلد سے بخوبی برابر نہ ہو جائے جو گوشت نرم ہے کبھی برابر ہوتا ہے اور کبھی زیادہ بھی ہو جاتا ہے لیکن جب اس میں خشکی پیدا ہوتی ہے پھر نیچے کی طرف اتر جاتا ہے اور جلد کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ ایسی ادویہ کو اس گوشت میں استعمال کرنا چاہئے جس کی نسبت گمان غالب اور اطمینان ایسا ہو کہ اگر خشکی پکڑ لائے گا جلد کے برابر ہو جائے گا اور اس بات کی شناخت بذریعہ حدس اور تجربہ کے ہوتی ہے اور جراح کامل کو زیادہ وقت اس کی شناخت میں نہیں ہوتی لہذا واجب ہے کہ دوائے مدمل کا استعمال قبل ایسے وقت کے کریں زخم میں گوشت نیا پیدا نہ ہو اور اتنا پیدا نہ ہو کہ اندمال زخم کا خود بخود ہو جائے اس واسطے کہ دوائے مدمل کا یہی اثر ہے کہ لحم کے حجم میں زیادتی پیدا کرتی ہے تاایکہ مندمل ہو جائے اور قوت طبیعت میں بھی زیادتی کرتی ہے اور اسی زیادتی کے ذریعہ سے درجہ اندمال تک گوشت کو پہنچاتی ہے بلکہ اس دوا کے استعمال میں یہ شرب ملحوظ رہے اور ایسے وقت اتنی قوت کی استعمال کی جائے کہ جب یہ دوا خشکی پیدا کرکے اپنا فعل خاص کرنے لگے اس وقت طبیعت اسی قدر گوشت پیدا کرے جو مقدار ضروری ہو اور خشکی پیدا ہونے سے دوائے مدلل اپنے انتہائے فعل کو پہنچ جائے تاکہ جلد اور گوشت دونوں ساتھ ہی

بذون اصلاح اور تدبیر قوی بغرض اندمال کے مناسب نہیں اور اگر بعد ایسی تدبیر کامل کے استعمال جائز ہے تو انہیں جراحت میں جائز ہے جن میں رطوبت زیادہ ہو نحاس محرق اگر بعد جلانے کے دھویا جائے اور اندمال کے واسطے بہت عمدہ ہے قلقطار سوختہ اور مرتک اور سفیدہ بھی مفید ہے ان دواؤں کی ساخت کی کیفیت یہ ہے مرداسنگ اور سفید و سرکہ میں گھول کر استعمال کیا جائے اور اقلیمیا کو پیس کر اور عمدہ یہ ہے کہ اقلیمیا کو جلا کر اس میں داخل کریں اور قلقطار بھی شریک کر لیں اور روغن آس اور سرکہ اور شراب قابض میں ترک کریں کہ جذب ہو جائے اور بیشتر زاج سوختہ بھی اس پر زیادہ کرتے ہیں اور گلنار مازو بھی شریک کرتے ہیں اگر جراحت او قرحہ میں رطوبت زیادہ ہو مرہم کتان اور اس کا نفع عجیب ہے پارچہ کتان دھویا ہوا اور پاکیزہ لے کر پہلے اسے کوٹیں اور ایسا باریک کریں کہ مثل غبار اور سرمہ کے ہو جائے اسکے بعد ریت جو قری القبض ہے یا روغن آس کو لے کر اس میں تھوڑا سا شورہ ڈال کر پگھلائیں اور پگھلانے کے بعد کتان سائیڈ اس میں ڈالیں اور مرہم تیار کریں اور استعمال کریں یہ مرہم عجیب النفع ہے اور مرہم اسود بھی کبھی اسبات لحم کرتا ہے اور اگر مرہم اسود کی قوت انبات کا زیادہ کرنا منظور ہو اس میں تھوڑی سی کندر اور جاوشیر کہ سب کا وزن برابر وزن ادویہ اربعہ مرہم اسود کے ہو اضافہ کر دیں ۔ ذرور خفیف سپیدہ اور مردار سنگ ملکا ایک حصہ خبث رصاص اور مرادر ماز دہر واحد نصف جزو پیس کر ذرور کریں ذرور د سرا صدف سوختہ بارہ عدد دانہ کوچک جو درخت سے سوکھ کر خود بخود گر پڑیں سولہ عدد قلقدیس ہم وزن انار کے بارہ سنگھا جلا ہوا قیسو را قلیمیا اتاتج بیخ سوسن ہر واحد چار جزو وقاق کند پوست باریک درخت صنوبر کا ہر واحد چھ حصہ پوست انار سپیدہ شیمانی ہر واحد آٹھ جزو مازو یک درہم دوسرا ذرور رفوہ استخوان سوختہ مردار سنگ ہر واحد دردر ہم کند صبر ہر واحد تین درہم انزروت مامیثا ہر ایک ایک درہم ذرور کی صفت درد اسفیداج رصاص تخم گل شب یمانی ہم وزن پیس کر ایضا اصل السوس جاوشیر ہم وزن

زراوند دومثقال دقاق کندر ایک مثقال صفت مرہم کی جو مشائخ کے واسطے مفید ہے جو کہ جلا کر روغن گل اور روغن آس اور سپیدہ قلعی میں مخلوط کر کے قیروطی بنائیں ادویہ منبت لحم خراج اور قروح کے اوپر کے ابواب میں صفت ادویہ نبت لحم کی مفصلا بیان ہو چکی اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ ادویہ منبتہ لحم کا مزاج کیسا ہونا چاہئے یہاں پر یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ ادویہ منبتہ لحم کا استعمال اس وقت کرنا مناسب ہے کہ موضع جراحت چرک وغیرہ سے اچھی طرح پاک اور صاف ہو چکا ہو اور قاعدہ جراحت استخوان واقع ہو یعنی زخم کا مقام انتہائے ہڈی ہو اور کوئی چیز مجروح نہ ہوئی ہو لازم ہے کہ اس ہڈی کو خوب پاک کریں اور کسی طرح کی کمودت خواہ کسی طرح کا فساد ہڈی میں سوائے کرچون کے اور سوائے رطوبت خاص کی جو ہڈی میں ہوتی ہے اور کچھ باقی نہ رہے مگر یہ کہ اس کی تجفیف کر چکے ہوں خصوصا اگر ہڈی سر میں ہو اس کے صاف کرنے کا اہتمام زیادہ کریں اس واسطے کہ ہڈی ملاست اور اس کی رطوبت منجملہ ان اسباب کے ہے جو مانع انبات لحم کے ہڈی پر ہوتے ہیں اور جب ہڈی کو چھیلیں اور خشونت اس میں پیدا کریں جو مادہ اس کی طرف ایسا آئے گا کہ تازہ گوشت پیدا کرے بوجہ خشونت کے زیادہ ثابت رہنے اور بوجہ چکنے ہونے کے پھسل کر بہ جائے گا۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بعض دوا میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ کسی بدن خاص میں انبات لحم کرتی ہے اور دوسرے بدن میں نہیں کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بدن میں زیادہ تجفیف پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے انبات لحم نہیں کرتی ہے اور یہ بات موافق مزاج دونوں بدن کی پیدا ہوتی ہے خواہ اور وجوہ جو بخوبی مذکور ہو چکے مانع اور مقوی اس دوا کی قوت انبات کے ہوتے ہیں اور کبھی کوئی دوا بعض ابدان میں بافراط جلا پیدا کرتی ہے اور کسی بدن میں بافراط جلا پیدا نہیں کرتی ہے خواہ مطلق جلا کا اثر اس سے ظاہر نہیں ہوتا ہے اکثر اس دوا میں حاجت کسی قدر تجفیف کی ہوتی ہے خواہ ایک مقدار معین میں جلا کی حاجت ہوتی ہے اور مدونوں تجفیف اور جلا محتاج الیہما کا اندازہ بحسب مزاج بدن کے ہوتا ہے

نہ کہ علی الاطلاق بہ نسبت ہر بدن کے ایک ہی درجہ کی احتیاج تجفیف اور جلا کی اس دوا کو ہو پھر چونکہ جو چیز ایسی ہو کہ اس کی مقدار بہ نسبت بعض امور کے مختلف ہو بالضرور اس کی تاثیر بھی ایسی چیزوں میں یکساں نہ ہو گی جن میں قوت انفعال کی مختلف ہے یعنی یہ دوا بھی اثر مختلف دو مختلف بدن میں پیدا کرے گی۔ اور جو دوائے مجفف ایسی ہو کہ اس کا اجفاف بہ نسبت اس بدن کی خشکی کے کم ہو جس بدن کا علاج اسی دوا سے کرنا منظور ہے بے شک بدن مذکور کے انبات لحم میں یہ دوا قاصر رہے گی بلکہ ضرور ہے کہ دوائے منبت کا میس زیادہ ہو بہ نسبت خشکی اس بدن کے جس کا معالجہ اس دوا سے کرنا مرکوز ہے اور اسی وجہ سے کندر انبات لحم نہیں کرتی جس کی رطوبت درجہ اعتدال سے بڑھی ہوئی ہے تجربہ ایسی شے ہے جس کے ذریعہ سے جفاف اور خشکی کا ٹھہر جانا یا انبات کا مستمر رہنا خواہ چرک اور وسخ کا پڑنا دریافت ہو سکتا ہے اگر دریافت ہو کہ اثر تجفیف کا اس قدر پیدا ہوتا ہے کہ اتنی تجفیف میں اسبات لحم کا دشوار ہے اس وقت کسی قدر ترطیب ضرور کرنی چاہئے اور اگر چرک زیادہ پیدا ہوتا ہو دوائے یابس کی زیادتی درکار ہو اور جس زخم میں انبات لحم بالاستمرار ہوتا ہے اسے بحال خود اور بقوت چھوڑ دینا چاہئے کبھی بعض ابدان کو مناسبت بعض ادویہ خاص سے ایسی ہوتی ہے کہ اس کی علت بخوبی بیان نہیں ہو سکتی لہذا واجب ہے کہ دوا میں چند قسم کی ادویہ ضعیف اور قوی شامل کر کے استعمال کریں مرہم کا بنانا اور جو حاجت مرہم کے استعمال کی ہے اس کا بیان بخوبی ہو چکا ہے کسی دوا میں فقط ترطیب پر اختصار کرنا جائز نہیں ہے اور نہ فقط تجفیف پر کمی کرنی چاہئے بلکہ دونوں فاعلی کیفیتوں کی رعایت ضرور ہے جس طرح پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں اور نہ ترطیب اور تجفیف پر اکتفا کرنا بعد لحاظ دونوں فاعلی کیفیتوں کے ضرور ہے بلکہ باایں ہمہ رعایت حال قرحہ اور حالت مزاج کی بھی ضرور ہے اس لئے کہ بدن کبھی رطب اور تر ہوتا ہے اور قرحہ میں یبوست ہوتی ہے اور کبھی بدن اور قرحہ دونوں میں رطوبت ہوتی ہے اور کبھی دونوں یابس ہیں پہلی صورت میں

واجب ہے کہ دوائے ضعیف کا استعمال کریں جیسے دقیق کندر اور آرو باقلہ اور آرو جو وغیرہ اور اگر بدن یابس ہو اور قرحہ میں رطوبت ہو اس وقت احتیاج ایسی ادویہ کی ہے جس میں قوت تجفیف کی زیادہ ہو بہ نسبت ان ادویہ کے جو منبت لحم ہیں یعنی جس قدر تجفیف ادویہ منتبہ کرتی ہے اس سے زیادہ قوت تجفیف کی اس دوا میں ہونی چاہئے جیسے زراوند اور اصل جادشیر اور زاج سوختہ اور باقی جو صورت منجملہ صور مذکورہ بالا کے رہی اس میں متوسط درجہ کی دوا کا استعمال کرنا لازم ہے جیسے ایرسا یعنی ایخ سوسن اور دقیق ترمس کبھی بعض ادویہ میں ایسے اوصاف ہوتے ہیں کہ ان اوصاف کی حاجت ادویہ منتبہ لحم کو ہوتی ہے جیسے تجفیف اور جلا وغیرہ لیکن چونکہ یہ اوصاف ان ادویہ میں بافراط ہوتے ہیں اسی جہت سے یہی ادویہ بنظر شدت تجفیف کے اس چرک کو حبس کرتی ہے جو زخم میں پڑتا ہے اور اس مادہ کو جو سیلان میں ہے مانع ہوتی ہیں اور بوجہ زیادہ جلا کے نوبت اس کی پہنچتی ہے کہ وہ دوا اکال ہو جاتی ہے جب یہ دوا کسی دوسری دوا سے آمیزش کے بعد مستعمل ہو اور دوسری دوا جو مضاد کیفیت میں اس دوا کی ہو اس کی قوت مضرت کو توڑ دیتی ہے اور تعدیل پیدا ہوتی ہے اس وقت اسی مجموع مرکب میں خاصیت اندمال کی پیدا ہوتی ہے۔ واجب ہے کہ زنگار جس قیروطی خواہ مرہم میں شریک کیا جائے بقدر دسویں حصہ مجموع اوزان ادویہ مرہم کے ہو اور یہ وزن زنگار کا اس وقت درکار ہے جب ایسے ابدان کے علاج میں مستعمل ہو جس کی یبوست زیادہ ہے اور بارھواں حصہ کل کا زنگار اس بدن کے واسطے مفید ہے جو مرطوب ہوا اور جو طریقہ امتحان کا صفحہ گذشتہ میں بیان ہو چکا ہے اس کی بھی رعایت کرنی ضرور ہے مشائخ کو حاجت ایسی ادویہ کی ہوتی ہے جن میں حرارت قوی ہو اور جذب کی قوت زیادہ ہو جیسے زفت اور کندر اور آرو جو آرو باقلہ آرو کرسنہ یعنی مٹر کا آٹا اصل السوس زراوند اقلیمیا چوب جاوشیر اور جس وقت کوئی دوا اپنے فائدہ سے محتمع ہو جائے یعنی کسی طرح کا فائدہ اس سے ظاہر نہ ہو دوسری دوا تجویز کرنی چاہئے اور جب اس

سے بھی کچھ فائدہ ظاہر نہ ہو جو خاص علاج قروح کا ہے اس کا استعمال کرنا چاہئے ۔جراحت شجاع کا بیان ۔ہڈی کے شجر کی تدبیر اور جو اعراض اس سے پیدا ہوتے ہیں اور خوفناک ہوتے ہیں ان کی تفصیل اور اصلاح کے طریقہ رباب استخوان میں مزکور ہیں وہاں دیکھنا چاہئے اور جو قروح ہڈی سے خارج ہوں ان کے التحام کے واسطے فقط وہی چیز کافی ہے جس میں تھوڑی سی تجفیف ہو فقط دوائے راسی کا چھڑکنا کافی ہے اور دوائے راسی کی ترکیب صبر اور مر اور کندر اور دم الاخوین سے ہوتی ہے اسی طرح دیگر ادویہ خفیفہ جو پھوڑوں کے علاج میں مذکور ہو چکیں اگر اس زخم سے خون کا میلان ہوتا ہو ادویہ مذکور درباب نزف الدم سے خون کو بند کردیں غذا میں ایسے شخص کی دماغ مرغ بریان کر کے استعمال کرنا چاہئے اور تا امکان اسی کا استعمال ضرور ہے کہ بنابر مشاہدہ اور تجربہ ایک قوم کے مرغ کا بھیجا بھنا ہوا مقوی دماغ بھی ہے اور حابس نزف الدم کا ہے اگرچہ بعض لوگ اس کی نسبت برائی بھی تجویز کرتے ہیں اسی طرح آب انار میخوش کا استعمال غذا میں کرنا چاہئے اور ضماد عصی الراعی کا لگانا چاہئے ایک دوائے جید کہ جراحت اور نزف الدم دونوں کو مفید ہو یہ ہے کہ خمیر ترش اور خشک پیس کر زخم پر چھڑکیں اور اسے تر نہ کریں اوورم پیدا نہ ہونے کی تدبیر یہ ہے کہ آرو جو میدہ زوفائے تر میں ملا کر استعمال کریں خواہ آرو جو اور فوتنج کے ہمراہ استعمال کریں جو اس کے ارض کو مفید ہے اور باقی ماندہ تدبیر اب عظام میں بہ تفصیل مذکور ہے ۔

دوسرا مقالہ سحج اور رض اور فسخ اور وثی اور سقطہ اور حرق اور صدمہ اور نزف الدم وغیرہ کے بیان میں کتاب اول میں مذکور ہو چکا ہے کہ فسخ اور ہتک کے کیا معنی ہیں اور وثی کے معنی یہ ہیں کہ کوئی عضو اپنے مفصل سے کسی قدر رہٹ جائے لیکن بتمامہ جدا نہ ہو اور اس کا اترنا خواہ زائل ہو جانا بخوبی ظاہر نہ ہو اور نہ خلع کا اطلاق اس پر ہو گا اور وہن بہ نسبت وثی کے بھی کمتر ٹنی کو کہتے ہیں شاید وہن اس اذیت کو کہتے ہیں کہ رباطات مفصلیہ میں کسی قدر تمدد پیدا ہونے سے ایذا پہنچے اور اگر یہی تمدد گرد مفصل کے جو لحم

اور یہ تفرق اتصال جس سے ہم بحث کر رہے ہیں خالص اور غائر ہوتا ہے اسی وجہ سے مطیع ادویہ خفیفہ کا نہیں ہوتا ایسے وقت میں استعمال جذابات قوی کا ضرور پر ور ہے کہ مجمہ یا شرط لگائیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ دشواری اور خرابی پیدا ہوتی ہے اور خرابی پیدا ہوتی ہے اور عضو ماؤف متورم ہو جاتا ہے اور خارج تک ورم نمایاں ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں واجب ہے کہ بہت جلد تدبیر ایسی کریں کہ ورم متقیح کے ہو جائے گا اس لئے کہ یہ ورم بہر حال کبھی نہ کبھی متقیح ضرور ہوتا پھر اگر بذریعہ علاج اور اختیار طبیعت کے تنقیح ہو بہت اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ خود بخود بعد امتداد زمانہ کے متقیح ہو کبھی تحلیل کی ادویہ مفتحہ سے بدون تقیح کے بھی ہو جاتی ہے خصوصاً اگر ان ادویہ مفتحہ کی اعانت حرارت غریزی بھی کرے اور مسامات میں وسعت پیدا ہو بعد اس تدبیر کے ادویہ نقطہ اور صعوممہ میں سے جو دوا مناسب وقت ہو اختیار کرنی پڑتی ہے اور جو بندش اور پٹیاں فسخ کے واسطے درکار ہیں ان کی نسبت اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر رض یا نسخ پیدا ہو اس کی بندش کرنی چاہئے کہ رباط نفس موضع نسخ اور رض پر استوار اور محکم ہو اور پٹی وغیرہ کا سا اوپر کی طرف دور تک پہچانا چاہئے اور نیچے کی طرف بہت کم سا مناسب ہے اور زیادہ جبرہ اور رفادہ کی یہاں کچھ حاجت نہیں ہے اور نہ اس پر زیادہ گرم چیز طلا کرنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ ہر جذاب محتاج اس کا ہے کہ خون مردار کی تحلیل ہو جائے اور اوپر کی طرف رباط کا زیادہ لے جانے کا محتاج اس واسطے ہے تاکہ اس کی طرف انصباب کسی رطوبت کا نہ ہو اور جو سرا اوپر کی طرف پٹی کا لے جائیں لازم ہے کہ اسے ڈھیلا رہنے دیں اور چاہئے کہ وہ کپڑا باریک اور پتلا خواہ مضبوط ہو تاکہ بندش سے پھٹ نہ جائے اور بہت جلد اتصال بطون کا اس سے ہو جایا کرے اور عضو ماؤف کو اوپر کی طرف اونچا کر دے تاکہ انصباب رطوبت سے اماں حاصل ہو جس طرح نزف الدم میں بھی یہی تدبیر کرتے ہیں اور اس علاج یعنی بندش کا وقت قبل ورم کے ہے اس لئے کہ جب عضو میں ورم پیدا ہو پھر سوائے بندش معتدل کے کسی طرح

کی سخت بندش کا تحمل نہیں کرسکتا ہے چہ جائیکہ اسے بذریعہ بندش کے دیا دیں کہ اس وقت زیادہ ضرر پیدا ہوگا اسی واسطے ایسے وقت میں بذریعہ ضمادات اور گرم پانی پہنچانے کے علاج کرتے ہیں جو غدو تابع نسخ کے ہوں ان کا علاج بذریعہ آویزان کرنے اسرب کے کرتے ہیں اور اسرب کو اس پر بگھوتے ہیں تاکہ غدو میں زیادتی پیدا نہ ہو اور اس تدبیر کو ہندوستان میں زیادہ استعمال کرتے ہیں اور چپٹا کرکے سیسہ کو ڈورون سے باندھتے ہیں کبھی یہ غدو سے بڑھ جاتے ہیں اور ان میں نسخ پیدا ہو جاتا ہے۔

پتھر لگنے خواہ دیوار گرنے کا صدمہ سقطہ

اور کوفت کا الم اور ران کی ایذا بوجہ فسخ اور ارض کے پہنچتی ہے اور اس میں خطرہ اور اندیشہ بسبب تفرق اتصال استخوان کے ہوتا ہے خواہ اس تفرق اتصال کا اندیشہ ہوتا ہے جو احشا کی جھلی یا عصب یا عروق کبار میں واقع ہو ایضا اس میں خطرہ شدت الم کا بھی ہوتا ہے اور جس قدر جثہ آدمی کا بڑا ہوگا اندیشہ اس صدمہ کا زیادہ ہوگا اسی واسطے اطفال اگرچہ دن بھر میں بار بار گرتے ہیں مگر انہیں زیادہ اذیت نہیں ہوتی جیسے کہ جوان اور مسن آدمی کو گرنے سے ایذا پہنچتی ہے اور گرنے اور کوفت او ضرب پہنچنے سے غدو بھی پیدا ہوتے ہیں اور ان کے تدارک میں بھی احتیاج انہیں تدبیرات کی ہتی ہے جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں کبھی صدمہ اور سقطہ سے آفات عظیم پیدا ہوتے ہیں کہ قلب کی کوئی جانب منقطع ہو جاتی ہے خواہ معدہ کی کوئی شق قطع ہو جاتی اور آدمی فی الفور مر جاتا ہے مہلت تدارک اور علاج کی بھی نہیں ملتی ہے کبھی ایسا صدمہ پہنچتا ہے کہ بول و براز بند ہو جاتا ہے خواہ بلا ارادہ بول یا براز حاوی ہو جاتا ہے اور کبھی قی الدم اور رعاف شدید بسبب انقطاع کسی رگ کے جو سر میں ہو عارض ہوتا ہے خواہ جو رگ جگر میں اور طحال میں ہے اس کی نقطاع سے رعاف شدید بھی عارض ہوتا ہے اور کبھی نفخ شکم اور سدہ نفس اور انقطاع صوت اور بند ہو جاتا کلام کا پیدا ہوتا ہے جس شخص کو کوئی صدمہ یا

لائے اور گل مختوم اور مونگ اور سماق اور کج اور چونا بجھا ہوا اور گندم سائیدہ بھی مفید ہے ملصقات سے انزروت ہے اور کمادات سے برگ سرد پانی میں پختہ کرکے اور نچوڑ کر زنبق ملا کر اسی طرح برگ اثل یعنی جھاؤ میں یہی فائدہ ہے اور اس میں شب یمانی داخل کریں صفت دوائے مرکب مغلث تین جز خطمی ابیض عزروت ایک ایک جزو زعفران تھوڑی سی سب کو ملا کر ضماد کریں یہ ضماد عجیب النفع ہے کہ اس کی قوت اندر تک پہنچتی ہے پھر اگر چوٹ لگنے سے سوائے درد شدید کے اور کوئی ضرر پیدا نہ ہوا اور خوف ایسے ورم عظیم پیدا ہونے کا نہ ہو جس کی اصلاح کے واسطے تنقیہ بدن کا بعجلت ضرور ہوتا ہے اور نہ خوف تفرح کا ہو اور نہ اس چوٹ کے مقام پر کوئی عضو مخوف اور تہی شکم ہو اس وقت واجب ہے کہ بہت جلد تدابیر خاکی بذریعہ زیت گرم وغیرہ کے کریں اور اس تدبیر کے لائق وہ مریض ہے جس کے پشت پر خواہ جس کے ہاتھ یا ران پر چوٹ لگی ہو کہ یہ تدبیر ایسے شخص کی نسبت تسکین دہ اور بدرجہ غایت مفید ہے۔ بیان صدمہ اور ضربہ کا جو شکم اور احشا میں پہنچے بہت سے امور اور اقسام اس کے کتاب سوم میں ہم اس قدر بیان کر چکے ہیں کہ اب یہاں کچھ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا چاہیئے اور غذا ایسی تجویز کی جائے جو ملین اور مبرد ہو جیسے لبلاب اوسرمق یعنی بلمہ او اخبازی اور مغریات سے بارتنگ بہتر ہے اور ابتدا میں عصارات سرد جن میں کوئی ملین بھی داخل ہو جیسے فشردہ عنب الثعلب خواہ بارتنگ اور کاسنی ہمراہ املتاس کے استعمال کریں مجربات سے اس مقام پر یہ بھی ہے کہ برگ اسبغول ایک جز لے کر کوٹیں اور لک اور کہربا ہر واحد نصف جزو اور ربع جزء زعفران ساتواں حصہ ایک جزء کا مقدار شربت اس مجموع سے دو درہم ہمراہ آب گرم کے استعمال کریں خواہ اجزائے مذکورہ ذیل سے بایں ترکیب قرص تیار کریں نسخہ کہربا دس جزو گل سرخ پانچ جزو اقاقیائے مغسول ایک اوقیہ سنبل ہندی چھ جزو اکلیل الملک دس جزو مصطگی چار جزو قشور کندر چار جزو گل ارمنی سات جزو زعفران سات جز جوز السرو آٹھ جزو ان سب

اجزا سے آب بارتنگ میں قرص تیار کریں مگر وہ قرص بالخصوص بعد تجاوز مرض کے زمانہ ابتدا سے مفید ہوتا ہے اور ضماد اس قسم کا مفید ہوتا ہے۔ دیگر تفاح شامی کو مطبوخ ریحانی میں جوش دیں تاکہ پانی جذب کر کے نرم ہو جائے اور بآسانی پس سکے اور اس میں سے بمقدار ایک درہم کے لین اور لادن سے بیس جزء گل سرخ سولہ جزء سنبل مصطلگی اقاقیائے مغسول ہر واحد سے چودہ جز سب کو آب سرد افشردہ اور آب بار تنگ دا اور آب کزبرہ مجھے پسند زیادہ ہے اس میں گوندھ کر ضماد کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ روغن سوسن ملا کر ضماد کریں بیان حال اس شخص کا جو کوڑے اور زیر بند مارا جائے جو کوئی شخص کوڑے اور رسن وغیرہ سے مارا جائے اسے پانی کے عوض آب نخود پلایا جائے اس پر کہ چنے بھگو دیں اور اس کا پانی نتھار کر پلائیں اور جو ادویہ مصدوم اور ساقط کو تجویز کی جائے خصوصا گل ارمنی بہت مفید ہے ایضا ریوند چینی زنجبیل آس مجموع ڈیڑھ درہم ہمراہ آب گرم کے پلائیں چوٹ کے مقام پر لگانے کی عمدہ دوا یہ ہے کہ پوست گوسپند کہ بعد ذبح کے فورا ادھیڑی ہو اور ہنوز اس کی گرمی اور رطوبت کم نہ ہوئی ہو اسے زخم پر لگائیں تاکہ چسپیدہ ہو جائے اور اس سے جدا نہ ہو سکے کہ اکثر ایک ہی دن میں اچھا کر دیتی ہے اور دوسرے روز نشان زخم کا باقی نہیں رہتا اور ورم کی بھی تحلیل ہو جاتی ہے اور عفونت موضع سے بھی مانع ہوتی ہے خصوصا اگر اس پوست کے نیچے تھوڑا سا نمک پیس کر اور بہت باریک کر کے چھڑکیں کبھی وہ مٹی جو بھٹی اور چولھے سے زرد ہو کر چھوڑائی جاتی ہے اور اس میں بھی کسی قدر شوریت ہوتی ہے اس کھال پر چھڑکتے ہیں نسخہ مرداسنگ اور سفیدہ ہم وزن لے کر دونوں سے ضماد تیار کریں یا قیروطی بذریعہ روغن گل اور موم کے بنائیں ایضا کتیرا اور زعفران برابر لے کر طلا تیار کریں اور بعد استعمال ان ادویہ کے کچھ نشان باقی رہ جائے گا زرنیخ کے لگانے سے اس کا بطلان اور زوال ہو سکتا ہے کہ ہرتال کو ہمراہ حجر قلقل کے استعمال کریں بعض لوگ اس مقام پر خون مردار کا علاج بھی بیان کرتے ہیں ہم نے اس کا بیان کتاب زینت میں کیا ہے

وثی کا بیان بہتر علاج وثی کا جو مفاصل میں واقع ہے یہ ہے کہ البہ اور تمر کو اس پر بطور ضماد کر کے استعمال کریں اور لگا رہنے دیں کہ وہ درست اور صحیح ہو جائے ہم نے ہڈیوں کے ٹوٹنے کے بیان میں ادویہ چند ایسی کہی ہیں کہ وہ سب کے سب وثی کے علاج میں بکار آمد ہیں ناظر کتاب ہذا دہان ملاحظہ کرے اگر اس مقام پر درد باقی رہ جائے بعد درستی وثی کے اس کی رعایت بذریعہ بندش کے کرنی چاہئے ورنہ کچھ بردا نہ کرنی چاہئے۔

موزے وغیرہ کی رگڑ لگنے کا بیان سحج کے معنی خراش جلد کے ہیں اور سطح جلد میں انتشار اور چھل جانا کسی درشت شے کے چھونے سے عارض ہو اسی کو اصطلاح میں سحج کہتے ہیں کبھی سحج کے ہمراہ ورم پیدا ہوتا ہے اور کبھی بدون ورم کے بھی سحج عارض ہوتا ہے کبھی تمام جلد میں سحج پیدا ہوتا ہے اور رگڑ سے چھل جاتی ہے اور چھل کر منقطع ہوتی ہے خواہ لٹک جاتی ہے اور اس کے الصاق اور ملانے کی حاجت پڑتی ہے اس کا علاج ایسی چیزوں سے کرنا لازم ہے جو باب جراحات میں مذکور ہو چکی ہیں اور تا امکان واجب ہے کہ جلد کو قطع نہ کریں بلکہ جلد پھیلاتے رہیں گو چند مرتبہ کے پھیلانے سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ آخر میں الصاق پیدا ہوگا اور اگر اس تدبیر سے الصاق پیدا نہ ہوگا بذریعہ مراہم کے ملائی جائے گی یعنی جو مرہم خاص اسی غرض کے واسطے بنائے جاتے ہیں کھلی ہوئی جلد میں سحج کھلا ہوا واقع ہو اس پر الصاق دوا کا بدون بندش کے درکار ہے ہاں اگر بدون بندش کے ممکن نہ ہو اس کی تجفیف بذریعہ ادویہ بمعونت ہوا کے کرنی چاہئے اور بہتر یہی ہے کہ ہوا کی اعانت سے دوا مجفف کا اثر اس پر پہنچے یعنی کھلی ہوئی رہے خفیف سحج جیسے موزے وغیرہ خواہ کفش پا کی وجہ سے جو سحج پیدا ہو اس کا علاج یہ ہے کہ ریہ یعنی پھیپھڑا کسی حیوان کا خصوصاً بچہ بز کا پھیپھڑا لے کر اس پر لگا دیں وہی اچھا کر دے گا اور اگر ورم پیدا نہ ہوا ہو پرانے چمڑے کو جلا کر خواہ روغن گل اور ہرتال سرخ استعمال کریں اور کدوے سوختہ عجیب النفع اور قابل اعتماد ہے موزہ کی رگڑ کے واسطے

منجملہ ادویہ خاتمہ اور ملحمہ اور مدملہ کے کل وہ دوائیں ہیں جن میں تھوڑا سا قبض ہو جیسے اقاقیا اور مرو خصوصا مازوئے سوختہ کہ اگر اس کا استعمال خفیف سی رگڑ میں کریں شاید یہی کافی ہوگا خواہ شحوج مشبیہ یعنی جو رگڑ بوجہ شح کے عارض ہوئی ہو اس میں بھی ہے اور کافی مفید ہے۔ اور اکثر اوقات میں فقط مراہم ابیض کا استعمال کافی ہوتا ہے ایک قوی دوا یہ ہے کہ سپیدہ اور اشق اور روغن گل اور روغن آس روغن بید انجیر اور روغن سوسن کو لے کر اشق کو پانی خواہ شراب میں محلول کریں اور ان دونوں سے مرہم تیار کریں اور کبھی تنہا مرداسنگ شراب اور تماق کے ساتھ مجفف ہوتا ہے اور سحج اور شحی خفیف کے ورم کو منع کرتا ہے منجملہ نطولات کے خصوصا اگر شقاق بوجہ شح کے پیدا ہوا ہو یہ ہے کہ آب عدس کو اور طبیخ کش اور آب دریا نیم گرم استعمال کریں اور تمید وردی خشک کریں لیکن تمام جلد اڑ گئی ہو اس وقت منع ورم کی نظر سے ایسی دوا کی حاجت ہوگی جس میں تجفیف قوی اور ختم قوی کی قوت ہو اور اس کا علاج بھی صعوبت سے خالی نہیں ہے بیان دخز اور خزق اور کانٹے کا گڑنا خواہ پر کان اور ہڈی کی کرچ چبھنا دخز یعنی تیز وغیرہ سے جلد کا پھٹنا اور خزق مطلق شگاف کا پیدا ہونا یہ دونوں قریب قریب ہیں اس لئے کہ دونوں صورتوں میں ایک جسم نیزہ اور نوک دار سخت اندر جلد کے نفوذ کرتا ہے اور اسی وجہ سے شگاف اور جلد کا پھٹنا پیدا ہوتا ہے فرق اتنا ہے کہ کوئی شے باریک چبھے گی اس وقت شگاف باریک پیدا ہوتا ہے اور کبھی کوئی چیز موٹی چبھتی ہے اس وقت شگاف موٹا پیدا ہوتا ہے پس وخز یا صطلاح اطبا وہی صدمہ ہے جو باریک شگاف پیدا ہو اور چھوٹا ہو اور خزاق برائے معجمہ وہ ہے جو عظیم ہو اور جس کا حجم بڑا ہو اور شاید دخز باوجود تنگی اور چھوٹے ہونے چبھنے والی شے کے مقدار مادل میں چھوٹے ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی چھوٹا اس قدر ہو کہ شاید جلد سے بڑھ کر گوشت تک نہ پہنچے او ایساو خنصر رکم کہتا ہے کہ اگر اس کے درپے نہ ہوں اور چھیڑ کر نہ بڑھائیں کہ اگر اسے بحال خود چھوڑ دیں گے خود بخود درست ہو جائے گا اگرچہ گوشت فاسد میں واقع ہو ہاں اگر وہ گوشت

شدید الحرارت ہو کہ اس وقت البتہ ورم اس مقام پر پیدا ہوتا ہے اور پربان بھی عارض ہوتا ہے خصوصاً اگر غرز اور زخم شدید ہو اور بطور چبھنے کے ایسے واقع ہوں کہ اس کا وصول گوشت تک ہوا ہو ایسی صورت میں بڑا علاج از روئے فائدہ کے یہ ہے کہ پہلے تسکین ورم اور وجع کی جائے اور تدبیر جراحت کی چنداں حاجت نہیں ہوتی حزق کا حال یہ ہے کہ وہ محتاج تدبیر جراحت کا ہوتا ہے اور جراحت کی تدبیر کے ہمراہ تدبیر وجع اور ورم کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور جراحت کی تدبیر مناسب جو تھی وہ اپنے مقام پر بخوبی مذکور ہو چکی اور جس قدر کافی تدبیر ہے سب کا ذکر باب جراحات میں تفصیلاً ہو چکا ہے اب اس مقام پر جس کا ذکر ضرور ہے تدبیر وخز اور خزق سے وہ یہی بات ہے کہ بدن میں جو چیز چبھ کر پھنس رہی ہے کانٹا ہو خواہ نوک کسی چاقو یا سوئی وغیرہ کی اس کا پہلے اخراج ضرور ہے اس نوک کا نکالنا کبھی بذریعہ آلات کے ہوتا ہے وہ آلات کسی ایسے چیز کے ہوں جو ان نوک وغیرہ کو باہر کھینچ لیں جیسے اخراج فصول کا یعنی تیر وغیرہ کی گانسی کا بذریعہ کلبتس کے ہوتا ہے جس کے سرے پر دو کانٹے سے ہوتے ہیں تاکہ اچھی طرح گڑ جائے اور قاعدہ عام یہ ہے کہ جس آلہ سے نوک وغیرہ کو نکالتے ہیں اس کی نوک ٹوٹ کر رہ جانے کا خوف نہ ہو اور جس چیز کا نکالنا مرکوز خاطر ہے وہاں تک راہ اس آلہ کے پہنچنے کی وسیع ہو کہ اس کے بخوبی ٹھہرنے اور گرفت کرنے کی جگہ ہو اور چاہئے کہ نکالنے کے طریقوں سے سہل ترین کو اختیار کریں اور اگر دونوں طرف سے نافذ ہوئی ہے اس جانب کی توسیع کرنی چاہئے جدھر سے اس کا نکلنا اولی ہے اور بقدر حاجت اس کو پھیلانا چاہئے اس آلہ کا خواہ موچنے کا ٹوٹ کر نہ رہ جانا اس کا حیلہ یہ ہے کہ دفعتہً اس کو حرکت قوی نہ دینی چاہئے بلکہ پھانس اور نوک وغیرہ کو پکڑ کے جس قدر اس نوک کا چبھنا اندر کی طرف ثابت ہو اسی قدر ہلانے کی تدبیر کرنی چاہئے تاکہ وہ نوک اپنی جگہ چھوڑ دے اور جنبش میں اگر سیدھی نکل آئے اور اکثر یہ تدبیر بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ چند روز تک اسے نہ چھیڑیں تاکہ خود اپنے مقام میں جنبش

پیدا کرے اور بعد ازاں نکل آئے اس صناعت کے بعض علما نے اس بارہ میں جو کچھ کہا ہے ہم اسے بعینہ بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ تیر وغیرہ کی نوک کا نکالنا محتاج اس کا ہے کہ پہلے اقسام سہام کو دریافت کریں اس لئے کہ بعض اقسام کی ساخت لکڑی سے ہوتی ہے اور بعض ساخت کی تقے اور بانس وغیرہ سے ہوتی ہے اور گانسی تبر کی خواہ نیزہ کی انی لوہے اور تانبے اور قلعی اور شاخ کی خواہ اور ہڈیوں کی خواہ کسی قسم کے پتھر کی خواہ لکڑی اور نے وغیرہ کی ہوتی ہے بعض کی انی خواہ گانسی گول ہوتی ہے اور کسی کی سہ پہلو خواہ چار پہل کی ہوتی ہے اور کسی میں ایک ہی انی خواہ دو یا تین ہوتی ہیں اور کسی میں ایک ہی انی نوک دار ہوتی ہے اور کسی کی انی میں نوک نہیں ہوتی اور نہ گانسی میں نوک ہوتی ہے جیسے تعلیم تیر اندازی خواہ تعلیم نیزہ بازی میں خواہ ہانک سکھاکے کہ اس کی نوک نیچے کی طرف مائل ہوتی ہے اور بعض کی نوک خمدار ایسی ہوتی ہے کہ اگر بعد ڈرانے کے جسم میں اسے کھینچیں چربی تک نکل آئے اور بعض کی نوک آگے کی طرف مائل ہوتی ہے تاکہ بخوبی اندفاع اس کا ہو سکے۔ اور بعض کی انی مشابہ لولب کے ہتوی ہے جب اسے باہر کی طرف کھینچیں انبساط پیدا ہوگا اور تیر کا نکلنا دشوار ہوگا بعض کی انی بہت بڑی ہوتی ہے اور اس کا کنارہ بقدر تین انگل کے ہوتا ہے جیسے وہ بتر جو دستی کہلاتے ہیں اور بعض کی بقدر ایک انگل کے ہوتی ہے اور اس کا نام ذنابیہ یعنے دنبالہ دار ہے اور بعض کی انی خواہ گانسی اکہری ہوتی ہے اور کسی انی پر چند نوکیں باریک باریک بنائی جاتی ہیں کہ اگر تیر کے سرے خواہ نیزے کی ڈانڈ نکال لیں یہ گچھا لوہے کے اندر جسم کے رہ جاتا ہے جیسے کوئیں میں گڑے ہوئے برتن اور ڈول وغیرہ کے نکالنے کے واسطے کانٹا بناتے ہیں ان شکل کی یہ گانسی وغیرہ بھی ہوتی ہے بعض تیر کی گانسی خواہ تیزے کی انی میں سری خواہ ڈانڈ پیوست کی جاتی ہے اور بعض کی انی خواہ گانسی سرے اور ڈانڈ پیوست ہوتی ہے بعض کی ساختمیں استواری اور مضبوطی کی جاتی ہے اور بعض کی انی وغیرہ میں استواری نہیں ہوتی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جب

پھاڑنا بھی درکار ہوتا ہے اور دوبارہ زیادہ چاک لگانا چاہئے اگر ایک مرتبہ چاک کرنے سے نکلنا ممکن نہ ہو اور اگر پیکان تیر عضو مجروح کے آگے نکل گیا ہو اور جدھر سے پیوست ہوا ہے اس طرح سے نکلنا ممکن نہ ہو واجب ہے کہ وہ مقامات چاک کریں جدھر کو توڑ کر نکلا اور اسی طرح سے نکالیں بذریعہ جذب کے خواہ بذریعہ دفع کے اگر لکڑی سمیت پیکار رہ گئی ہو اور اگر لکڑی الگ ہو گئی ہو پس اسے کسی اور چیز سے دفع کرنا چاہئے اور پیکان وغیرہ کو بطرف خارج کے نکالیں اور مناسب یہ ہے کہ اس کے دفع کرنے میں کسی عصب خواہ شریان کو قطع نہ کریں اگر پیکان دوہرا ہو اور ٹٹولنے سے اس کا پتہ لگ جاتا ہے ایسے پیکان کو اس آلہ کے انموبہ میں داخل کریں جس سے مکرنا مرکوز ہے اس لئے کہ اگر پیکان نکلنے اور ہم اسے دیکھیں کہ اس میں چند مواضع محفور ہیں یعنی گڑھے گڑھے پڑتے ہیں اور شاید اس سے زیادہ خار اور نوکیں اس میں باریک باریک ہوں جو نظر نہ آتی ہوں اس وقت زیادہ تفتیش کرنی چاہئے اور خوب تلاش کر کے اسے نکالنا چاہئے اگر ان نوکوں میں سے کوئی اور نوک خواہ کانٹا خواہ ٹکڑا نظر آئے اسے بھی نکالنا چاہئے انہیں حیلوں اور تدبیرات سے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں پھر اگر پیکان وغیرہ کی چند نوکیں ہوں اور نکلنا اس کا سخت دشوار ہو لازم ہے کہ چاک زیادہ بڑھائیں بشرطیکہ قریب اس کے کوئی ایسا عضو نہ ہو جس سے سیلان خون کا خوف ہو تاکہ جب خوب منہ کھل جائے بآسانی ہم اسے نکال لیں بعض آدمی اس چاک کو ایک تل میں داخل کر دیتے ہیں تاکہ گوشت اس کے ہمراہ نکل نہ آئے پھر اگر زخم میں سکون اور متورم نہ ہو گیا ہو اور ورم گرم نہ ہو پہلے ٹانکے لگانا چاہئے پھر ایسا علاج کرنا چاہئے کہ جو گوشت کو اوگا دے اور اگر جراحت میں ورم گرم عارض ہوا ہو مناسب ہے کہ اس کا علاج نطول اور ضمادات سے کریں زہر میں بجھائے ہوئے تیروں کی تدبیر اولی یہ ہے کہ جہاں تک گوشت میں اثر زہر کا پہنچا ہے اور جدھر سے تیر گزر کر اندر گیا ہے سب کو جدا کر ڈالیں اور کاٹ ڈالیں اور شناخت اس کی یہ ہے کہ گوشت مسموم کا رنگ اچھے

بہرحال طاری ہوتی ہے اورنکالنے کی تدبیر کرتے ہیں عوام اور جہال بیرحمی سے
منسوب کرتے ہیں وراگراس کاخیال نہ کریں اور پیکان کوجس طرح ہوسکےنکال لیں
اکثر بیمارصحیح اورسالم رہتا ہے۔ادویہ جاذبہ۔واجب ہے کہ جس مقام پر تیر چبھ گیا اس
غلبہ پراشق کورکھیں کہ وہ جاذب قوی ہے خواہ سرکنڈے کی جڑ پیس کرضماد کریں اورکبھی
روئی شہد میں گوندھ کراستعمال کریں ایضا برگ خشخاش سیاہ اوربرگ درخت انجیرہمراہ
آرو جواوبزءالبنج خصوصاہمراہ قلقدلیس کےاوراسی طرح بنگ کاپھل سلم اوراسی طرح
خیری کے جمیع اصناف اورزراوند اوربصل الزجس۔ادویہ حیوانیہ بہت سے ہیں مثلا
میڈک کہ اس کی کھال اتاری ہوہڈی میں چھبے ہوئے پیکار کے لئے عجیب النفع ہے
اسی طرح ڈاڑھ کے اکھیڑنے میں نہایت سودمند ہے اسی طرح سرطان کوپیس کر
استعمال کریں اوردونوں پسم کے ارنب اورجمیع حیوانات کے انفحہ بعض کی رائے یہ ہے
عصابہ جوایک جانور مشہور ہےاورشاید بندش بھی چھپی ہوئی چیز کی جذب میں بہت
مئوثر ہے ادویہ مرکبہ میں عصابہ کاسراورزراوندطویل اورسرکنڈہ کی جڑ بصل نرجس
آلس میں ترکیب دے کراستعمال کریں اورخاص فاسدہڈیوں کی نکالنے والی دوا
قروح مندملہ کے نیچے سے جس قدرہیں ان کاذکرہڈیوں کے بیان میں آتا ہے
قانون علاج آگ کے جلنے کاآگ کے جلنے کے علاج میں دوغرضیں متعلق ہوتی
ہے اول تو یہ ہے کہ آبلہ اورچھالا نہ پڑنے پائے دوسرے جس قدرجل گیا ہواس کی
اصلاح ہوتی رہے آبلہ پڑنے کی مانع دواوہی ہے جوتبرید کرے اورلذاع پیدانہ کرے
اورخاص جلے ہوئے مقام کاعلاج ایسی ادویہ سے ہوتا ہے جن میں جلابھی کسی قدرہو
اوراس کے ہمراہ تجفیف بھی لیکن زیادہ تجفیف کچھ ضرورنہیں ہے اورنہ اس دوامیں لذع
کسی قدرہونی چاہئے اورباایں ہمہ حرارت اوربرودت میں معتدل ہوناضرورہے اور
جب احتیاج دونوں قسم کے علاج کی ہویعنی چھالابھی نہ پڑنے پائے اورجلنے کابھی
علاج ہوجائے پہلے مبردات سے تدبیر کریں بعدازاں اگردوسرے قسم کی دوا کی

حاجت باقی ہے اسے بھی استعمال کریں ورنہ کچھ حاجت نہیں لیکن اگر جلا ہوا مقام پختہ ہو جائے اور چھالا پڑ جائے اس وقت دوسرے قسم کی علاج کا استعمال واجب ہے اور اس کے واسطے ادویہ یہ ہیں کہ قیمولیا اور جو مٹی کہ اس کا حجم سبک ہے جیسے چولہے کی مٹی اور عدس مطبوخ اور سیاہی یعنی روشنائی جو ہندوستان میں تیار ہوتی ہے اور از یں قبیل اور ادویہ کا استعمال کریں اور کندر خواہ علک البطم وغیرہ اس غرض کے واسطے صلاحیت نہیں رکھتے اس لئے کہ بعض ان ادویہ میں سے نہایت گرم ہیں اور قوت لذع سے خالی نہیں ہیں اور بعض میں رطوبت حد مناسب سے زیادہ ہے ادویہ حرقیہ بحسب غرض اول کے صندل اور قوقل اور خشت سپید جدید خواہ ٹھیکری کو پیس کر آب برگ عنب الثعلب اور گلاب میں مخلوط کر کے ضماد کریں یا زردی بیضہ اور روغن گل سے مرہم تیار کریں ایضا کاسنی اور آرد جو مغسول اور زردہ بیضہ او روغن گل ایضا عدس مسلوق ہمراہ روغن گل کے ایضا گل ارمنی اور سرکہ ایضا روغن گل اور موم بقدر مناسب اس کے بعد چونے کو خوب سا دھو کر سپیدہ اور افیون اور سپیدی انڈے کی اور کسی قدر دودھ بھی شریک کریں ایضا برگ خبازی لے کر میٹھے پانی میں ابالیں اس کے بعد جو چیزیں اس میں از قسم وردتہ نشین ہیں ان سے پاک کریں اس کے بعد مرداسنگ پروردہ اور سپیدہ قلعی مکد اڑھائی جزو اور روغن گل چار جزء آب برگ مکو اور آب برگ کشنیز ایک جزو داخل کر کے استعمال کریں۔

ادویہ حرقیہ موافق غرض دوم کے عمدہ اشیا اس غرض کے واسطے مرہم چونے کا ہے اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ چونہ کو لے کر سات مرتبہ دھودیں تا کہ اس کی تیزی اور حدت دور ہو جائے اس کے بعد روغن گل اور زیت میں گھسیں مادہ تھوڑا سا موم بھی ملائیں اگر اس کی حاجت ہو اور کبھی طین قیمولیا بھی ان اجزا پر اضافہ کرتے ہیں اور سپیدی بیضہ اور تھوڑا سا سرکہ شراب بھی داخل کرتے ہیں۔ دوسرا نسخہ مرہم نورہ کا چونے کو بدستور مذکور خوب دھوڈالیں اور آب برگ چقندر اور آب برگ کرنب اور روغن گل

پانی میں سے کسی ایک کو آرد جو میں پیس کر استعمال کریں اور مرہم نورہ بھی مفید ہے اور جو دوا سنجال کبوتر سے بنائی جاتی ہے اور نسخہ اس کا ابھی ابھی مذکور ہو چکا ہے عجیب النفع ہے اور ایسے چلنے سے جو قروح پڑ جاتے ہیں ان کا علاج کراث مسلوق خواہ کراث مجفف سے کرتے ہیں اور یہ سب سے بہتر دوا ہے اور اسی طرح جتنی ادویہ آگ سے جلنے کی اوپر کے باب میں بیان ہوئے ہیں وہ سب بکار آمد ہیں نزف الدم اور حبس دم کا بیان فن کلیان میں بیان ہو چکا ہے کہ خون کا نکلنا عروق سے ہوتا ہے خواہ کسی رگ کا منہ کھل جائے بسبب ضعف اس رگ کے خواہ اس رگ میں امتلا خون زیادہ حد معین سے ہو جائے خواہ کوئی حرکت قوی حتی کہ چیخنا اور چلانا اور کودنا پھاندنا کہ اس سے بھی رگ کا منہ کھل جاتا ہے اور خون نکل آتا ہے خواہ کوئی چیز گرم خارج سے ایسی متصل ہو جو برودت اندرونی کو جذب کرے خواہ رگ کسی صدمہ کی وجہ سے پھٹ جائے اور لا سبب بادی قاطع ہو یا نساخ خواہ کسی طرح کی سڑائن اندرونی خواہ بیرونی اعضا میں پڑے یا کوئی حرکت شدید ہمراہ امتلا کے حادث ہو یا رگ سے خون بطور ترشح کے ٹپکے بوجہ اس کے جرم اس رگ کا ڈھیلا ہو جائے اور صفاق جو اس رگ پر ہے اس میں تحلیل پیدا نہ ہو نہایت اولی او اقدم واسطے سیلان خون کے بشرط ملنے راہ کی رگوں میں سے شریان ہے کہ اس سے خون کا سیلان بہت جلد ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کا جرم متحرک ہے اور جو کچھ شریان میں ہے کبھی مٹتا ہے اور کبھی منتشر ہوتا ہے اور جب مکان میں شریان کی تنگی واقع نہ ہو بعد تفرق اتصال کے اور خلا پیدا ہوا انجام کار بورسا کی طرف ہوتا ہے جس کا نام ام الدم ہے اور شریان اگرچہ اس قسم میں ہے جو ملتحم ہوتی ہے لیکن بہت دشواری سے اس کا استحام ہوتا ہے اور اکثر یہ ہے کہ شریان ملتحم نہیں ہوتی ہے اور جو چیز گرد شریان کے ہے اس میں التحام پیدا ہوتا ہے اور جب گرد کے چیز میں بوجہ الحام کے تنگی پیدا ہوتی ہے اسی جہت سے شریان میں تنگی پیدا کر کے جریان خون کو مانع ہوتی ہے اور زیادہ اور بقوت سیلان خون کا نہیں ہونے پاتا ہے بلکہ بطور

ترشح کے خواہ نہایت پتلی دھار جس قدر سانس باقی رہ جاتی ہے اور ملتحم نہیں ہوتی ہے اسی قدر آہستہ آہستہ خون نکلتا ہے جب اس کی تدبیر بہ نرمی بذریعہ غمز اور دبانے کے کریں پھر خون کا سیلان رک جاتا ہے اور جہاں کا تھا وہاں ٹھہر جاتا ہے جیسے عنق کا اکثر یہی حال ہوتا ہے اور بیشتر وہ رگ تہہ زیر جلد ٹھہر جاتی ہے اور بذریعہ نبض کے اور جنبش کے معلوم ہوتا ہے اور اکثر یہ ہے کہ شریان کو اندر کی طرف سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اندر ہی اندر پھٹ جاتی ہے اور جلد بدستور مسلم رہتی ہے اس وقت جلد کے نیچے یورسما پیدا ہوتا ہے اور ورم لین کا حدوث بوجہ خون اور ریح کے ہوتا ہے اور اس ورم کا سکون بوجہ غمز اور دبانے کے ہوتا ہے اور یہ کیفیت اکثر عنق اور ارنبہ یعنی کش ران میں عارض ہوتی ہے اور مابض میں بھی خود بخود یہی کیفیت ہوتی ہے اور اکثر اس کا عروض بہ سبب کسی امر خارج کے ہوتا ہے اور فصد سے بھی یہی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اکثر اطبا نے گمان کیا ہے کہ ہر ایک عنق شریان سے ام الدم پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ شریان کا شگاف کبھی ملتحم نہیں ہوتا ہے بلکہ جو عضو شریان کے گرد ہے اس میں التحام پیدا ہوتا ہے اور ورم مشہور بہ ابورسما پیدا ہو جاتا ہے اور خون شریان بعد شق ہونے کے کبھی نہیں جوڑتی ہے حالانکہ ایسا واقع میں نہیں ہے کہ شریان کبھی ملتحم نہ ہو بلکہ جوڑ سکتی ہے جو لوگ شریان کے جوڑنے سے مانع ہیں ان کی دلیل قیاسی بھی ہے اور تجربہ سے استدلال کرتے ہیں قیاسی دلیل یہ ہے کہ شریان کا ایک طبقہ منجملہ دو طبقوں کے غضروفی ہے اور غضروف کا التحام نہیں ہوتا ہے پس بحکم ضرب دوم شکل اول کے نتیجہ یہ ہوا کہ پوری شریان ملتحم نہیں ہو سکتی اور تجربہ کا بیان اس طرح پر کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی شریان کو جوڑتے نہیں دیکھا۔ جالینوس نے ان لوگوں کا مقابلہ قیاس اور تجربہ دونوں طرح سے کیا ہے قیاس جو اس مقام پر جالینوس نے کہا ہے خطابی ہے یعنی اس کا صغری از قسم مظنونات خواہ مقبولات کے ہے صورت اس قیاس کی یہ ہے کہ شریان بین بین میں ہے گوشت اور ہڈی کے اور گوشت ملتحم ہوتا ہے اور ہڈی مطلق نہیں جوڑتی ہے

طرح اگر ہچکی آنے لگے ایسا استفراغ مہلک ہوتا ہے اور ہچکی کے ہمراہ بوجہ استفراغ مذکور کے غشی بھی پیدا ہو بہت جلد موت واقع ہو گی اور ہذیان اور اختلاط عقل بعد استفراغ مہلک ہوتا ہے او ہچکی کے ہمراہ بوجہ استفراغ مذکور کے غشی بھی پیدا ہو بہت جلد موت واقع ہو گی اور ہذیان او ر اختلاط عقل بعد استفراغ خون کے مہلک اور ردی ہے او اگر ہذیان اور اختلاط عقل کے قریب تشنج پیدا ہوا اکثر قاتل ہوتا ہے۔ قانون علاج نزف الدم کا نزف الدم کے علاج میں ابتدا حبس خون کی تدبیر کرنی چاہئے بعد ازاں اگر قرحہ پڑ گیا ہے اس کا علاج کریں اکو رجس نزف الدم کا سبب برقرار ہے اس کا بند کرنا ناممکن نہیں ہے جیسے کوئی مادہ اکال وغیرہ باعث اجزائے خون کا ہے کہ جب تک ازالہ اس سبب کا نہ کریں گے کیونکر بند ہو گا پھر اگر بوجہ ضعف مفرط خواہ کسی اور وجہ کے اتنی مہلت نہ ہو کہ پہلے ازالہ سبب کا کرلیں بعد ازاں حبس خون کریں جو حوابس خون کے ذریعہ سے ناچار اسے بند کریں گے اور حابسات خون کا بیان تفصیلی اگرچہ کتاب اول میں ہو چکا ہے تاہم اس مقام پر بطور مدد کے کسی قدر ذکر کریں گے واضع ہو کہ اسباب حبس خون کے بعض وہ ہیں کہ جہت خروج کو بدل دیتے ہیں خواہ ایسے ہیں کہ جس طرف سے خون جاری ہے اسی طرف آنے کو روکتے ہیں اور مقام جریان تک پہنچنے نہیں دیتے اور بعض حابسات ایسے ہیں کہ خاص مقام جریان خون سے اس کو نکلنے نہیں دیتے اور بعض حوابس کا اثر مرکب دونوں اثروں سے ہتا ہے کہ مانع وصول بطرف مخرج کے بھی ہوتے ہیں اور خود موضع جریان سے بھی روک دیتے ہیں خواہ تینوں فائدوں کے جامع ہوتے ہیں پہلی صورت یعنی جو چیز خون نکلنے کی جہت بدل جائے او خلاف جہت کی طرف مائل کرے اس کی یہ بھی کیفیت ہے کہ فقط جذب بطرف خلاف جہت کے کرے اور کوئی دوسری راہ بر آمد خون کی جہت مخالف میں جدید پیدا نہ کرے جیسے جگر پر وضع محاجم اگر واسطے حبس نزف الدم کے کریں داہنے نتھنے سے رعاف پیدا ہو گا اور یہ کوئی نیا سوراخ بوجہ اس ترکیب کے پیدا نہیں ہوتا اور کبھی نیا مخرج

بذریعہ جذب خلاف کے پیدا ہوتا ہے جیسے صاحب رعاف کی اس ہاتھ کی فصد کھولی جائے جو محاذی اس کے نتھنے کی ہو بشرطیکہ فصد ضیق ہو اور زیادہ کشادہ نہ ہو۔ دوسری قسم یعنی روکنے والی شے ایسی کہ مجبر نزف تک آنے نہ دے وہی ہوگی جو مانع حرکت خون کی اور اس کے نفوذ کی ہو اور یہ صفت اس میں یا بہ سبب احتراق کے ہوتی ہے یا بوجہ تخذیر کے ہوتی ہے اور مخدر یا دوا ہوتی ہے خواہ کیفیت اور حالت خاص کسی بدن کی جیسے غشی کا واقع ہونا کہ اکثر بوجہ غشی ہونے کے حبس نزف الدم کا پیدا ہوتا ہے تیسری قسم یعنی جو خاص موضع نزف الدم پر خون کو روکے وہ ایسی ہی چیز نہ ہوگی جو مخرج کو بند کر دے خواہ بذریعہ بندش سخت کے یا بذریعہ رخنہ بندی اور کوئی چیز سوراخ میں بھر دینے کی جیسے کوئی دوا خواہ کپڑا وغیرہ بھر دیں یا فقط رخنہ بندی کریں اور سوراخ میں کچھ نہ بھریں خواہ موضع نزف الدم پر خشک ریشہ پیدا کریں داغ دینے سے یا کوئی دوا ایسی لگائیں جس سے پپڑی پڑ جائے خواہ جمود اور بستگی ایسی پیدا کریں کہ خون رک جائے خواہ کوئی دوا مغری اور حنیدہ لگائیں خواہ تجفیف پیدا کریں خواہ ادویہ ملحمہ کا استعمال کریں۔ خواہ اس گوشت کو جو گرد رگ کے ہو اس میں تنگی پیدا کریں تاکہ اسے بند کر دے تہ بہ تہ مسدود کر دے بات ضروری یہ بات جاننے کے قابل ہے اگر جراحت کے ہمراہ ورم بھی ہو اکثر یہ تدبیرات او اعمال جو اوپر بیان ہو چکے ہیں ان کا کرنا دشوار ہوگا اس لئے کہ اس وقت نہ بندش بذریعہ دوروں کے ممکن ہوگی اور نہ فتیلہ وغیرہ کا داخل کرنا بن پڑے گا اور نہ استواری سے بندش ہو سکے گی ہاں اس وقت استعمال ادویہ مغیر کا ضرور ہو سکتا ہے اور قبض اور تخذیر کا پیدا کرنا اور خون کا قوام کسی قدر غلیظ اور اثر کرنا اور اگر علاج بذریعہ بندش کے خواہ بذریعہ چاک کرنے کے خواہ کسی دوا کے لگانے سے بشرطیکہ زخم میں درد زیادہ ہو کیا جائے وہ نہایت ردی ہے اور جو نشست برخاست ایسی واقع کرے جس کی جہت سے درد پیدا ہو وہ بھی ردی ہے اٹھانا عضو مجروح کا لازم ہے کہ جامع دو باتوں کا ہو اول تو درد نہ ہونے پائے دوسرے جس طرف خون کا میلان

ہے اس کی جہت مخالف میں بلند کریں پس اعانت خروج دم کی ذریعہ تذلیہ اور تعلیق کے نہ کرنی چاہئے یعنی ایسی طرح اس عضو کو جھکانا اور لٹکانا درست نہیں ہے کہ اخراج خون کا آسانی ہو جایا کرے اگر ان دونوں غرض کے حاصل ہونے میں ضد ہو یعنی درد کی زیادتی کا موقوف ہونا اسی شکل پر اٹھانے میں منحصر ہو کہ جس شکل میں خون آسانی نکلنے کا گمان ہے خواہ برعکس اس وقت مشاہدہ حال مریض کے جو غرض زیادہ مناسب ہو اسے اختیار کریں اور جس کا تحمل مریض پر آسان تر ہو اور سردنت جو مفید زیادہ ہو اسی کا لحاظ زیادہ کریں اب اس وقت ہم کو احتیاج ایک اور بات بیان کرنے کی ہے بعد ازاں کہ ناظر کتاب ہذا اس امر کا لحاظ بخوبی کرلے کہ جس رگ سے خون جاری ہے شریان ہے یا شریان نہیں ہے بلکہ ورید ہے اور وہی شناخت جو اوپر جہبند گی خون اور رنگ وغیرہ کے بیان ہو چکی ہے اس کے ذریعہ سے اطمینان کرلے تاکہ اگر شریان سے اجزائے خون کا احتمال خواہ یقین ہو اس کی تدبیر میں توجہ زائد درکار ہے اور ورید کی نزف الدم میں چنداں اہتمام زائد نہیں ہے۔ بعد اس کے ہم کہتے ہیں کہ جذب بطرف خلاف جو بطرف مخرج م نہ ہو اس کی تدبیرات مختلفہ میں سے ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ عضو مخروج کو الم اور ایذا بذریعہ دلک اور بندش کے پہنچانی چاہئے خواہ بذریعہ محاجم کے ایذا دینی چاہئے اور جس عضو کی طرف جذب کرتا ہے واجب ہے کہ وہ عضو عضو ماؤف کا مشارک اور دونوں ایک ہی خط مستقیم طولاً خواہ عرضاً واقع ہو اور دونوں جہت عرض اور طول میں جو دور تر ہو بہ نسبت عضو ماؤف کے اس کی طرف جذب کرنا چاہئے اور قریب کی طرف مناسب نہیں ہے جیسے اگر جذب مخالف سر کے دونوں طرف کا کسی ایک جاسب سر کے خواہ ہاتھ کے جانب مخالف کا جذب اسی کے ہاتھ کے دوسری جانب میں کہ دونوں جذب میں قریب ہیں ان کا چنداں فائدہ ظاہر نہ ہوگا اور پورا انصراف اور جذب نہ ہوگا اور یہ قواعد ایسے ہیں کہ بروقت ان سمجھنے کے ناظر کتاب ہذا کو وہ اصول یاد کرنے کی ضرورت ہے جنہیں ہم نے کتاب اول فن کلیات میں ذکر

کیا ہے جہاں پر قوانین استفراغ کے بیان کئے ہیں بندش خواہ دلک وغیرہ جو کچھ کریں واجب ہے کہ اس عضو کے قریب سے واقع ہو جس سے خون کی روانی ہو رہی ہے پھر اس سے اتر کر دوسرے مقام پر کریں اور شرائین کے شگافتہ ہونے میں ان تدبیرات سے اس کی امید قطعی نہ رکھنی چاہئے کہ بس یہی تدبیرات کافی ہیں اور رجعت خون فقط انہیں تدبیرات سے ہو جائے گا بلکہ ان تدبیرات کو معین ٹھہرا کر استعمال کریں اور یہی حال فصد جانب مخالف کا ہے جو بعد قطرین میں کھولی جائے دوسری قسم کی ایک صورت یعنی خون کے غلیظ اور جائز کرنے کی صورتوں میں ایک صورت یہ ہے کہ مثلاً اگر کسی شخص کو رعاف وغیرہ بکثرت جاری ہوا سے اغذیہ غلیظہ الکیموس کھلائیں جو خون کو خاثر اور غلیظ کر دیں جیسے عدس اور عناب وغیرہ۔ اور دوسری صورت ہے کہ مخدمات اور آب سرد کا استعمال کریں اور بدن پر ادویہ مبردہ رکھیں اور کبھی غشی جو خود بخود واقع ہو کسی تدبیر سے پیدا کی جائے ایسی مفید ہوتی ہے کہ نزف الدم کو بند کر دیتی ہے قسم اخیر کی صورت یہ ہے کہ اس میں فقط ایک ہی قاعدہ کی رعایت درکار ہے یعنی مثلاً کبھی کوئی شریان متصل قلب کے ایک ہی جانب سے ہوتی ہے اور دونوں جانب اس کے اتصل نہیں ہوتی اگر اس کی بندش فقط ایک ہی جانب سے کر دیں روانی خون سے امان اور اطمینان ہو جائے بلکہ بیشتر دوسری جانب سے ایک شبہ متصل ہوتا ہے دوسرے شریان کا کہ اس میں ڈوب جاتا ہے اور خون اس کی طرف پہنچتا ہے اور جس راہ کو بند کیا ہے اس کی دوسری جانب سے خون اس میں پہنچتا ہے اس وقت دوہری بندش کرنی پڑے گی اور قبل از بندش اس جانب کی شناخت کرنا چاہئے جدھر اس رگ کا مبدا رہے اور جہاں سے یہ رگ پیدا ہوئی ہے بعض مواضع میں مبدا اس کا اسفل کی طرف ہوتا ہے جیسے غسق میں اور بعض میں اور بعض مقامات میں مبداء شریان کا اوپر کی طرف ہوتا ہے جیسے ران اور پاؤں میں جب یہ مقام اچھی طرح معلوم ہو جائے اس وقت مشد اور ربط کا استعمال کرنا چاہئے ایک تدبیر اس کی یہ بھی ہے کہ موچنے وغیرہ سے رگ کو باہر

نکال دیں اگرچہ اس کا نکالنا بدون چاک کرے تھوڑے سے گوشت کے ممکن نہ ہو اور گوشت سے مراد وہ گوشت ہے جو میط اسی رگ سے ہے اور اس رگ کو چھپائے ہوئے ہے اس کے بعد ان ادویہ کو جن کا ذکر ہم کرتے ہیں استعمال کرو۔ اگر یہ رگ ضارب ہو یعنی مثل نبض کے چلتی ہو اور خوب اس کی حرکت محسوس ہو جو مناسب یہ ہے کہ خرقہ کتان سے اس کی بندش کریں اسی طرح اگر ضارب نہ ہو لیکن اتنی بڑی ہو کہ اس میں سے خون بکثرت نکلتا ہو اور بند نہ ہوتا ہے اور جب تدبیر کر کے فراغت حاصل ہو بعد ازاں استعمال دونوں کا کریں اور تین دن پٹی نہ کھولیں خواہ چار روز نگ اور اس اثنا میں اگر دوائے مغزی کو دیکھیں کہ خوب چسپاں ہو گئی اور اچھی طرح گرفت کر لی ہے پھر اسے ہرگز چھوڑنا مناسب نہیں ہے بلکہ اور زیادہ اہتمام کر سکے اس کے گرد اسی قسم کی دوا لگائیں جو کسی قدر پہلے دوا کی خشکی بوجہ اپنے رطوبت کے کم کر دے اور اگر دوا کے اوپر مٹی خواہ کپڑے اور کاغذ وغیرہ کے چھوڑانے سے وہ دوا بھی اکھڑ جائے موضع دوا کو انگلی کے نیچے دبا کر ایسی تدبیر کریں کہ خون کا اچھل کر نکلنا رک جائے اور جس قدر دوا چھوٹ کر الگ ہو گئی ہو باقی ماندہ بھی جو الگ ہو چکی ہے اسے جدا کر دیں اور اسی جگہ پر اس دوا کو دو ٹکڑے کر کے گرا دیں اور دوسری دوا اس کی جگہ پر بدل کر رکھیں اور بروقت دوا چوڑانے کے عضو مجروح کو ایسے طرح اٹھائیں جیسا اس کی نسبت مناسب ہو اور وہی شروط رہیں جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے اور عمدہ طریقہ اس کا یہ ہے کہ زخم کا منہ مبداء رگ سے اونچا ہو مثلاً اگر نیچے کے امعا میں ہو خواہ رحم میں ہو ایسا فرش بچھایا جائے کہ نیچے کے اعضا کو اونچا کر دے اور راوپر کے اعضا پست کر دے اور با ایں ہمہ اس شکل کے پیدا کرنے سے درد پیدا نہ ہو جب ایسا عنون اس کے لیٹنے خواہ بیٹھنے کا درست ہو جائے پھر تین روز تک مریض کو اسی انداز پر رہنے دو تا ایکہ خون بند ہو جائے گو دورہ وغیرہ بھر کے خواہ اور کوئی چیز زخم کے اندر داخل کر کے جو تدبیر ہو اسی وقت چلے گی جبکہ شریان عظیم ہو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پشم ارنب خوہ مکڑی کا جالا یا

پٹی وغیرہ باندھیں اور بیشتر فقط دونوں باڑھوں کا ملا دینا اور ایسے رفادے اور پٹی وغیرہ جو زخم کے ملے رہنے کی حافظ ہوں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کافی ہوتا ہے بعد اس کے ایسی ادویہ کو چھڑکنا چاہئے جو ٹمحہ ہیں اگر کوئی رگ مثل دواج کے پھٹ جائے واجب ہے کہ اسے ابتدا میں ایک ہاتھ کی انگلیوں سے ملا کر ادویہ اور پٹی وغیرہ اس پر دوسرے ہاتھ سے چڑھائیں اور لگائیں روم بذریعہ علقہ کے کبھی بوجہ استواری علقہ یعنی لٹکنے والی چیز کے جو منہ پر شگاف کے لٹکی ہو اور ہر وقت اس منہ کو سمیٹے رہے حاصل ہوتا ہے کہ وہی علقہ اس قدر سمیٹتا ہے کہ آخر کار میں خون کو بستہ کر دیتا ہے اور رفائدہ ورم کا پیدا ہوتا ہے خواہ کوئی شے زیادہ تبرید پیدا کرنے اور خون کو منجمد کر دے اسی مقام میں گوشت پیدا کر کے شگاف میں تنگی پیدا کرنے کا طریقہ ایک یہ بھی ہے کہ شلا رگ کو غرض میں قطع کریں پس دونوں طرف وہ سمٹ کر پہلی ہی مرتبہ اس قدر تنگی پیدا کر کے شگاف میں تنگی پیدا کریں گی کہ اس پر گوشت دوڑ جائے گا۔ اس طرف جدھر سے میلان خون کا ہوتا ہے اور یہ تدبیر اسی مقام میں درست پڑے گی جو موضع لحمی ہو اکثر حاجت قطع ایک شعبہ رگ کے کنارہ سے ہوتی ہے تا کہ دخول اس کا اندر کی طرف باستواری ہو بعد ازاں اس پر دوا لگائی جاتی ہے اکثر التہام مجرے کا بدون ام الدم کے ہوتا ہے پپڑی پڑنے کی وجہ سے استواری زخم کی فقط رگ کے ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہے اگر سیلان خون کی وجہ سے کوئی ضرر عظیم پیدا ہوا ہے اور زیادہ مہلت استعمال ادویہ کی نہ ہو اور کبھی بذریعہ استعمال ادویہ کا دبہ مثل جو نہ وغیرہ کے بھی ہوتی ہے خواہ زنگار اور پھٹکری کے اقسام اور اقسام زریخ کے اور کون وغیرہ کے جو ضعیف العل ہیں کہ ان ادویہ کو مقام شگافتہ پر چھڑکتے ہیں اسی طرح زہد الجر سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے اکثر یہ دوا اس چھڑک کر موضع ماؤف کی بندش کر دیتی ہیں پس خون بند ہو جاتا ہے مگر اس میں خطرہ یہ ہے کہ اس تدبیر سے جو خشک ریشہ پیدا ہتا ہے بآسانی الگ ہو جاتا ہے اور فقط پانی لگتے سے خواہ ادنی تفاوت سے کسی جسم کی پپڑی ادھڑ جاتی ہے بلکہ اندر کا خون

جس وقت روانی پر آ کر پپڑی کی مدافعت کرتا ہے فقط اسی خون کی روانی کے صدمہ سے یہ پپڑی الگ ہو جاتی ہے اور تھوڑے تھوڑے سبب سے بھی اس خشک ریشہ کا زوال ہو جاتا ہے اور اس کے گر جانے کے بعد پھر وہی دشواری پیدا ہوتی ہے اسی واسطے اطبا نے تجویز کی ہے کہ آگ کے سینکنے سے جو پپڑی ڈالنی مطلوب ہو چاہئے کہ کسی لوہے کے ٹکڑے سے جس کی گرمی بہت زیادہ ہو اس سے داغ دے کر سینکیں تاکہ خشک ریشہ ایسا پیدا ہو جو گہرا ہو اور راو چھا اور کم زور نہ ہو اور بہ آسانی گر نہ سکے اور بہت دنوں میں گرے اور ایسا مستحکم ہو جیسے گوشت اس پر ثابت ہو گیا اس لئے کہ اگر داغ ضعیف لگاتے ہیں اس سے جو خشک ریشہ پیدا ہوتا ہے اول تو ضعیف کہ ادنی سبب سے گر جاتا ہے اور باایںہمہ مادہ کثیر کو جذب کرتا ہے اور تسخین شدید پیدا کرتا ہے اور جو داغ بقوت لگاتے ہیں اس کا روم اور رختہ بندی خشک ریشہ قوی سے ہوتی ہے اور شگاف کو زائل کر دیتی ہے اور اگر شگاف وسیع ہو اس کو چھوٹا کرتی ہے اور سمیٹ دیتی ہے منجملہ داغ لگانے کی تدبیر سے ایک عمدہ اور معتدل تدبیر سے بہتر یہ ہے کہ زیرہ اور چونا پیس کر مقام شگافتہ پر رکھیں اور ان دونوں پر قلقطار بھی اضافہ کرتے ہیں نہ احیات یعنی جملہ اقسام پھٹکریوں کے بھی ازیں قبیل ہیں کہ ان میں قبض اور کئی ذونوں کی قوت ہے اور چونہ میں فقط کی کی فورا ہے اور قبض کی قوت چونہ میں بہت کم اور معتدبہ نہیں ہے جو خشک ریشہ ایسی دوائے کاوی خواہ محض کی کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہو اور اس دوا میں قبض بھی ہو ایشا خشک ریشہ بہت دیر تک ٹھہرتا ہے اور عمیق بھی ہوتا ہے گدھے کے غلیظ کا نچوڑا ہوا اور خود وہی غلیظ باوجود کی۔جدت کے تغزیہ کی بھی قوت رکھتا ہے۔ سوراخ کی بند کرنے والی دوائیں جیسے حبین مغسول اور علک مطبوخ اور نشاستہ او گرد آسیا اور صموغ اور کندر اور رمیناج ایضا زبیب عنب اور ضفدرع یعنی میڈک بھی اسی قبیل سے ہے جیسا کہ کہتے ہیں ایضا کوکب ساموس بھی یہی خاصیت رکھتا ہے جو دوائیں بذریعہ تجفیف اور الحام کے حبس خون پیدا کرتی ہیں جیسے صبر او قشار کندا و خبتہ زبیب جو خوب

باریک پیسا ہو اور مازو ہمراہ روغن کے اسے جلائیں اور لید اور گدھے کی لید دونوں جلی ہوئی خواہ بدون جلی ہوئی اور ہڈیوں کی راکھ اور سیپی کی راکھ بشرطیکہ دھو کر ان کا نمک جدا نہ کیا ہو اس لئے کہ دھونے کے بعد یہ خاکستر از قسم معزی ادویہ کے ہو جاتی ہے اسی طرح تازہ اسفنج جس کو زفت خواہ شراب میں ڈبو دیا ہو او ڈبونے کے بعد اسے جلا ڈالیں اسی طرح بالوں کو جلا کر استعمال کرنا بیان ادویہ بسیطہ او مرکبہ کا جو بقوت حبت نزف الدم کرتی ہیں اور جالینوس نے انہیں ذکر کیا ہے اور بہت مبالغہ ان کے وصف میں کیا ہے اور جالینوس کے بعد اور لوگوں نے ان کا تجربہ کیا درحقیقت ان کا نفع زیادہ پایا ہے۔ منجملہ ان ادویہ کے ایک یہ نسخہ ہے قلقطار بیس جزو گندر سولہ جزو صبر علک البطم خشک اور فلفل اور علک بابس ملدآٹھ جزو زرنیخ چار جز انہیں پیس کر چھائیں اور بیس جز رداخل کریں اور کل ادویہ سے ضرور تیار کر کے فتیلہ پر چھڑک کر استعمال کریں خواہ موضع نزف پر چھڑکیں عجیب النفع ہے یا غزروت اور صبر اور مصطگی اور دم الاخوین کو پیس کر فتیلہ پر چھڑکیں اور راستواری باندھیں یا صبر اور کندر زفقط ہمراہ پشم ارنب وغیرہ کے جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے استعمال کریں خواہ اسفنج کو جلا کر جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے استعمال کریں اور شت سوختہ سائیدہ اور چرک قلمی اور توتیا اور صبر خواہ صبر اور کبری یا کندر اور کبریت سے ذرور تیار کریں یا استعمال فتیلہ کا سپیدی بیضہ کے ذریعہ سے کریں۔ خواہ قلقطار پیس جزء اور جندر اور روقاق کندر آٹھ جزء اور رراتیخ آٹ جز ہمین محرق آٹ جز خواہ قلقطار اور نحاس محرق اور قلقدلیس اور پھٹکری بریاں ہم وزن استعمال کریں عمدہ علاج نزف دموی کا خصوصا اگر سر سے خون جاری ہوتا ہے یہ ہے کہ صبر ایک جزو اس بدن میں جو رطوبت کو زیادہ جذب کرتا ہو اور نصف جزء صبر کا اس شخص کے واسطے جس کا بدن نرم ہو اور رطوبت کو کم جذب کرتا ہو اور فتار کندر بدن خشک میں ایک جزء اور خود کندر چرب بدن لین میں ایک زء اور انہیں دونوں پر اختصار کیا جائے خواہ ان کے ہمراہ دم الاخوین اور انزروت بھی شریک کریں اور شب کو پیدہ

زیر جلد اس کا نفوذ ہوگیا ہے اور جلد اس سے جدا ہوگئی ہے اور کہف اس واسطے کہتے ہیں کہ بدن کی ہڈی کے نیچے خواہ زیر لحم وہ قرحہ پیچیدہ ہوگیا ہے اور اس کی وسعت بڑھ گئی ہے اور بعض اطبا نے کہا ہے کہ قرحہ واسع کو کہف کہتے ہیں اور جو قرحہ تنگ اور عمیق ہو اس کا نام ناصور ہے اور نام رکھنے میں کچھ نزاع نہیں ہے جس وقت صلابت اور سختی گوشت وغیرہ کی قرحہ ظاہری میں ہو اس کا نام قرحہ خرقیہ ہے ناصور بڑا وہی ہے جو نظر نہ آئے اور جس قدر حس بصر سے دور ہے اور اسی کو چور کہتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ برا ہے ناصور کی بعض قسم مستوی اور سیدھی ہوتی ہے اور بعض قسم ناصور کی ترچھی ہوتی ہے اور جو ناصور عصب تک پہنچ جاتا ہے درد زیادہ پیدا کرتا ہے خصوصا اگر جانس اسفل اس ناصور کے سلائی وغیرہ سے چھوئیں اس وقت درد بہت زیادہ پیدا ہوگا کبھی جس عضو میں ایسا ناصور درد پیدا کرنے والا پڑتا ہے اس عضو کے فعل میں دشواری پیدا ہوتی ہے اور اس کی رطوبت رقیق اور لطیف ہوتی ہے جیسے اس ناصور کی رطوبت جو ہڈی تک پہنچا ہو یا کہ ہڈی میں پیدا ہوا ہو جب ناصور کسی رباط تک پہنچتا ہے اس سے بھی جو رطوبت نکلتی ہے ایسی ہی رطوبت ہوتی ہے یعنی رقیق اور لطیف مگر ہڈی اور رباط کے ناصور میں درد زیادہ نہیں ہوتا ہے جو رطوبت اس ناصور سے نکلتی ہے کہ ہڈ.تک پہنچا ہے رقیق اور مائل بہ زردی ہوتی ہے اور جو ناصور ورید اور شریان تک پہنچا ہے اکثر اس کی رطوبت دردی ہوتی ہے اور کبھی جو ناصور ورید تک پہنچا ہے اس سے خون کثیر اور صاف بھی نکلتا ہے اور جو ناصور شریان تک پہنچا ہے اس سے رطوبت چسپندہ اور غلیظ با کدورت اور خام برآمد ہوتی ہے کبھی ایک ناصور کے بہت منہ پیدا ہوتے ہیں اس کے علاج میں دشواری زیادہ پیدا ہوتی ہے اور یہ نہیں دریافت ہوتا کہ یہ ایک ناصور ہے یا چند ناصور یکجا ہوگئے ہیں اور کسی منہ سے اس ناصور کی رطوبت رنگین برآمد ہوتی ہے اس کی شناخت اسی طرح کرنی چاہئے کہ اگر ناصور واحد ہے سب سوداخون سے ایک ہی رنگ کی رطوبت نکلے گی اور اگر چند ناصور مجتمع ہیں رطوبت بھی چند اقسام

کی نکلے گی۔ مترجم کہتا ہے اگر ناصور مختلف سے رطوبت واحدہ نکلے اس کا ذکر شیخ نے اس لئے ترک کیا کہ تدبیر واحد ان سب کے واسطے کافی ہے متن ناصور کا رنگ بھی مختلف ہوتا ہے کوئی سپید رنگ اور کوئی تیرہ گون اور کوئی سرخ اور کوئی ناصور اور رنگ کا ہوتا ہے قروح کے بھی اقسام بہت سے ہیں بعض قرحہ میں درد ہوتا ہے اور بعض قرحہ میں درد مطلق نہیں ہوتا ہے کسی میں ورم ہوتا ہے اور کسی میں ورم نہیں ہوتا ہے کوئی قرحہ آلائش سے پاک رہتا ہے اور کوئی گندہ اور چرک آلودہ ہوتا ہے اور غیر نقی قرحہ کی وہی قسم ہے جو ڈھیلی اور پلپلی ہو اور اس میں خلط کثیر اور رطوبت زیادہ ہو اگرچہ وہ رطوبت ردی نہ ہو بعضے قرحہ میں وسخ ہوتا ہے اور بعض میں صدید بعض قرحہ متعفن ہوتا ہے اور ایسے قروح عفنہ کو باد جنوب سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں ہے اور رطوبت ہوا کی بشرطیکہ وہ ہوا گرم مزاج ہو بھی نہایت مضر ہے جیسے ہمارے بلاد ہندوستان میں پورو چلنے سے کس قدر زخم اور قرحہ میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور جراحوں کو کس قدر زحمت اس وقت عارض ہوتی ہے بعض قروح مشاکل ہوتے ہیں یعنی سڑ جاتے ہیں اور بعض نرم اور ڈھیلے ہوتے ہیں سرد ہوں خواہ گرم ایسے نرم قروح میں جو بال ان کے متصل ہوتے ہیں ان کے التقاط اور چن لینے کی ضرورت ہوتی ہے کبھی بعض قروح رشائجہ ہوتے ہیں یعنی ان سے صدید زرد گرم گرم ٹپکتا رہتا ہے اور کبھی ایسے قروح سے آب گرم کی شکل پر ایک رطوبت ٹپکتی ہے اور اس قدر گرمی اس رطوبت میں ہوتی ہے کہ اس قرحہ کے گرد کے گوشت اور کھال وغیرہ جل جاتی ہے۔ یہ قرحہ مہلک اور ردی ہے بعض قروح کا اندمال دشوار ہوتا ہے جو قرحہ متعفن ہے متاکل نہیں ہوتا اگرچہ دونوں پھیلتے ہیں اور اس جگہ کو خراب کر دیتے ہیں اور کبھی کوئی قرحہ ایسا اکال ہوتا ہے کہ اپنے متصل اعضا کو بوجہ حدت کے سڑا دیتا ہے اور عفونت اس میں نہیں ہوتی اور نہ گرمی اس میں یقیناً ظاہر ہوتی ہے لیکن جو قرحہ متعفن اور پھیلتا ہوا ہو اس کے ہمراہ گرمی خواہ تپ ہوتی ہے اور یہ جراحت اس سے جدا نہیں ہوتی۔ جالینوس مثل قروح نارفارسی اور نملہ

ساعیہ کوقروح متاکلہ نام رکھتا ہے اور قرحہ متعفنہ کو مرکب قرحہ اور مرض عفنی سے تجویز کرتا ہے اور ہر ایک ان قروح مذکورہ کے واسطے ایک حال خاص ہے جس کا بیان کریں گے جو قروح صلب اور سخت ہوں اور بطرف سپیدی کے ان کی رنگت مائل ہو خواہ سیاہی مائل ہوں اور اسی طرح اور جو قروح نرم اور ڈھیلے اور سرد اور سپید رنگ ہوں ان کی راحت ادویہ سخنہ سے پیدا ہوتی ہے اور ایسے قروح جو مسخن اور حار بالفعل ہوں اور ان قروح کی رنگت سرخ مائل ہو جاتی ہے ادویہ باردہ سے اور ہوائے بارد سے ان میں راحت پیدا ہوتی ہے قروح ردیہ کے ہمراہ اگر بدن کا رنگ بھی ردی ہو جائے مثلاً سپید خواہ رصاصی خواہ زرد ہو جائے فساد مزاج کبد او فساد پر ان خون کی دلیل ہو گا جو قرحہ کی طرف آتا ہے اور اسی وجہ سے اندمال ایسے قروح کا دشوار ہو گا جن قروح کی جڑیں باریک اور تیز ہوں اور ان میں کھجلی بھی ہو وہ فصل خریف میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کی جڑیں چوڑی اور سپید رنگ اور کھجلی ان میں کم ہو ان کا مزاج سرد ہوتا ہے جو قروح بعد امراض کے پیدا ہوں وہ بھی ردی ہوتے ہیں اس لئے کہ طبیعت نے بقیہ مواد فضول فاسدہ کا بطرف ان قروح کے دفع کیا ہے جو قروح اپنے گرد بالوں کو پریشان کر دیں وہ بھی ردی ہیں۔علامات موت کے جو سریع ہونے والی ہے ان میں سے بعض اطبا نے یہ علامت بھی ذکر کی ہے کہ اگر کسی آدمی کے بدن میں اورام اور قروح خبیثہ ہوں اور اس وقت اس کی عقل زائل ہو جائے فورا مر جائے گا قروح خبیثہ کا سبب کبھی ایسی جراحت ہوتی ہے جو فضول خبیثہ کو پانی ہے بدن میں خواہ کوئی تدبیر مفسد اس بدن میں ہوئی ہو بعد اس کے جراحت پیدا ہوئی ہو کبھی قروح خبیثہ تابع بثور ردی کی ہوتی ہے ان میں کوئی قرحہ بہت جلد متقرح ہو جاتا ہے بعد بثر کے یعنی بعد پھنسی خواہ دانے پڑنے کے خباثت پر قرحہ کی تعفن قرحہ اور اس کا دوڑانا اور گرد کی جلد وغیرہ کو فاسد کرنا اور بدشواری اچھا ہونا باوجودیکہ علاج میں خطا نہ ہو یہ سب امور دلالت کرتے ہیں افضل دلائل جو سلامت قرحہ پر دلیل ہوں خواہ پھوڑے کے اچھے ہونے پر دلالت

کریں انجام کار میں مدہ پڑ جاتا ہے چاہے وہ مدہ بذریعہ استعمال دوائے مقیح کے پیدا ہوا ہو یا کہ طبیعت نے خود بخود اس کو پیدا کیا ہو اس لئے کہ مدہ پیدا کرنا فعل طبیعت کا بمقتضائے مجری طبعی کے ہے اور بدون نضج طبعی کے مدہ ہرگز پیدا نہیں ہوتا ہے اور مدہ کے ہمراہ بڑی اعراض قروح رویہ کے پیدا نہیں ہوتی خصوصا اگر مدہ محمودہ سپید رنگ اور چکنا مستوی القوام ایسا نہ ہو کہ اس کا نضج تمام ہو چکا ہو اور اس میں بوئے بد نہ ہو اس لئے کہ عفونت اس میں نہیں ہے اور کبھی کسی قدر بوئے بد بھی ہوتی ہے مگر بہت کم اس لئے کہ مدہ کی پیدائش حرارت غریزی کی معاونت سے ہوتی ہے اور حرارت غریبہ سے بھی پیدا ہوتا ہے اور اس امر کا بیان ہم نے اور مقام پر کیا ہے جو قرحہ تشنج پیدا کرتا ہے اور قرحہ متعفنہ خواہ قرحہ سرطانیہ اور قرحہ خیر دینہ اور قرحہ متاکلہ و نیز ازیں قبیل اور قروح ہیں کہ ان میں مدہ پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ جس وقت قرحہ میں مدہ خواہ ورم ظاہر ہو علامت بہتری کی ہے اور اب اس کی نسبت خوف تشنج اور اختلاط عقل وغیرہ کا نہ کرنا چاہئے اگرچہ وہ قرحہ ایسے اعضا میں ہو جہاں کے قرحہ میں خوف تشنج وغیرہ کا ہوتا ہے جیسے اگلے پچھلے اعضا ہاں باوجود ظہور ورم اور مدہ کے پھر تشنج کا خوف اسی وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی امر عظیم پیدا ہو اور حد اعتدال سے تجاوز کر جائے اس کا تحمل بہ نظر عادت کے نہ ہو سکے اگر کسی قرحہ سے ورم دفعتہً غائب ہو جائے اور بوجہ قیح نکلنے کے متحلل نہ ہو اور بھی قرحہ خواہ ورم قریب اعضائے عصبیہ کے ہو جیسے پشت کے قروح کہ وہ قرب میں صلب اور نخاع کے ہوتے ہیں خواہ جو قروح ران کی جانب مقدم میں پیدا ہوتے ہیں یا مقدم رکبہ یعنی رانوں میں حادث ہوتے ہیں کہ یہ قروح بھی اس عضلہ عصبیہ پر ہوتے ہیں جو ان اعضا میں واقع ہے لہذا ان قروح کا انجام کار بطرف تشنج کے ہوتا ہے اور اختلاط عقل بھی عارض ہوتا ہے اور اگر قروح رگ دار اعضا میں واقع ہوں اور اکثر یہ قروح مقدم تنور بدن میں ہوتی ہیں۔ ان قروح سے خوف اسہال خون کا ہوتا ہے اگر نصف داخل میں تنور بدن کے واقع ہوں اور اختلاط عقل خواہ ذات الجنب اور

تشنج کا خوف بعد ذات الجنب کے خواہ نفث الدم کا جوف اول قروح ہوتا ہے اگر اوپر
وائے نصف تنور بدن میں واقع ہوں تشنج کے معنی ابتدائے کتاب سوم یعنی فن اول
کتاب معالجات میں بخوبی بیان ہو چکے اور اسی قسم میں اختلاط عقل کا بھی ہوتا ہے
منجملہ علامات جیدہ قروح کے یہ ہے کہ ان کے گرد کے جو بال منتشر اور پوشیدہ ہو گئے
ہوں وہ بال اگ آئیں بہت لائق اور افضل بدن واسطے علاج قروح کے وہی ہیں جن
کا مزاج اچھا ہو اور جن میں رطوبت فضلیہ کم ہو باوجودیکہ خون جید بھی ان ابدان میں
موجود ہو اور جو بدن زیادہ رطوبت ناک ہو خواہ اس میں یبوست زیادہ ہو اس کا قرحہ
علاج کو بدیر قبول کرتا ہے علاوہ یہ ہے کہ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہے جیسے لڑکوں
کے بدن اس میں قابلیت اثر پذیر ہونے علاج کی بہت کم ہے بہ نسبت اس بدن کے
جس میں یبوست زیادہ ہو جیسے شیوخ کے بدن خصوصا اگر مزاج اصلی بھی خشک ہو اور
اس میں خون پاکیزہ اور مرضی نہ ہو اور باینہمہ وہ بدن ڈھیلا ہو اور اس جہت سے جو
لوگ مرض استسقا میں مبتلا ہوں ان کے قروح کا علاج نہایت دشوار ہوتا ہے اور حاملہ
کے قروح بھی دیر میں اچھے ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے فضول بوجہ بند ہونے خون
حیض کے محتبس اور رکے ہوتے ہیں اور مشائخ کے قروح بھی اسی وجہ سے اور بھی بوجہ
قلت خون جید کے اچھے نہیں ہوتے اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ قرحہ اچھا اور
درست ہو کر پھر اس میں کسی قدر نقصان یا کوئی آفت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس
میں چونکہ گوشت قبل از تنقیہ کے پیدا ہوتا ہے اور جب احتباس ایسے فضلہ کا جو صاف
اور پاکیزہ نہیں ہے ہو تو ضرور ہے کہ جو اتصال نیا پیدا ہوتا ہے اس میں دوبارہ کوئی نہ
کوئی فساد پیدا ہو جائے کبھی نواصیر کی نسبت ایسا گمان ہوتا ہے کہ اچھی ہو گئی اور ایک
خشکی سے پیدا ہونے کی وجہ سے خواہ ایک امساک اور گرفتگی ظاہر ہونے سے ایسا معلوم
ہوتا ہے اور نفس کو طبیب معالج کے ایک قناعت سے پیدا ہوتی ہے اور گمان کرتا ہے کہ
اب یہ صحیح اور درست ہو گیا اس لئے کہ اس وقت اس نوصیر کی حالت بالکل ایسی ہوتی

ہے جیسے مشابہ صحت کے ہو جیسا ہم آئندہ اس حالت کو بیان کریں گے ۔لیکن بعد پیدا ہونے اس حالت کے یکبارگی تھوڑی سی حرکت کے عارض ہونے سے خواہ تھوڑے سے ملنے سے یا فقط کھانسی پیدا ہونے کی وجہ سے خواہ تھوڑا صدمہ پہنچنے سے خواہ بری طرح پر لیٹنے سے پھر اس نواصیر کا حال دگرگوں ہوتا ہے اور دوبارہ وہی پچھلی کیفیت عود کرتی ہے جو قبل گمان صحت کے تھی یا اس سے بدتر کوئی کیفیت عارض ہوتی ہے جس قروح میں گوشت پیدا ہوتا ہے کبھی زائد از حاجت پیدا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ نہیں پیدا ہوتا ہے اور شاید جن قروح میں گوشت زائد پیدا ہوتا ہے وہی قروح ہیں کہ بدون تنقیہ کے استعمال ادویہ مدملہ کا ان میں کیا جائے اور جن قروع میں گوشت زائد پیدا نہیں ہوتا ہے غالبا وہی قروح ہیں کہ ان کا تنقیہ کرکے استعمال مدملات کا کیا جائے جب کسی قرحہ کے بقا کا زمانہ وارد ہو جائے اور سڑ جائیں اور متعفن ہو جائیں اور جواہر اصلی سے عضو کے بہت کچھ جاتا رہے کا اندمال متوقع نہیں ہوتا ہے اگرچہ ہر اصلی موضع متقرح کا بطرف غو دا اور عمق بدن کم ہو گیا ہو یعنی وہ قرحہ گہرا زیادہ ہوا ہو اور طول وعرض میں زیادہ نہ ہو اس کے اندمال کی امید البتہ ہو سکتی ہے خصوصا یہ ناامیدی نسبت اندمال قروح کے اسی وقت زیادہ ہوئی کہ قرحہ زیادہ کہنہ ہو جائے اور سال بھر تک باقی رہا ہو خواہ قریب سال کے رہے بایکہ وہ قرحہ منخرف ہو یعنی اس میں ناصور پڑنے لگے ہوں اور جو قرحہ قدیم ہو جاتا ہے ضرور اس کی بزرگی اس ہڈی سے تجاوز کر جاتی ہے جو گرد اس قرحہ کے ہے قروح سوداویہ کا اچھا ہونا دشوار ہے ہاں اگر ایسے قروح سوداویہ میں جس قدر رشے فاسد مجتمع ہے سب کی سب نکال ڈالی جائے اور جو فساد ان کا گوشت تک پہنچا ہے وہ بھی دور کر ڈالا جائے اور گوشت اور ہڈی دونوں صحیح اور آفت سے بچی ہوئی ہوں اس وقت ان کے صحت کی امید ہو سکتی ہے جو اسباب ہیں کہ ان کے عروض سے قروح میں فساد پیدا ہوتا ہے انہیں اسباب میں سے ایک تو ضعف عضو متقرح کا ہے دوسرے برا ہونا اس خون کا جو اس عضو کی طرف بطور غذا کے آتا ہے برائی اس

خون کی یا کیفیت میں ہو یا کمیت اور مقدار میں خون کی ردائت بجہت خواب ہونے
مزاج کبد کے ہے اوراس وقت خون کا رنگ سپیدی مائل بر صاصی خواہ زردی مائل ہوتا
ہے خواہ ردائت کیفیت خون کی بوجہ خرابی مزاج طحال کے ہوتی ہے اس وقت رنگ
خون کا سیاہی مائل یا کہیں سپید اور کہیں سیاہ ہوتا ہے یعنی نقطہ ہائے سپید اور سیاہ قطرات
خون میں نمودار ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں خرابی تمام اخلاط بدنی کے پیدا ہوتی
ہے۔اور ایسا خون ردی کہ جس سے گوشت بن نہیں سکتا ہے اور اس کا استحالہ بطرف لحم
کے نہیں ہوسکتا ہے اس کے علاوہ کبھی ایک اور قسم کا ضرر بھی اس سے پیدا ہوتا ہے کہ
اس کی وجہ سے چرک زیادہ پیدا ہوتا ہے کیت خون کی ردائت یہ ہے کہ مقدار محتاج الیہ
سے کم ہو یا ریادہ ہو کم ہونے میں یہ نقصان ہوگا کہ وہ چیز پیدا نہ ہوگی جس سے قرحہ
میں گوشت پیدا ہو اور قرحہ اس قدر صاف اور پاک رہے گا کہ قبل از وقت مناسب کے
ایسی پپڑی پڑے گی اس سے دستگاری حاصل نہ ہوگی اور جب تک زخم پورا ابھر نہ جائے
یہ خشک ریشہ ٹھہر نہ سکے گا بلکہ اکڑ جائے گا اور یہ ضرر اس وقت پیدا ہوگا جب ان میں
مواد ردی کی زیادتی نہ ہو اور خون بھی اس میں بہ قلت پیدا ہوتا ہو تیسرا سبب موجب
فساد قروح وہ تحرف ہے یعنی قرحہ کے کنارے اور گرد کی جلد اور گوشت وغیرہ میں
عارض ہو۔چوتھا سبب ان رگوں کا اتساع اور پھیلا ہونا جو اس میں واقع ہیں اور منتشر
ہیں اور ان ہڈیوں کا ہے جو متصل قرحہ کے واقع ہیں خواہ فساد قروح کا اس طور پر کہ ان
کا رنگ تیرگی یا سبزی مائل ہو یا زردی مائل ہو جائےخواہ کوئی عضو جو قریب اس قرحہ کے
ہے اس کا مزج فاسد ہو ایسے قروح جن کا علاج دشوار ہے اور ان کی صحت میں دشواری
ہوتی ہے جیسے قروح متدیرہ خواہ اور قسم کے قروح جو اوپر مذکور ہو چکے اگر لڑکوں کے
بدن میں پیدا ہوں قاتل ہوتے ہیں اس لئے کہ لڑکے بوجہ نزاکت مزاج کے متحمل
شدت وجع کے نہیں ہوتے اور نہ علاج دشوار کا تحمل کر سکتے ہیں اور نہ صعوبت قروح کی
ان سے برداشت ہوسکتی ہے قانون علاج قروح کا پہلے یہ جاننا چاہئے کہ جمیع قروح

تجفیف کے محتاج ہیں سوائے اس قرحہ کے جو رض عضلہ سے خواہ عضلہ کے فسق سے پیدا ہوا ہو کہ ایسا قرحہ پہلے محتاج ارخا اور ترطیب ہوتا ہے اور باوجودیکہ قروح اولا محتاج تجفیف کے اکثر احوال میں ہوتے ہیں پھر بھی کبھی اور احوال کی طرف بھی ان کو حاجت ہوتی ہے جیسے تنقیہ خواہ جلاب اور ان احوال کی ضرورت ایسی وجوہ سے ہوتی ہے جو قروح کو لاحق اور عارض ہو جائے اور بیرونی عوارض کی وجہ سے یہ اسباب پیدا ہوتے ہیں نفس قرحہ کچھ ان احوال کا محتاج نہیں ہوتا ہے جس قدر قرحہ بڑا اور گہرا ہوگا حاجت تجفیف کی اس میں زیادہ ہوگی اور اس کے اجزائے منتشر کا جمع کرنا زیادہ درکار ہوگا اور پورا جفاف اور نہایت درجہ پر تجفیف دوا میں ہوگی اکثر اوقات خیاطت اور ٹانکے لگانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے مگر مقدار حاجت کا لحاظ کر کے مبالغہ تجفیف اور جمع اجزا کی تدبیر میں کوشش کرنا چاہئے اور انہیں قواعد کی رعایت جو بات جراحات میں بیان ہو چکے ہیں یہاں بھی کرنی چاہئے۔

یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ قروح اپنے علاج میں کبھی محتاج ادویہ سیالہ نافذہ کے ہوتے ہیں جو بذریعہ نے خواہ پچکاری کے پہنچائی جاتی ہیں اور وہ غواص بھی ہوں ایسے وقت میں ان ادویہ کو بشکل مرہم اور قیروطی کے ہونا ضرور ہے پھر چاہئے کہ باطن میں وہ دوائیں مجفف کامل ہوں یعنی اثر خشکی کا پیدا کریں خصوصا جو دوا قروح ناصوریہ کے علاج میں مستعمل ہوں ان کے یبوست کی قوت رطوبت جرم پر زیادہ غالب ہونی چاہئے کبھی ان قروح کی دوا میں حاجت آمیزش ایسی چیز کی ہوتی ہے جو کسی دوسرے سبب سے سیلان پیدا کرے اور وہ اس غرض سے ہوتی ہے تاکہ رطوبت لزج اور الصاق پیدا کریں اس کا بھی خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ قروح محتاج پٹی اور بندش کے تین وجہ سے ہوتے ہیں اول چرک کو بہاتا ہے اور روان کرتا ہے لہذا واجب ہے کہ استواری بندش کی انتہا اور بطرف اندرون قرحہ کے بہ سختی ہو اور منہ کے قریب کی بندش ڈھیلی ہوتا کہ نچوڑنا اور فشردہ ہونا چرک کا آسان ہو دوسرا سبب ان کی بندش کا یہ ہے کہ

دوا مستعمل کرنے اور الگ ہونے سے محفوظ رہے اور جو قوت الحام اور گوشت پیدا کرنے کی دوا میں ہے بوجہ الزام محل کے اس میں کسی طرح کا فرق نہ پڑے اس غرض کا محصول محتاج استواری بندش کا نہیں ہے تیسرا فائدہ بندش سے یہ ملحوظ ہوتا ہے کہ قرحہ کے دونوں سرے آپس میں مل کر ملتحم ہو جائیں اس فائدہ کی وجہ سے لازم ہے کہ دونوں باڑھوں کے پاس بندش ڈھیلی نہ ہو بلکہ ایسی ہو کہ دونوں سرے بخوبی مل جائیں اور بہت اچھی طرح سے اتصال پیدا رہے مگر ایسی بھی بندش کچھ مفید نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے درد اور ایذا پیدا ہو اور ورم عارض ہو معالج کو واجب ہے کہ ایسی تدبیر کرے کہ قرحہ متورم نہ ہونے پائے اور جو چیزیں مانع ورم ہیں ان سے طبیعت کی اعانت کرتا رہے اس لئے کہ بعد ورم کے تا زوال ورم قرحہ کا علاج نہیں ممکن ہے پھر اگر ادویہ مانع ورم کا استعمال ممکن نہ ہو اور ورم ظاہر ہو جائے اس وقت علاج خاص ورم کا کرنا چاہئے مگر مراعات قرحہ کی بھی چلی جائے تاایکہ علاج سے ورم کے فراغ ہو پھر خاص قرحہ کا علاج کرنا چاہئے اسی طرح اگر قرحہ کے گرد وپیش کی چیزیں فاسد ہو جائیں مثلاً سبز ہو جائیں خواہ سیاہ ہو جائیں اس کا علاج بذریعہ پچھنے کے کرنا چاہئے اور خون فاسد کو نکال ڈالنا ضرور ہے بعد ازاں اسفنج خشک اس پر چسپاں کریں اس کے بعد ادویہ مجففہ کو استعمال کریں۔ جب قرحہ خالی رہے یا قرحہ ساذج بلا مادہ ہو پہلے تامل کرنا چاہئے کہ بدن سے کوئی شے بطرف قرحہ کی ریزش کرتی ہے یا نہیں کرتی ہے بلکہ جو طریقہ قرحہ کے کرنے کا تھا اب اس کا انصباب برطرف ہو گیا ہے اگر اس کا انصباب موقوف ہو گیا تو خاص قرحہ کا علاج کرنا چاہئے اور اگر ابھی انصباب کسی رطوبت وغیرہ کا بطرف قرحہ کے ہو رہا ہے پہلے اس ریزش کو منع کرنے کی تدبیر ضرور ہے بذریعہ فصد کے خواہ اسہال اور قے کے اس لئے کہ قے ایسے وقت کبھی مفید بھی ہوتی ہے اور بقراط نے اس کے مفید ہونے کی شہادت دی ہے اگر قروح کے اندر کرچیں ہڈی کی خواہ ٹکڑے جھلی وغیرہ کے ہوں خواہ ناور کچھ پڑ گیا ہو اس کے نکالنے میں عجلت نہ کرنی چاہئے ہاں

وہ تدبیر کرنی چاہئے جو باقی عظام میں بیان ہو چکی ہے پہلی جو تدبیر قرحہ کے واجب ہے وہ یہی ہے کہ اس میں قیح پیدا ہو جائے بذریعہ استعمال دوا کے پھر اس قیح کا تنقیہ بھی ادویہ سے کرنا چاہئے بعد ازاں نبات لحم کی تدبیر اور اندمال قرحہ کا اگر قرحہ چرک وغیرہ سے پاک و صاف ہو جائے داغ و جاج یعنی کجی اور ناہمواری اس میں نہ ہو اور زیادہ گہرا بھی نہ ہو فقط اس کا اندمال کافی ہو مگر ایسی صورت میں کہ اس میں ریم وغیرہ نہ ہو اور جو قرحہ چرک آلود ہے دوائے جالی اور لاذغ کا استعمال اس میں ضرور ہے اور پہلے جو علاج اس کا کیا جائے لازع کا محتاج ہو گا اس لئے کہ حس اس کا ادراک بخوبی نہیں کر سکتی ہے پھر رفتہ رفتہ لذع میں کمی کرنی چاہئے جوں جوں حس ادراک کرے تا ایکہ جب انبات لحم کی دوا کی نوبت پہنچے ایسی دوا مستعمل ہو جس میں کسی قدر لذع ہو اور ہر وقت اس کا استعمال ہو اور خیال اور اہتمام اس کا ضرور ہے خصوصاً اگر قرحہ میں حرارت خواہ التہاب ہو کہ درد پیدا ہوئے تو جو جو اسباب و امور التہاب و درد کے ہیں ان کا دفع کرنا ہر وقت ملحوظ رہے اور یہ وہی اسباب ہیں جنہیں ہم نے بیان کیا اور ایک ایک کو جداگانہ ذکر کیا کہ وہ سب قرحہ کو مائل بہ ردائت کرتے ہیں اس لئے کہ اگر ان اسباب کی اصلاح نہ کریں گے خاص علاج قرحہ کا ممکن نہ ہو گا اور کارگر نہ ہو گا اکثر جو چیز مزاج عضو کی مصلح ہوتی ہے وہی اصلاح قرحہ کی بھی کر دیتی ہے اور اکثر جب قرحہ مصحجل اور ڈھیلا ہوتا ہے اس پر گوشت ردی پیدا ہوتا ہے اور وہ گوشت مائل بہ سرخی اور باسخونت ہوتا ہے اس کا علاج ادویہ مبردہ لحم سے جو گرد قرحہ کے ہے کرنا چاہئے جیسے آب برگ ملوکل ارمنی اور سرکہ اور طلائے صندل خواہ وہ طلا جن میں کافور کی شرکت ہے اور برف سے ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا چاہئے کہ قرحہ مندمل ہوتا جائے اور چھوٹا ہوتا رہے جو قروح ایسے ہوں کہ ان میں درد شدید ہو اس کے علاج میں پہلے اشتغال اور توجہ تسکین درد میں کرنا ضرور ہے اور درد کی تسکین انہیں ادویہ سے کرنی چاہئے جن کو بخوبی ہم بیان کر چکے ہیں اگر چہ وہ ادویہ نفس قروح کی اصلاح کی اضداد بھی ہوں اسی

واسطے کہ اگر ہم تسکین درد کی پیدا نہ کریں گے علاج قروح کے اسباب ہمارے پاس مجتمع نہ ہوں گے اور جب درد میں سکون پیدا ہو جائے گا تدارک اس ضرر کا بھی کر لیں گے جو ان ادویہ مسکنہ کے استعمال سے پیدا ہوا ہو چرک آلودہ قروح محتاج صاف کرنے کے ہوتے ہیں یہ وہی قروح ہیں جن میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے اور بہا کرتی ہے اور بکثرت میلان رطوبت کا ان میں رہتا ہے کبھی شہد کے ذریعہ سے ایسے قروح کی صفائی پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی ذرورات کے استعمال سے خواہ مراہم کے استعمال سے جب تک قروح چرک سے پاک نہ ہو جائیں کوئی دوا ان کی خاص جرم تک پہنچ نہ سکے گی خصوصا جو ادویہ بطور ذرور کے مستعمل ہوتی ہیں کہ ان کی رسائی بہت دشوار ہے لہذا واجب ہے کہ پہلے تنقیہ اور صفائی ان کی کر لیجائے پھر انبات لحم یعنی گوشت اگانے کی دوا کا استعمال کیا جائے جو دوا منقی ہے یعنی رطوبت کو پاک کرتی ہے اس میں جلا زیادہ ہوتی ہے اور جو دوا گوشت پیدا کرتی ہے بالضرور اس میں جلا بہت کم ہوتی ہے اور کبھی گوشت خراب اور ردی بھی پیدا کرتی ہے لہذا واجب ہے کہ کھانے کی دوا حادا اور تیز اختیار کی جائے اور طلا کی دوا خارج بدن میں مبردات ادویہ میں سے اختیار کریں پھر اس طلا کو انہیں تدبیروں سے چھڑائیں جن سے خشک ریشہ اور پپڑی کو چھڑاتے ہیں بعد ازاں علاج مناسب کریں اور یہی طریقہ ہمارے نواصیر کے علاج کا بھی ہے اس لئے کہ ہم کو احتیاج پہلے اس کے صاف کرنے کی ہوتی ہے اور بعد ازاں علاج خاص کو اختیار کرتے ہیں ایک ہی دوا بہ نسبت بعض ابدان کے منبت لحم ہوتی ہے اور بہ نسبت دوسرے بدن کے اکال اور شدید الجلا ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بدن نرم اور زیادہ ڈھیلا ہو اور بہ نسبت تیسرے بدن کے وہی دوا نہ جالی ہوتی ہے اور نہ منبت لحم اسی واسطے دوا کی قوت کا توڑنا خواہ زیادہ کرنا اور بڑھانا خواہ اس کا وزن کم و بیش کرنا خواہ کسی اور ترکیب کے ذریعہ سے اس کی قوت کم اور بیش کی جائے خواہ کسی دوا کی مقدار گھٹائیں خواہ اس پر کوئی دوا زیادہ کریں کہ اس میں تخفیف یا جلا زیادہ پیدا ہو اور کسی اور

بدن کی نسبت بھی دوا اکال ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس کا وزن کم ہو جائے خواہ اس کی دہنیت زیادہ ہو جائے خواہ اور بعض ادویہ قابضہ کا اسی دوا پر اضافہ کریں زیادہ تر لائق دوائے قوی کی وہی قروح ہیں جن کا اندمال متعسر ہو واجب ہے کہ دوا کو تین دن تک قرحہ پر لگی رہنے دیں بعد ازاں ان کو چھوڑ ڈالیں اس لئے کہ اب اگر یہ دوا پھر استعمال کریں گے کچھ اثر نہ کرے گی روغن کو قروح سے متصل نہ کریں اور اگر بدون استعمال روغن کے کچھ چارہ نہ ہو روغن بید انجیر اور روغن آس اور روغن مصطگی کو اختیار کریں اگر قرحہ میں اور کسی طرح کی خرابی نہ ہو لازم ہے کہ جو عضو زیادہ حس رکھتا ہے اور اس میں قرحہ پڑ گیا ہے یہ رفق اور نرمی علاج اس کا کرنا چاہئے اور دوائے قوی سے اس کو ایذا نہ پہچائیں اور جس عضو کی حس بلید ہو اس کے معالجہ میں جلدی واجب ہے درگزر نہ کرنا چاہئے جو قرحہ کسی عضو باطنی میں پڑے خواہ کسی عضو شریف میں واقع ہو جس کی وجہ سے خطرہ بے حد پیدا ہو خواہ وہ عضو کثیر النفع ہو یا کہ قبول لعابات کو جلد کرتا ہو یہ سب قسمیں عضو کی باب الحس کے علم میں داخل ہیں اور ان کے اپداد کا حکم بلید الحس میں داخل ہے خواہ ملعیف الحس ہیں اور اس وجہ سے قروح باطنی متحمل دوائے سخت کے نہیں ہوتے ہیں جیسے زنگار وغیرہ خصوصا جو دوائیں زیادہ جذب ہو جاتی ہیں اور بدن کے اندر ڈوب جاتی ہیں اور یہ قروح باطنہ مغزیات ادویہ کے زیادہ محتاج ہیں جیسے کتیرا اور صمغ عربی خواہ وہ دوائیں جو اندر تحقن زیادہ ہوتی ہیں خواہ جن کی خاصیت درمیانی ہے صواب علاج میں یہ ہے کہ اعضائے متقرح ساکن رہیں اور حرکت نہ ہونے پائے اور حرکت نہ دیئے جائیں اگر پہلے پہلے زمانہ میں حرکت ملائم اور خفیف دی جائے اس کی مضرت بہت کم ہے بہ نسبت اس کے کہ بعد زمانہ ابتدا کے حرکات قوی کا متحمل ان سے کرایا جائے خصوصا اس بدن میں جن کے اخلاط ردی ہوں واجب ہے کہ علاج قروح میں اس کا خیال رہے کہ قریبکے اعضا میں التحام پیدا نہ ہو جائے جیسے لصق جو ایک قسم کے فزونی زائد درمیان آنکھ اور پلک کے پیدا ہو جاتی ہے خواہ دو

انگلیوں کے مابین جو گوشت یا کھال پیدا ہو کر انگلیوں کو متصل کر دیتی ہے کہف یعنی حار کا قرحہ اور چور قرحہ بطرف ناصور کے زیادہ مستحیل ہوتا ہے اور جو قروح شرائین اور اوردہ سے تجاوز کر گئے ہیں ان کی جہت سے قریب کے گوشت نرم وغیرہ میں ورم پیدا ہوتا ہے جیسے کش ران میں ورم اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور پس گوش بھی جیسے خارش کا اثر وہاں تک پہنچ جاتا ہے اور بعینہ یہی حلت اسکی موجب ہوتی ہے خصوصاً اگر بدن میں روائت ہو اور فضول سے بھرا ہوا ہو کہ اس وقت درد میں شدت ہوتی ہے اور نوبت قرحہ کی پہنچتی ہے لہذا واجب ہے کہ علاج بدن کا بذریعہ تنقیہ کے کریں اور جو تدبیر اپنے مقام خاص میں مذکور ہو چکی ہے اس کو استعمال کریں اور جب تک ورم کا تنقیہ نہ ہو گا اس کے علاج کی امید نہیں ہو سکتی ہے اور علاج میں اس کی بھی حاجت ہے کہ با سلیقون وغیرہ کے استعمال سے قرحہ کی تکلیف کو دور کرتے رہیں۔ اگر تنقیہ بدن کا ہو چکا ہو اور تنقیہ کرتے وقت بھی ایسی تدبیر کریں کہ ایذا قرحہ کو نہ پہنچنے پائے ایک وصیت جامع الفوائد کا سننا بھی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جس دوا وغیرہ سے علاج قرحہ کا کیا جاتا ہے یا تو موافق ہو گی یا غیر موافق اور دوائے موافق اگر فی الحال اس سے کوئی فائدہ ظاہر نہ ہو لازم ہے کہ اس سے کسی طرح کی مضرت بھی پیدا نہ ہو اور غیر موافق اس وجہ سے کہ اس کا عمل ضعیف ہے اس کی پہچان اس طرح کرتے ہیں کہ جس غرض سے استعمال دوا کا ہوا ہے اثر اس کے پد کا ظاہر ہو مثلاً اگر بغرض تجفیف یا تنقیہ کے استعمال کیا ہے افزونی مادہ کی اور رطوبت زیادہ ہوتی جائے خواہ کوئی اور فساد سوائے ان دو فساد مذکور کے پیدا ہو لہذا واجب ہے کہ اس دوا کی قوت بڑھائی جائے یا مخالف اس دوا کی اور وجوہ سے ہو مثلاً اس سے گرمی زیادہ از حد محتاج الیہ پیدا ہوتی ہے اس کی جہت سے حمرت اور التہاب پیدا ہو جائے اس وقت احتیاج اس کی ہو گی کہ اس دوا کی قوت کم کی جائے اور اس کے التہاب کو فوراً بجھا دینا چاہئے کسی مرہم مبرد کے ذریعہ سے خواہ اس دوائے ناموافق کے استعمال سے رنگ قرحہ کا بطرف سیاہی خواہ کمودت

کے مائل ہو جاتا ہے اس وقت معلوم ہوگا کہ دوا قرحہ میں تبرید پیدا کرتی ہے اور بقدر محتاج الیہ اس دوا سے تسخین پیدا نہیں ہوتی پس لازم ہے کہ اس کی تسخین کی قوت زیادہ کی جائے خواہ وہ دوائے ناموافق ترہل اور ڈھیلاپن قرحہ کا زیادہ کرتی ہو اس وقت واجب ہوگا کہ اس کی قوت قابضہ زیادہ کی جائے جیسے گلنار اور مازو وغیرہ خواہ اس دوا سے تجفیف بیش از حد پیدا ہوتی ہو لازم ہے کہ اس کا تدارک ایسی دوا سے کریں جو ہم اب ذکر کریں گے خواہ دوائے ناموافق قرحہ میں تاکل پیدا کرتی ہے اور عمق اس قرحہ کا زیادہ کرتی ہے جیسے آئندہ سطور میں اس کا ذکر آتا ہے لازم ہے کہ ایسی دوا کی قوت جلا توڑ ڈالی جائے۔ اکثر دوا اس وجہ سے ناموافق ہوتی ہے کہ مزاج عضو متقرح کا کسی کیفیت خاص میں حد افراط کو پہنچا ہوا ہے اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جو دوا مقام پر مستعمل ہو اس کیفیت کی ضد مقابل ہوتا کہ مزاج اس کا معتدل ہو جائے اور کیفیت موافق اس دوا کا مزاج ضعیف ہو۔علاج قروح صدیدیہ کا یہ قروح محتاج استعمال ادویہ مجففہ کے ہوتے ہیں کہ تدید سے قرحہ پاک ہو جائے اس کے بعد دوبارہ استعمال ادویہ منبتہ لحم کا کرنا چاہئے اگر یہ قروح ڈھیلے ہوں اور گوشت لگانے والی دوا کا استعمال کیا جائے زیادہ زخم غائر ہو جائے گا اور عفونت بڑھ جائے گی اس لئے کہ اجسام ان قروح کے ضعیف ہوتے ہیں بلکہ واجب ہے کہ پہلے ان کی تجفیف کر لی جائے تا کہ اندر کی سختی پیدا ہو سکے بعد وہ دوا گوشت پیدا کرنے والی لگائی جائے اگر ایسی دوا کا استعمال ہو اور رطوبت قرحہ کی کم نہ ہو خواہ روز بروز زیادہ ہوتی جائے اس وقت یہ یافت ہوگا کہ اس دوا میں اتنی قوت ہے کہ اس بدن میں جذب رطوبت پیدا کرے پس ضرور اس کی قوت مجففہ زیادہ کرنی چاہئے اور تھوڑی سی جلا کی قوت بھی اس میں بڑھانی چاہئے مثلاً شہد کی آمیزش کر کے ادویہ قابضہ جیسے گلہار اور پھٹکری وغیرہ اور ترکت روغن کی بہت کرنی چاہئے اور اگر کوئی روغن اس میں پڑے تو ایسا ہو جس میں قوت تجفیف کی ہوتی ہے اسی طرح اگر قرحہ کی خشکی حد افراط کو پہنچی ہو ادویہ تجفیف کی قوت

کو استعمال کریں وہ ادویہ جو قرابادین میں ذکر کیے ہیں ان کا استعمال کرنا چاہئے اکثر ریم وغیرہ دھونے کی حاجت سیال چیزوں سے ہوتی ہے چنانچہ اس کا بیان قروح غارّہ کے علاج میں ہم کریں گے منجملہ اس سیال اور روان چیزوں کے آب وریا اس کام کے واسطے عمدہ چیز ہے پھٹکری کا پانی بھی چرک کو دھوڈالتا ہے اور ردع اور تجفیف بھی پیدا کرتا ہے اور یہ سب ادویہ جو ابھی مذکور ہوئے ہیں بروقت ورم کے مضر ہوتے ہیں اگر ناگرموتھ کو پانی میں پکا کر چرک کے دھونے میں استعمال کریں تجفیف اچھی طرح پیدا کرتا ہے۔ جوشاندہ ہلیلہ بلیلہ آملہ کا اور جوشاندہ آزادورخت اور برگ سدر کا بھی اس غرض کو بخوبی پورا کرتا ہے علاج قروح وسخہ کا وسخ کے معنی اوپر مذکور ہو چکے ایسے قروح کے علاج میں ادویہ جالیہ کو استعمال کرنا چاہئے اور ابتدا علاج کی ایسی دوا سے کریں جو قوی زیادہ ہو اور لذع بھی زیادہ پیدا کرے جس طرح قانون عام میں ہم نے بیان کیا ہے بعد ازاں رفتہ رفتہ قوت گھٹانی چاہئے مثلاً شیطرج ہندی اور زراوند ہمراہ شہد کے اور تھوڑا سا سرکہ ایضا علک البطم اور اس کے مثل روغن گل خواہ روغن گاؤ ایضا اصل السوس ہمراہ شہد کے ایضا آرو کرسنہ اور گیاہ جادشیر مرکبات اس سے مرہم ہندی اور سبز رنگ کے مراہم خواہ فقط زنگار سے بنے ہوں یا اس میں اشق وغیرہ داخل کی جائے اور مراہم قیسوریہ اور جو مرہم دقیق کرسنہ سے خواہ مرہم نمک اور قرص اسود اور قرص اخضر یعنی سبز جو بنام فرموحالس مشہور ہے خفیف ادویہ میں سے ایک یہ دوا ہے دردی زیت اور شہد اور پھٹکری برابر ہم وزن لے کر استعمال کریں خواہ سپیدہ اور بجدہ یعنی عنبر بید ہم وزن اور جب رسخ زیادہ پڑنے لگے اس وقت فراسیون ہمراہ شہد کے مفید ہوتی ہے منجملہ ادویہ جیدہ کے زیتون تلخ یعنی نمک ملا ہوا اسی ترکیب خاص سے جو ادویہ مفردہ ہیں مذکور ہے مفید ہے کبھی اس مقام پر حاجت استعمال ایسے دوائے سیال کی پڑتی ہے جو وسخ کو دھوڈالے جیسا قروح غارّہ کے مقام پر ہم بیان کریں گے اور یہ سب دوائیں بروقت ورم قرحہ کے مضر ہیں علاج قروح عارّہ اور کہوف اور حجابی کا

قروح غائرہ سے مراد گہرے قروح اور کہوف بمعنی غار کے ہے اور حجابی یعنی جو دزخم جو نظر نہ آئے یہ تینوں اقسام محتاج گوشت بھرنے کے ہیں اور گوشت کا بھرنا بدون زیادتی غذا کے ممکن نہیں ہے اور بدون زیادہ پیدا ہونے خون کے دشوار ہے اور اس کے بعد احتیاج ان دواؤں کی ہوتی ہے جن میں تجفیف زیادہ ہو اور تنقیہ بھی کریں اور رکھنا ان ادویہ کا اس طرز سے چاہئے کہ ریم اور چرو غیرہ رک نہ جائے بلکہ بدستور جاری رہے اگر ایسا مقام حسب اتفاق بہم پہنچے اور قرحہ کی جڑ عضو کے اوپر کی طرف ہو اور منہ قرحہ کا نیچے کی جانب میں ہو یہی مطلو ہے اور اگر اس کے برعکس اور الٹا ہو اور مریض کو تبدیل وضع بہ تکلف ممکن ہو کہ زخم کو اونچا نیچا کرنے سے وہی صورت پیدا ہو جائے جب بھی وہی فائدہ حاصل ہوگا گو اٹھانا اور بٹھلانا خلاوضع طبعی کے ہو اور اگر اس ترکیب کے بعد بھی وہ صورت پیدا نہ ہو اس وقت قرحہ کو چاک کرنا ضرور ہوگا اس طرح کہ اس کی جڑ تک چاک کریں اور چاک پورا کریں تاکہ کہف یا غار پھر کسی قدر ایسا باقی نہ رہ جائے کہ اس کی رطوبت کا نکلنا دشوار ہو یا کوئی راہ اور مجری چرک اور ریم کا دوسرا پیدا کریں تاکہ کہف یا جو منہ اس کا پہلے سے ہو اس کے علاوہ دوسرا منہ پیدا کریں بعمل جراحی اور دستکاری کے اور اس جدید منہ کے پیدا کرتے وقت حال میں عضو کے تامل کریں کہ اس لئے منہ پیدا کرنے سے کوئی خطرہ جدید تو پیدا نہیں ہوتا ہے جب یہ منہ بنا چکیں قرحہ کی بندش پٹی وغیرہ سے اس طرح پر کریں کہ منہ کی طرف سے شروع کریں اور جڑ کی طرف پہنچیں یعنی وہ مقام جو نیا کھولا ہے اور پہلے صورت کے قرحہ کی بندش اس کے برعکس ہو یعنی جو قرحہ دوسرے چاک کا محتاج نہیں ہے اس کی بندش جڑ کی طرف سے شروع کر کے منہ تک باندھی جائیں اور زیادہ استواری بندش کی دونوں صورتوں میں اوپر کی طرف درکار ہے اور اتنے زور سے بھی نہ باندھیں کہ درد پیدا ہو اور مریض عاجز ہو جائے اور شکوہ کرے اور اگر چاک کرنا اور دوسرا منہ نکالنا ممکن نہ ہو ہر وقت قرحہ کا ریم وغیرہ دھویا کریں اور وہ فتیلہ جو منبت لحم ہیں ان کو اندر داخل کیا

لگی ہوئی ہو قرحہ کے مل جانے پر دلیل یہ ہے کہ رطوبت اس میں سے کم برآمد ہو اور نیچے اس کے جو اعضا ہیں ان میں آرام اور سکون پیدا ہو اور لگی ہوئی سے بذریعہ نچوڑنے کے جو بندش کے زور سے واقع ہوتا ہے اور قوت سے دوا کے نچوڑتا ہے دفعتہ رطوبات کثیر برآمد ہوتے ہیں بعد ازاں خشک ہو جاتا ہے اور خشکی کے بعد زخم بھر آتا ہے۔قروح کے کیڑوں کا علاج عصارہ فودنج نہری قروح کے کیڑوں کو بہت ہی نافع ہے اور جو دوائیں کان کے کیڑوں کے واسطے کتاب سوم میں مذکور ہو چکیں ان کو اسی مقام پر ملاحظہ کرو قروح میں گوشت پیدا کرنے کی تدبیر جب تک تنقیہ قروح کا نہ ہوئے تو ایک گوشت اگانے والی دوا کا استعمال جائز نہیں اور جب تک بطرف قرحہ کے غذائے جید کا جذب نہ ہو لے اور اگر غذا قرحہ کے بمقدار قلیل ہو اس تک نہ پہنچے گی جب قرحہ چرک وغیرہ سے پاک ہو جائے پھر کوئی دوا الذاع اور جالی اس پر لگانی درست نہیں ہے کیسے ہی قروح کیوں نہ ہوں اور کسی مقام پر کیوں نہ ہوں واجب ہے کہ استعمال ادویہ منبتہ لحم میں وہ وصیتیں جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں سب کا لحاظ رکھیں کہ زیادہ رطوبت پیدا نہ ہونے پائے اور نہ زیادہ خشکی پیدا ہو اور جو تدبیریں قروح صدیدیہ کے بات میں مذکور ہو چکی ہیں انہیں پر عمل کریں مگر وہ تدبیر فقط اسی غرض سے نہیں ہے کہ تنقیہ رطوبت قروح کا ہو جائے اور ان میں خشکی پیدا ہو اور بس لکہ علاوہ ان دونوں باتوں کے یہ بھی غرض ہو کہ اس میں گوشت پیدا ہو اور اگر رطوبت زیادہ خشک نہ ہوگی گوشت کیونکر پیدا ہوگا منجملہ ان چیزوں کے جو قرحہ میں خشکی زیادہ نہ کریں اول تو یہ ہے کہ اسے بہنے دیا کریں اور روغن اور موم زیادہ کریں اگر دوا بطور مرہم کے مستعمل ہے اور اگر تغلیظ مادہ کی کریں خواہ اس کے خاثر کرنے کی تدبیرات کریں اور چکنائی دوا کی کم ڈالیں اور مقدار دوا کی زیادہ کردیں ان تدبیرات سے خشکی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور شہد بھی ان ادویہ مجففہ میں زیادہ کیا جاتا ہے گوشت پیدا کرنے کی غرض سے مرہم کا استعمال بہت عمدہ ہے اور درد دیر میں پیدا کرتا ہے اور ردرور کے استعمال

سے اگر چہ پیدا ہونا گوشت کا دشوار ہے مگر جلد پیدا ہوتا ہے تاہم کبھی ذرور کے استعمال سے سخت گوشت پیدا ہوتا ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ دونوں تدبیر یکجا کر دیں پہلے ذرور چھڑکیں اور گرد اس کے مرہم لگائیں اور شراب خصوصاً شراب قابض دوائے جید جمیع قروح کے جن ادویہ سے دھونا قرحہ کا اور پاک کرنا چرک وغیرہ سے اور تو قیت پیدا کرنا سب فائدے اس سے ہوتے ہیں ان کو ہم نے باب جراحات میں ادویہ منبتہ لحم کے بیان میں ذکر کر دیا ہے اور اب مناسب ہے کہ ان میں سے جو جو ادویہ اچھے اور اس مقام کے لائق ہیں ان کو بیان کریں۔ سرمہ سوختہ اور انزروت اور سریشم ماہی اور حلزون سائیدہ اور توبال شابورقان یعنی فولادکا اور محرق اور ابار سوختہ اور زاج اور برنجاسف اور رلوف اور سعد خصوصاً واسطے چرک کے ناگر موتھ اور جعدہ بہت قوی ہے اور قنطوریوں سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں ہے اور آبگینہ سوختہ بھی عجیب النفع ہے کہ تجفیف اور اندمال کا فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔

علاج قروح متاکلہ غیر متعفنہ کا قائدہ کلی علاج جمیع

قروح متاکلہ اور خبیثہ کا یہ ہے کہ پہلے بدن کا تنقیہ کریں یا اس عضو خاص کا تنقیہ جس میں قرحہ ہے بشرطیکہ تمام بدن ردی اخلاط اور مواد فاسد سے پاک ہو اور عضو خاص کا تنقیہ اس طرح پر کہ اس میں پچھنے لگائیں اور جونک لگائیں اور اس عضو کا مزاج بذریعہ طلا وغیرہ کے بدل دیں اور غذائے صالح اس کی تجویز کریں اور اس میں کسی قدر تاخیر اور مدافعت کو دخل نہ دیں اس لئے کہ تاخیر اور مدافعت سے قروح میں فساد زیادہ بڑھتا ہے کبھی تاکل قرحہ کا اس قدر پھیلتا ہے کہ قطع کرنے عضو کی ضرورت ہوتی ہے جس قرحہ میں تاکل اور عفونت نہ ہو اس کو آب سرد کی تطلیل خواہ آب آس اور گلاب کا نطول خواہ آب عصی الراعی کا نطول اور شراب قابض کا بشرطیکہ قرحہ میں حرارت نہ ہو اور سرکہ پانی ملا ہوا خواہ گلاب ملا ہوا بروقت حرارت قرحہ کے اسی طرح اور بھی سیاہ باردہ کا نطول ایسے وقت میں سودمند ہوتا ہے بشرطیکہ ان نطولات میں قوت تجفیف کی

بھی ہو اگر قرحہ میں عفونت ہو آب دریا وغیرہ سے نطول کرنا چاہئے اور چیزیں جن کا ذکر ہم کریں گے قروح متعفنہ کے بیان میں ان سے نطول وغیرہ کریں پھر با ایہمہ عمدہ علاجات ایسے قروح کا استعمال قوابض مجفف کا ہے جو تبرید بھی کریں جیسے پوست انار اور عدس اور برگ مصطلگی اور تخم گل اور شوکہ مصریہ اور حب الآس اور وہ نطولات جن میں یہ ادویہ داخل ہوں اور ان کی تقویت کسی قدر شب اور زاج وغیرہ سے کی ہو اسی طرح ضماد برگ حماض اور حماض کی شاخوں کا شراب میں جوش دے کر خواہ ضماد طین رومی سرکہ خواہ سکنجبین میں گوندھ کر یا کدوے خشک سوختہ اور بارتنگ وغیرہ ہمراہ سویق کے خواہ ورق زیتون تازہ کا ضماد سرکہ وغیرہ میں ملا کر علاج قروح متعفنہ ردی کا ان قروح ردی کا علاج اصلی یہی ہے کہ بدن کا تنقیہ کریں اور اس کے بعد خاص عضو متقرح کا بھی تنقیہ کریں اس کے تنقیہ خاص سے جو از قسم محجمہ وغیرہ ممکن ہو اور استعمال طلا کا واسطے اصلاح مزاج کے بموجب بیان بالا کے کریں اور غذائے جید کا استعمال کریں اور اس کے علاج میں سستی نہ کرنی چاہئے جتنا یہ قرحہ کہنہ ہوگا اسی قدر اس میں فساد اور شر زیادہ بڑھے گا اور ایسی تدبیر سے جو ورم گرم پیدا کرنے والی ہے اس قرحہ کو محفوظ رکھیں تسکین ایسے قرحہ کی بنگ اور سویق وغیرہ سے بھی اچھی طرح ہو سکتی ہے اور ایسے قسم کے قروح میں جب فساد بافراط پیدا ہو جائے کبھی ان کا استیصال اور بیخ و بن سے دور کرنا بذریعہ آگ کے داغ دینے سے ضرور ہو جاتا ہے خواہ کسی دوائے حادے یا کاٹ ڈالنا کہ سوائے گوشت صحیح کے اور کچھ باقی نہ رہے واجب ہوتا ہے۔ سوائے اس عمدہ لحم کے جو خون جید رکھتا ہے اور رنگ بھی اس کا گوشت صحیح کا ہے اور سوائے استخوان صحیح سپید رنگ کے جو اور خرابیوں سے پاکیزہ ہے کچھ باقی نہ رہے دوائے حاد جمیع خرف یعنی گوشت ناقص وغیرہ کو کھا جاتی ہے اور نکال کر باہر پھینک دیتی ہے اور اس دوائے جو الم اور ایذا پیدا ہو اس کا تدارک روغن زرد رکھنے سے کیا جاتا ہے کہ وقتاً فوقتاً رکھتے ہیں اور بدلتے ہیں ایسے قروح اگرچہ بحد نواصیر نہ پہنچے ہوں اور بکسے

ہئے ہوں جب بھی ردی اور خبیث ہوتے ہیں اور کبھی محتاج اس کے ہوتے ہیں کہ عضو متقرح کو کاٹ ڈالیں تا کہ عفونت سے محفوظ رہے جو نطولات ابھی مذکور ہو چکے ہیں ان میں سے آب دریا اور جو بات نواصیر میں مذکور ہیں ان قروح کے واسطے بکار آمد ہیں یہ قروح وتیز اور اقسام قروح کے سب میں یہی قاعدہ ضروری ہے کہ بعد استعمال دوا کے چند روز بحال خود چھوڑ دیں گے تا کہ فائدہ دوا کا دریافت ہو اور بار بار اس کا کھولنا اور باندھنا نہ چاہئے۔

جو ادویہ خاص قروح متعفنہ کے ہیں جیسے دقیق کرسنہ یعنی مٹر کا آٹا اس میں کسی قدر پھٹکری یا گوشت مچھلی نمکین کا جو مقدد ھو یعنی نمک سود اور خشک کی ہوئی اور کسی قدر لب خبز اور زراوند اور بیخ کرنب بیخ چقندر بیخ فثاء الحمار تخم کتان جو ہمراہ قلقدیس یعنی سبز پھٹکری اور حاشا کے پیسی جائے خواہ زبیب یا انجیر یا برگ انجیر یا نطرون اور زیرہ اور آرو جو ہمراہ شہد کے اور ضماد بصل الفار یعنی پیاز کی جڑ شہد میں خواہ کدوے خشک اور برگ زیتون تازہ دوائے مرکب ذراوند عصارہ شفتالو ایک ایک جز و زنگار نصف درہم ان دواؤں سے لطوخ پانی کے ذریعہ سے مثل قوام شہد کے تیار کریں کبھی احتیاج اس کی تقویت کی عصارہ فثاء الحمار اور سوری یعنی سرخ پھٹکری سے ہوتی ہے اور خشک خرفہ اس پر ڈالتے ہیں۔

ایضا زراوند اور مازو اور زیت برابر لے کر لطوخ اس طرح پر تیار کریں کہ اس کو پرانے سرکہ میں بوزن نصف تو طولی کے پختہ کریں تا کہ تمام سرکہ جل جائے بعد اس کے اس کی سلائی سی بنا کر قروح پر لگائیں ایضا قلقطار اور زاج ہر ایک سے بیس جزء افیون جدید سولہ جزء مازو جس میں سوراخ نہ کیا ہو آٹھ جزء خواہ نمک حرشف یعنی کنکر سوختہ کا نمک ایک جزء پھٹکری بھنی ہوئی اور برادہ نحاس اور قیسو رسوختہ نصف جزء مرہم جید از روت اور روسختج اور مازو اور زنگار اور زراوند کسی قدر علک البطم کے ہمراہ ملا کر بنائیں تا کہ اس میں نروجت اور چپک پیدا ہو اور بعد پاک کرنے قرحہ کے استعمال

یہ قاعدہ ہے کہ اگر سبب قرحہ کا روائت مزاج کی ہو پہلے اصلاح مزاج کی کرنی چاہئے اور اگر فساد خون کی وجہ سے یہ قروح پیدا ہوئے ہیں پس غذا ایسی تجویز کرنی چاہئے جو خون صالح پیدا کرے اور اس خرابی کے مخالف ہو کیفیت میں اور اگر قلت خون کی موجب ان قروح کے ہو غذا میں کثرت کرنی چاہئے اور غذائے جید میں توسیع کرنا چاہئے۔

پھر اگر سبب قرحہ کا ترہل اور ڈھیلا پن ہو خواہ زیادہ چرک پیدا ہونے کی وجہ سے یہ قرح پیدا ہوئے ہوں جو علاج خاص ترہل اور وسخ کا ہے وہی کرنا چاہئے اور اگر بسبب یبوست زائدہ کے قرحہ پیدا ہوا ہے اور ابھی تک حد ناصور کو نہیں پہنچا ہے بذریعہ ترطیب معتدل کے علاج کرنا چاہئے اور ترطیب کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ آب گرم کے بخارات عضو متقرح میں پسینا پیدا کریں اور اس کی تحمیز اور سرخ رنگ کرنا اور انتفاخ یعنی پھلا دینا عضو کا پیدا کرنا چاہئے اس کے بعد پھر اور کوئی تدبیر نہ کرنی چاہئے اور اس سے زیادہ کسی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے اور نہ مناسب ہے کہ اگر اس سے زیادہ تدبیر کریں گے تو مادہ کثیر بطرف عضو کے کھنچ آئے گا اور آفت عظیم پیدا ہوگی اور بعد اس تدبیر کے دوا ایسی لگائیں جس میں تجفیف کم ہو کبھی فقط نیم گرم پانی میں تر کیا ہوا کپڑا رکھنا کافی ہوتا ہے اور کبھی احتیاج قرحہ کے کھل جانے کی ہوتی ہے اور خون نکالنا اس عضو سے اور اسی عضو کی مالش اور استعمال مراہم جاذبہ جس میں زفت یعنی رال پڑی ہو اور اگر سبب قرحہ کا خرابی کسی گردو پیش کے گوشت وغیرہ کی ہو اور اس کا علاج بذریعہ پچھنے وغیرہ کے جیسا کہ معلوم ہے اور خون فاسد اس مقام کا سب نکال ڈالیں اور بذریعہ مجففات کے تدارک کریں اور اگر قرحہ پڑنے کا سبب از قسم دوائی کے ہو اس قرحہ کو قطع کر ڈالیں اور خون اس سے رواں کریں اور طول میں چاک کریں کہ اکثر اسی تدبیر سے راحت پیدا ہوتی ہے اور امتلائے بدنی ہو تو ابتدا فصد سے کریں اور خلط سوداوی کا استفراغ کریں اگر خلط سوداوی موجود ہو بعد ازاں بطرف دوائی کے متوجہ

ہوں اور اس میں سے بھی خون بقدران کا نکالیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ والیہ سے تعرض کرنے میں قبل تدبیر مذکورہ وہ ضرر پیدا ہو جو قرحہ سے بہت زیادہ ہے بعد اس کے جراحت کا علاج کریں جو دالیہ کی وجہ سے عارض ہوئی ہے اس کے بعد علاج قرحہ عسیرۃ الاندمال کا کرنا چاہئے اگر سبب اس قرحہ کا ضعف عضو متقرح واقع ہوا ہے اور یہ ضعف بوجہ سوئے مزاج کے پیدا ہوتا ہے لیکن ہر قسم کا سوء مزاج اس کا باعث نہیں ہو سکتا ہے بلکہ وہی سوئے مزاج جو بحد افراط ہو اور اس اعتدال سے بہت بعید ہو جو مناسب اس عضو کے ہے حرارت خواہ برودت سے جو چیزیں تابع فراج کے ہوتی ہیں تخلخل مفرط یا تکاثف زائد از حد اور پہلی صورت یعنی تخلخل اکثر تابع حرارت اور رطوبت یا فقط رطوبت کے ہوتا ہے اور تکاثف بیشتر تابع برودت اور یبوست خواہ فقط یبوست کے ہوتا ہے لہذا واجب ہے کہ موجب اور سبب کا علاج کیا جائے اور ضد موجب خواہ جو چیز ضد موجب کو پیدا کرے اس کا استعمال کریں اکثر سبب قرحہ کا وہ حرارت ہوتی ہے جو ارادہ کو جذ کرے خواہ مادہ کو کسی طرف روانہ ہونے کی معین ہو ایسی حرارت کے علاج میں احتیاج مبردات قابضہ کی ہوتی ہے اور اگر سبب قرحہ کا ناصور ہو اس وقت خاص ناصور کا علاج کرنا لازم ہے اور اگر سبب قرحہ کا اس ہڈی کا فساد ہو جو متصل قرحہ کے ہے ہڈی کو کھل کر اور نمودار کر کے دیکھیں اگر کوئی چیز قاتل دور کرنے اور الگ کرنے کے ہڈی پر لگی ہے اور وہی باعث ردائت قرحہ کا ہوا ہے چھیل ڈالنا چاہئے اور پوری مقدار اس کی الگ کر دیں گے اور اگر کوئی شے جداگانہ اس کا سبب نہ ہو خود ہڈی کو کاٹ ڈالیں گے اور وہی تدبیر کریں جو باب استخوان میں بیان ہو گی۔ جالینوس نے ایک حکایت عجیب نقل کی ہے کہتا ہے کہ ایک لڑکے کے سینہ میں ناصور پڑ گیا تھا اور وہ ناصور بڑھتے بڑھتے استخوان قصہ تک یعنی وہ ہڈی جو وسط میں واقع ہے پہنچ گیا تھا میں نے استخوان سر سینہ کو کھولا اور جمیع اشیاء از قسم جلد و عروق وغیرہ جو گرد اس کے ہیں سب کو چاک کر کے دیکھا تو اس ہڈی میں فساد آ گیا تھا اب ضرورت ہوئی کہ اس ہڈی کو

کاٹ ڈالنا چاہئے اور جو مقام اس ہڈی کے فساد پر شامل تھا وہ وہی جگہ تھی کہ علاقہ قلب اس پر مستقر تھا۔ جالینوس کہتا ہے کہ جب ہم نے استخوان مذکور کا یہ حال دیکھا تو اس کے نکالنے اور کاٹنے میں نہایت نرمی اور ملائمت کو دخل دیا اور برفق وسہولت استخوان فاسد کو نکال لیا اور جو جھلی اس ہڈی کو ڈھانپے ہوئے تھی اندر کی طرف سے مجھے اس کے بھی باقی رکھنے کا خیال زیادہ تھا اور مجھ کو مرکوز خاطر یہی تھا کہ جس طرح ممکن ہو یہ جھلی محفوظ اور بحال خود سالم رکھی جائے حالانکہ جو چیز اس ہڈی سے بطرف استخوان سر سینے کے ملی تھی وہ مڑ گئی تھی۔ پھر جالینوس کہتا ہے کہ جس وقت میں یہ اعمال جراحی کر رہا تھا اس وقت مریض مذکور کے قلب کی طرف بغور وتامل اسی طرح دیکھتا تھا جس طرح کسی کا سینہ عمدا چاک کرکے براہ تشریح دیکھتے ہیں اس جرات سے اگرچہ گمان غالب یہی ہوا تھا کہ وہ لڑکا زندہ نہ رہے گا لیکن وہ بچ گیا اور جس مقام سے استخوان مذکور کو کاٹ ڈالا تھا وہاں پر تھوڑا سا گوشت صحیح پیدا ہوا اور ایک دوسرے سے متصل ہو کر قلب کو بھی اس نے ڈھانپ لیا اور جس طرح پہلے سر اغلاف قلب کا دل کے چھپانے اور پوشیدہ کرنے میں کام دیتا تھا اسی گوشت نے وہ سب کام دیا۔ پھر جالینوس نے بعد بیان اس حکایت کے یہ بھی کہا کہ ناصور اور زخم کچھ ان جراحات سے بڑا اور خوفناک زیادہ نہ تھا جن زخموں سے سینے میں سوراخ پڑ جاتا ہے مراد اس کی شاید یہ ہوگی کہ ان زخموں کے بیمار بھی اکثر بچ جاتے ہیں اور میں کہتا ہوں جب قروح متعفن ہو جائیں اور کہنہ ہو جائیں رائے صائب یہی ہے کہ پچھنے کے ذریعہ سے خون ان کا بہا دیا جائے جس قدر مناسب اور لائق ان کے ہو جو دوائیں مختص واسطے عسر اندمال کے ہیں اور اکثر حالات میں بکار آمد ہوتی ہیں وہ یہ ہیں توبال نحاس او زنگار سوختہ یا غیر سوختہ اور توبال شابورقان اور توبال دیگر قسم کے لوہون کا یعنی الچین اور لزاق ذہب یعنی سونے کا مرہم جو زخم کے اچھے ہونے تک نہ چھوٹے کہ ان ادویہ سے قیروطی بنائیں اور قلقطار اور زاج اور جو چیزیں اس کے مشابہ ہیں مع ان چیزوں کے جو مانع کھینچنے مادہ کی طرف

عضو متقرح کی ہیں اگر مادہ کھچ گیا ہو جیسے پھٹکری اور مازو ایک دوا ایسی ہے کہ اس سے قروح عسیرۃ الاندمال کا علاج کرتے ہیں اقلیمیا اور لزاق ذہب یعنی سونے کا وہ مرہم جو زخم کو اچھا کر کے چھوٹے اور شب یمانی ہر ایک سے آٹھ جزو زنگار قشور نحاس ہر واحد ایک ایک جزء صمغ سرد چار جزء موم اور روغن جتنا مناسب حال او روقت کے ہو ایضا قلقطار اور اقلیمیا کو آب دریائے شور میں پرورده کر کے خواه آب انگور میں یا جس پانی میں سجی اور چونا جوش دیا ہو مگر خفیف جوش دیا ہو بحسب مزاج عضو متقرح کے اور بعد جوش دینے کے قلقطار اور اقلیمیا کو اس پانی میں ڈالیں اور دھوپ میں رکھیں گرمیوں کے دنوں میں اور چند روز کے بعد صاف کر کے جدا کریں مگر اس کا خیال رہے کہ آب دریا خواہ سجی کے پانی کا نمک اوپر جم نہ جائے ورنہ شوریت سب جدا ہو جائے گی۔ ایضا نحاس محرق اور ریتانج اور ملخ اندرانی ہر ایک سے دو اوقیہ موم اور روغن آس بقدر کفایت کے ان قروح کو ادویہ ناصورہ بھی مفید ہوتی ہیں جس وقت وہ ادویہ خشک ہو کر پیس ڈالی جائیں از انجملہ مٹر کا آٹا اور ایرسا زراوند سوختہ اور نحاس محرق اور کندر کی مٹی باوزان مختلف جیسا ہر ایک بدن میں جس وزن کے لائق ہو دوائے جید سرادہ مس اور سرادہ آہن پھٹکری کے پانی میں ڈالیں اور سرخ مٹی جیسے گیرو وغیرہ کے گل حکمت کر کے تنور میں جلائیں اور بعد جلانے کے نکال کر خوب سا پیسیں اور بطور ذرود کے استعمال کریں یا مرداسنگ ملا کر مرہم تیار کریں۔

صفت مرہم ذہبی اور یہ مرہم بھی جید ہے مرداسنگ ذہبی ایک من اور موم اور بیخ ماذریون چھتیس مثقال زنگار سولہ مثقال اور برداپنے چالیس مثقال برادہ سونے کا پپا ہوا رائحہ مرداسنگ دے کر چالیس مثقال دیکھو مفردات اور قرابا دین کو اس میں رائحہ کے معنی مفصل بیان ہو چکے ہیں روغن کہنہ تین رطل پہلے مرداسنگ اور ذہب اور زنگار کو ڈالیں بعد ازاں باقی ماندہ ادویہ کو داخل کریں ایضا تنور کے ٹھیکرے اور خاکستر پنبہ یعنی روئی کی خاک اور قلعی سوختہ مغسول اس سے مرہم تیار کریں روغن آس ملا کر اور ضرور

اس مرہم کو مرداسنگ سے قوام دینا چاہئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرداسنگ مثلاً ایک اوقیہ اور سرکہ تند تین اوقیہ اور زیت اور روغن آس خواہ کوئی اور روغن دو اوقیہ بنرمی ملا کر اس قدر حرکت دیں کہ مرداسنگ اس میں آمیختہ ہو جائے اور گاڑھا ہو کر مل جائے اور سوختہ خواہ اور قروح خبر دینے کے واسطے یہ دوا ہے قشور نحاس زنگار آہک مغسول جو اچھی طرح دھویا گیا ہوان سب سے ذرور تیار کریں خواہ شب یمانی سے پیس کر ذرور تیار کریں یا زوفا چار جزء طرون دو جزء اس سے ذرور بنائیں اور پہلے زخم میں شہد آلودہ کریں اس کے بعد اس ذرور کو چھڑکیں ۔قشور نحاس دو جزءشب یمانی دو جزء قیروطی دس جزء اور شاید قیروطیس مراد ہو جسے زبادہ رومی میں بمعنی صور کہتے ہیں دھوپ میں مالش کریں اور بعد ازاں استعمال کریں یا سپیدہ پھٹکری آٹھ جزء قشور نحاس تلخ اندرانی کندر زنگار پوست انار ہر ایک سے دو جزء آہک ایک جزء موم دس جزو اور دو ثلث روغن آس بقدر کفایت کے ایضا مرداسنگ زیت ایک اوقیہ زراوند ماز دبے سوراخ کیا ہوا ایک اوقیہ اشج ایک اوقیہ دقاق کندر دو اوقیہ آگ پر چڑھا کر لطوخ تیار کریں او سرکندہ کی جڑ سے ہلاتے جائیں علاج نواصیر کا اور ان جلدوں کا جو چسپیدہ نہ ہوں نواصیر کی ماہیت اور اس کے احکام جو مقام جز وموم میں مناسب تھے وہ سب بیان ہو چکے اب جو تدبیر اس کے علاج میں درکار ہے اور اس کے صدید اور ریم نکالنے کی تدبیر کرنی چاہئے اور جو رطوبات فاسدہ نواصیر سے بہ نکلتے ہیں انہیں بطور نصبہ یعنی اونچا کر کے خواہ چاک کر کے اور جس طرح بآسانی ان کا اخراج ہو سکے اس کا ذکر بھی کسی قدر اوپر کے بیانات میں کیا گی ہے اب علاج خاص نواصیر کا بیان کرتے ہیں نواصیر کا علاج بھی مختلف طور سے کیا جاتا ہے اس لئے کہ نواصیر کے بعض اقسام تازہ اور نرم ہوتے ہیں اور کہنہ اور سخت ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دراز اور شگاف گوشت تک پہنچ جاتے ہیں اور زیادہ تر ان کا فساد گوشت تک اثر کرتا ہے۔ یہ اقسام نواصیر کے بدشواری قبول علاج کرتے ہیں ایسے نواصیر کا ضروری علاج یہی ہے کہ جس قدر

ارخاء اور بوسیدگی ان کی جہت سے واقع ہوتے ہیں پہلے اس کو بذریعہ قطع برید کے اطراف اور جوانب سے دور کر ڈالیں چھری وغیرہ سے خواہ آگ میں جلا کر اور داغ دے کر خواہ کسی دوائے تیز کے ذریعہ سے اور یہ طریقہ سخت دشوار ہے خصوصا اگر ناصور قریب پیٹھ کے واقع ہو خواہ کسی اور عضو شریف کے قریب ہو اور بیشتر مریض کا میلان خاطر اسی طرف ہوتا ہے تاایکہ یہ علاج کیا جائے اور جس قدر ایذا اور تعب پہنچتی ہے اس کی برداشت کرتا ہے اور کبھی یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ تجفیف کریں اور جس قدر چربی برے گوشت کی ہے اسی کو اندر کی طرف دور کردیں اور گوشت کو باقی رکھیں اور خشکی اس مردار گوشت میں پیدا کرکے اندمال کی تدبیر کریں اور تھوڑی دیر تک اسے بحال خود ساکن رہنے دیں اور اس زمانے میں اگرچہ اندمال تام ظاہر نہ ہو لیکن کوئی اور قسم کی تدبیر نہ کریں جس شخص کا ارادہ ایسی تدبیر کرنے کا ہو چاہئے کہ پہلے ناصور کو گوشت فاسد سے پاک کریں اور جو چیز اس میں بطور مردار کے فاسد نظر آتی ہے اسے الگ کر کے اس کے اندر خشک دواؤں کو بھرے اور تھوڑے دنوں تک اسی طرح چھوڑ دے کہ وہ زخم بحال خشکی باقی رہے گا بشرطیکہ پھر کوئی سوء تدبیر اور خطا از قسم امتلا اور رطوبت مزاج خواہ رطوبت پانی کی خارج سے اس تک نہ پہنچے خواہ لیٹنے کی شکل ایسی بری نہ پیدا ہو جو الم اور صدمہ پہنچائے خواہ کوئی صدمہ اور چوٹ وغیرہ ایسی نہ لگے جس کی وجہ سے جذب رطوبت بطرف زخم کے ہو جائے خواہ کھانسی بے قراری کے طور پر اٹھے یا جنبش بدن میں ایسی پیدا ہو کہ مضرت پہنچائے۔ نواصیر کے قلع اور استیصال کا علاج یہ ہے کہ اگر نواصیر کہنہ اور خبیث ہو اس کی دوا سوائے قطع بد گوشت وغیرہ کے خواہ داغ دینے کے آگ کے ذریعہ سے اور کچھ نہیں ہے چنانچہ ہم آئندہ بیان کرتے ہیں اور جو نواصیر اچھی اور اس کے سوراخ اور منافذ پیچیدہ اور کج ہیں اسے چاک کر دینا چاہئے اور داغ لگانے میں شناخت اس کی بھی ضرور ہے کہ یہ داغ کہاں تک پہنچے گا اور اس میں احتیاط اور حذر بھی ضرور ہے اور اس کا خیال واجب ہے کہ ایسا داغ لگایا جائے کہ جڑ

سے یہ نواصیر جاتی رہے اورداغ لگانا بذریعہ ادویہ حادہ کے جیسے نورہ اور نوشادر اور زرنیخ
اور کبریت اور زنجار کشتہ پارہ بھی نہیں ادویہ میں داخل ہے اور انہیں ادویہ میں داخل کیا
جاتا ہے اور برادہ آہن اور نصف وزن اس کے سجی اور اس کے نصف چونا لے کر
قدرلا ثال میں تصعید کرتے ہیں اور اس تصعید سے پارہ اڑ کر قریب گردن اس دیگ
کے جو خوب وصل کر کے آگ پر چڑھائی گئی ہے محقق ہو جاتا ہے اور بارہ اپنچ خواہ
بارہ تقعیدون میں جب ادویہ مجففہ مذکورہ ملا کر تصعید کریں خاک ہو جاتا ہے جیسے
ارباب اکسیر کے کتب میں مفصلا اس کا بیان ہے اور مترجم نے بارہا تجربہ کیا ہے
خصوصا نواصیر کے علاج میں کشتہ یا ب کو مرہم السیر جو خاص سخہ مترجم کا ہے داخل
کر کے ایسے فوائد اور منافع دیکھے ہیں کہ ان کا ذکر مبالغہ سے خالی نہیں متن بہر حال
اجزائے مذکورہ بالا میں یہ خاک سیماب کی بھی داخل کر کے جب استعمال کرتے ہیں
ایک التہاب سا پیدا ہوتا ہے اور گوشت فاسد کو بریان کر کے خصوصا وہ چیز جو مثل چربی
کے سڑی اور فاسر گرد گوشت کے ہوتی ہے اسے جلا دیتا ہے اور گوشت سے جدا کر دیتا
ہے پھر اس فاسد چیز کو کلنتین کے ذریعہ سے پکڑ کر نکال ڈالیں اور ہمیشہ اسی دوا کو زخم پر
چھڑکتے ہیں جب تک کہ سب فاسد چیز نکل جائے اور رفقط گوشت مردار باقی رہ جائے
اور ہمیشہ روغن زرد اس عضو پر چھڑکتے رہیں تا کہ درد میں تسکین پیدا ہو اور بعد ازاں
قروح کا ایسا علاج کریں جو ناصور تروتازہ ہو چاہئے کہ پہلے ان کو ادویہ تو یہ سے دھو
ڈالیں اور قطران سے بہتر کوئی دوا دھونے میں مستعمل نہیں ہے اور آب خاکستر اور
آب دریائے شور اور آب صابون جس میں زرنیخ اور نوشادر ملا ہو اور جو پانی روسخج اور
نوشادر سے بذریعہ قصعید لیا جائے بوقت خشک ہونے دونوں کے خواہ دونوں کو فتہ اور تر
کئے ہوں مگر نہ اس قدر کہ سیلان میں آ جائیں اور دان ہونے کی نوبت پہنچے اسی طرح
جس میں سجی او چونا پوست بیضہ کا او نورہ یعنی چونا کہ اس سے بھی تنقیہ ناصور کا کیا جاتا
ہے جب دھونے کے بعد چرک وغیرہ سے ناصور پاک ہو جائے اس پر دوائے خروعی

ہے واجب ہے کہ اس گوشت کے کم کرتے ہیں طبیعت بدنی سے معاونت طلب نہ کی جائے جس قدر نئے گوشت کے پیدا کرنے میں طبیعت کی اعانت درکار ہوتی ہے اس لئے کہ نیا گوشت پیدا کرنا خود فعل طبعی ہے اور اس کا گھٹانا اور گرانا ایک فعل خلاف طبیعت ہے فقط دوائے اکال سے یہ فعل پیدا ہوتا ہے خواہ بدون سعونت دوا کے مخالف فعل طبیعت کے صادر ہوتا ہے اسی واسطے واجب ہے کہ ایسے زیادہ اعانت پر معتمد علیہ فعل دوا کا رہے۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ جو قرص اس غرض سے تیار کیے جاتے ہیں جب تک پرانے نہ ہوں اور تازہ رہیں جب ہی تک اس کا اثر باقی رہتا ہے اور اگر ایسی ہی ضرورت ہو اور تازہ نہ رہ سکیں چاہئے کہ ان کی حفاظت بذریعہ تقریص اور بذریعہ دفن کے کسی موضع محفوظ میں کی جائے اکثر اطبا اس حفاظت کے واسطے سرکہ کا ڈالنا ممدوح اور پسندیدہ جانتے ہیں اور میرے نزدیک کچھ چنداں ممدوح نہیں ہے اور نہ میں اس رائے کو صحیح جانتا ہوں بلکہ اس دوا کو بطور قرص کے بنانا خواہ گولیاں اس کی تیار کرنی حفظ قوت کے واسطے کافی اور وافی ہے اور جو بعض آدمی کہتے ہیں کہ بقائے قوت کے واسطے حاجت چھڑکنے تیزاب وزریخ خواہ لہسن کے پانی یا عرق سرکہ کے ہوتی ہے یہ تجویز اولی ہے کہ اس کی وجہ سے دوا کی قوت منحل ہو جاتی ہے اور ہوائے مفسد ادویہ کو افساد قوت پر معین ہوتی ہے جو دوا زیادہ غلیظ ہے اور زیادہ ثابت او برقرار رہتی ہے اور اپنے حال کو ایک ہی طرح پر باقی رکھتی ہے وہی دوا اس کام میں زیادہ مفید ہے اور فائدہ کچھ بنظر قوت اس دوا کے نہیں ہے بلکہ اس لئے کہ قوت میں کبھی دوائے لطیف زیادہ ہوتی ہے مگر دوائے غلیظ چونکہ ہوا اور اخلاط مزج سے منفعل کم ہوتی ہے اور اس میں تغیر کم پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا اثر زیادہ باقی رہتا ہے یہ ادویہ جیسے قشور نحاس اوصدف سوختہ اور دونوں قسمیں قنفذ یعنی خار پشت کے جلی ہوئی مع گوشت کے مگر قنفد کی کیفیت یہ ہے کہ باقی کم رہتی ہے اور گوشت کو مقدار مناسب سے سمیتی زیادہ ہے منجملہ ادویہ معدودہ کے زہرۃ الحجر جو مسمی بہ آسیا ہے اور اس سے زیادہ قوی سرخ

پھٹکری اور عز الذہب اور قلقطار اور مزاج اور جلانے سے دوا کی قوت اور لذع دونوں کم ہو جاتی ہیں اور لطافت زیادہ ہو جاتی ہے اور زہرہ نحاس بھی اس عمل میں قوی ہے لیکن پھر بھی اس کی قوت زنگار سے کم ہے خصوصا جو زنگار قشور نحاس سے بنایا جائے بجی بھی گوشت زائد کو بخوبی فنا کر دیتی ہے اور زنگار کا بھی حال ایسا ہے اکثر اوقات آب دریائے شور میں کپڑے کو ڈبو کر گوشت زائد پر رکھنے سے گوشت زائد کٹ جاتا ہے اور جس پانی میں کڑوا نمک گھولا ہو وہ بھی اسی قدر مفید ہے کبھی بجی اور آہک آب نارسیدہ کو سات گونہ پانی ملا کر دھوپ میں سات دن برابر رکھتے ہیں اور ہر روز کسی وقت خاص میں اس کو ہلا دیتے ہیں تاایکہ غلیظ ہو جائے اور مثل کیچڑ کے گاڑھا ہو پھر اس کی قرص تیار کر کے رکھ چھوڑتے ہیں اور بروقت حاجت انہیں امراض کو استعمال کرتے ہیں اس طرح سے قرص نیطلوفس اور مرہم سبز عجیب النفع ہے اور سبز مرہم جو ملح اندرانی کی شرکت سے بنا ہو اور جس مرہم کا نام استریطاطی ہے وہ بھی گوشت زائد کو بدون لذع اوگزند کے اوڑا دیتا ہے اور دوائے یارون اور جو دوائے پوست نحاس سے بنائی جاتی ہے اور دوائے دقاق کندر اس گوشت کی اصلاح کرتی ہے جو زیادہ بڑھ گیا ہو اور مثل دھنی ہوئی روئی کے پھول گیا ہو اسی طرح وہ سب ادویہ جو دونوں پر رہ بنی کے پھول جانے اور بڑھ جانے کی اصلاح میں مستعمل ہیں وہ بھی اس غرض کو پورا کرتی ہیں تدبیر ان قروح کے جو بعد اندمال کے پھول جاتے ہیں جو قروح بعد اندمال کے پھول جائیں ان کا علاج یہ ہے کہ جس قدر گوشت بڑا ہے اور جس قدر ہڈی بڑی متصل ان قروح کے ہے پہلے اسے دور کر دیں اس کے بعد قروح کے خشک کرنے کی تدبیر کریں جیسے اوپر بیان ہو چکی ہڈی نکالنے والی چیزیں کبھی ادویہ جاذبہ ہوتی ہیں جیسے برگ خشخاش شیاہ کو جس وقت وق سرد اور سویق بزر الفجل کے ہمراہ ضماد کریں اور ہم وزن ہر دوا کے فلفد لیس بھی داخل ضماد کور کریں۔

بعد قروح اچھے ہونے کے جو نشانات باقی ہوں

بعد قروح کے اچھے ہونے کے جو نشان باقی رہ جاتے ہیں خواہ زخم کی صحت کے بعد جو نشان رہ جاتا ہے اس کے دور کرنے میں حاجت ادویہ جالیہ کی ہوتی ہے کہ جن میں قوت جلا کی زیادہ ہو اور تنقیہ کی بھی قوت ان میں زیادہ ہو اور ان کی قوت کو قابل قوت اس چیز کے ہونا چاہئے جس کی جلا کے واسطے ان کا استعمال کیا جائے اور جس دوا میں قوت جلا کی کم ہو اس نشان کے دفع کرنے میں مستعمل ہو گی جو بہ نسبت ان کے کم ہو ادویہ منقیہ جو قوی ہوں وہ بھی قوی نشان کے واسطے درکار ہوتی ہیں اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے سحالہ آہن ہمراہ لک کے اور اطریفل کے اور اس کا طلا نشان باقی مادہ پر کیا جاتا ہے اور میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ لوہے کا زنگ اس سے بہتر ہے اسی طرح زنگار کسی سوئی وغیرہ کے ذریعہ سے سوراخ کر کے اندر پہنچائیں اور اس کے اوپر چونا اور شہد کو طلا کریں اور خواہ ذریج اور شہد کو خواہ عصارہ قوتیخ اور سپیدی انڈے کی اور جو نشان زخم کا دور تک پیوست ہو اس کے مٹانے کے واسطے ہڑتال اور حجر قلقل کو استعمال کرو جو ادویہ خفیف اور سبک ہیں ان کے واسطے نشان خفیف تجویز کرنا چاہئے پس باقلا اور آرو نخود اور تخم ترب اور یہ یعنی پھپھڑا اور ملین رخو یعنی چکنی مڑی جو ٹھپن بھی اور بودی ہو اور پوست تربوز گدھے کی چربی بہت عمدہ ہے خصوصا جب اس میں بعض ادویہ مذکورہ بالا جو قوی ہیں شریک کریں خواہ انہیں ضعیف ادویہ میں چربی کے ہمراہ استعمال کریں مارنے سے جو نشان پڑ جاتا ہے اس کے واسطے روغن سوسن کا ملنا کافی ہے اور بالکل وہ نشان دور کر دیتا ہے اور بہت جلد اس دوا کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے بعد ان ادویہ کے اب اور دوائیں جو باب زینت میں مذکور ہوں گی انہیں بھی دیکھنا چاہئے۔

چوتھا مقالہ پٹھ کے تفرق اتصال کے بیان میں اور ہڈیوں کا تفرق اتصال جو درست نہیں ہوسکتا فصل بیان میں جراحات اور اجسام عصبانی کے اور قروح انہیں اجسام کے جیسے تشنج اور اختلاط عقل اور اکثر نوبت تشنج کی پہنچ جاتی ہے اور اس سے پہلے کوئی الم

عرض میں لگے اس لئے کہ زخم عریض کی اذیت لیف صحیح میں پہنچ کر بوجہ اتصال عصب کے ایذا دیتی ہے اور یہ ایذا دماغ تک پہنچتی ہے اور دماغ میں پہنچنے سے خوف تشنج اور امراض عظیم کا ہوتا ہے۔ بانظر اضطرار کے عصب مجروح خواہ منحوس یعنی جو ریزہ ریزہ ہوگیا اس کے کاٹ ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے اور کاٹ ڈالنے کے بعد پھر اس کی ایذا سے راحت حاصل ہوتی ہے اور جتنے اسباب ردی ہوتے ہیں خواہ جن کے پیدا ہونے کی امید ہو سب دور ہو جاتے ہیں جھلی کے زخم بہت خفیف ہیں یہ بسبب اوتار کے زخم کے پٹھے کی جراحت سے اغشیہ کے زخم کو کیا نسبت ہے یعنی نہایت خفیف ہوں گی جھلی کا زخم ہر ایک شخص آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور باب تشریح میں جو امور متعلق جھلی کے بیان ہوئے ان سے بھی جھلی کا حال بخوبی عیاں ہے اور چونکہ جھلی کھلی ہوئی ہے اور اس میں طولا مسالک لیف کے دکھائی نہیں دیتے ہیں اس سے اور بھی جھلی کے زخم میں چنداں ضرر نہیں ہے اور وتر غشائی میں مسالک لیف کے طولا نظر آتے ہیں اور دوسر غشائی سختی میں زیادہ ہے اور جھلی اس قدر سخت نہیں جھلی کو تحمل جساطت اور ٹانکے لگانے کا ہے لہذا اس کی جراحت اور بھی آسان ہے خواہ پھٹ جانا ان رباطات کو پہنچے جو ایک ہڈی سے دوسری ہڈی تک پہنچے ہیں اس میں چنداں قباحت نہیں ہے اور سخت سے سخت علاج کا تحمل اس جراحت کو ہوسکتا ہے جو تفرق اتصال عصب کا بطور تبر کے یعنی عرض کا تفرق اتصال بہ نسبت شدخ یعنی طولی تفرق اتصال کے اس میں زیادہ خوف نہیں ہے اور اسی طرح یہ انقطاع بعض اعصاب کے بعض سے جو عرض میں واقع ہو اس کی بہ نسبت بھی بتر میں خوف کم ہے اگرچہ عضو مجروح بوجہ بتر کے از کار رفتہ ہو جاتا ہے مگر اور اعراض مہلک پیدا ہونے نہیں ہوتے۔

قانون علاج تفرق اتصال عصب کا

دوا پٹھوں کے زخم کی گرم خشک ہونی چاہئے کہ لطیف الاجزا اور معتدل حرارت میں اس قدر ہو جو کہ لذع پیدا نہ کرے اور تجفیف زیادہ پیدا کرے اور اس میں جذب ہو اور قبض

کی قوت ہرگز نہ ہو جس چیز میں حرارت لطیف اور تخفیف شدید بوجہ لطافت جوہر کے ہوتی ہے وہ شئے قوت جذب سے خالی نہ ہوگی اور قبض کی اثر سے جراحات عصب کے علاج پر عذر رہنا چاہئے خصوصا ابتدا کے زمانہ میں ہاں اگر قبض ہمراہ جلانے کے پایا جائے جیسے روسختج اور توبال نحاس وغیرہ میں ہے اس کی تلطیف بذریعہ پینے کے ایسے سرکہ میں جو زیادہ قابض نہ ہو پیدا کر کے استعمال کرنا کچھ برا نہیں ہے اور کبھی بوجہ سرکہ کے اور اس کی تلطیف خاص سے کسی دوائے کثیف حرارت کا منہ کا اظہار مترقب ہو جاتا ہے اگر کبھی دوائے قوی الحرارت کی حاجت علاج عصب میں ہوتی ہے اس وقت سرکہ کا ملایا جانا بوجہ غائص کرنے دوا کے ضرور ہوتا ہے مگر سرکہ چونکہ حرارت کو توڑ ڈالتا ہے اس کا امالہ ایسی چیز کے ملانے سے کرنا چاہئے جو معتدل کر دے پس سخونت بڑھائے بہ نظر مقدار کے اور تجفیف پیدا کرے بنظر قوت کے اگر عصبہ مجروح کھل گیا ہو اسے احتمال اور برداشت ایسی دوا کے نہ ہوگی جو حدت پیدا کرے اس دوا کا ضرر اس سے زیادہ پہنچے گا اور اسی طرح جو دوا اوپر تک لگی رہتی ہے وہ بھی مضر ہوگی جو کپڑے اور پٹی وغیرہ پٹھ کی جراحت پر استعمال کئے جاتے ہیں اور بارد بالفعل ہوتے ہیں ان کا ضرر بھی عصب کو زیادہ پہنچتا ہے جوب زخمی کے پٹھ میں کسی قسم کی جراحت پیدا ہو جائے اس کے الحام التیام میں جلدی مناسب نہیں ہے مگر ابتدائے تسکین وجع میں البتہ کرنی چاہئے یعنی گرم کپڑوں سے سینک کرنی چاہئے خواہ روغن ہائے گرم سے یا زیت انفاق سے تکمید کریں کہ اس میں کسی قدر قبض بھی ہو اور قبض کے ہمراہ سخونت بھی بلکہ اس کی سخونت نیم گرم کی سخونت سے زیادہ ہے اس لئے کہ آب نیم گرم قسم بارد میں داخل ہے اسی طرح کرسنہ یعنی مٹر اور نخود اور ترمس سلح اور سویق شعیر وغیرہ بلکہ یہ دوائیں بھی قبل از انکہ ورم پیدا ہوا استعمال کرنی چاہئیں اور کبھی بوجہ استعمال دوائے خفیف کے بھی فائدہ اور نفع پیدا ہوتا ہے جب یہ تدبیر جراحت عصب کی ہو چکی اور نیز انصباب فضول کی طرف سے بوجہ کھولنے فصد اور کرنے

استفراغ کے اطمینان حاصل ہو جائے اس وقت تدبیر الحام کی کرنی چاہئے ان زخموں کے درد کی تسکین کسی گرم دوا سے قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ ایسے روغن کے استعمال سے تسکین درد کی پیدا کریں جو لطیف الاجزا ہو اور اس میں کسی قدر قبض نہ ہو اور وہ روغن گرم بحد افراط نہ ہو اس لئے کہ جو چیز بافراط گرم ہے خواہ بارد بحد افراط ہے یہ دونوں پٹھ کو مضر ہیں۔ اگر زخم پٹھ کا قریب بصحت ہوتا ہے اور کسی طرح قرودت کی مضرت اسے پہنچتی ہے پس اس میں درد پیدا ہوتا ہے اور پھر از سر نو وہی ایذا جو پہلے تھی عود کرتی ہے اس وقت فی الفور محتاج اس کا ہوتا ہے کہ تدارک اس اذیت کا بہت جلد کریں اور تسکین درد کی تدبیر مذکورہ بالا سے کریں اور بذریعہ وہاں گرم تعطیل کریں پھر یہ پٹھ کھل گیا ہو اور قطع جانب طول میں واقع ہو اس کے چھپانے کی تدبیر گوشت کے ذریعہ سے کریں اور وہی دوائیں اس پر رکھیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے اور چوڑی پٹی سے اس کو خوب مستحکم باندھیں کہ دونوں سرے زخم کے مل جائیں اور بندش کے وقت کسی قدر صحیح موضع جو قریب موضع مجراح کے ہے اسے بھی بقدر ضرورت شامل کریں اگر زخم مذکور عرض میں ہو اس میں ٹانکے لگانے کی بہت ضرورت ہوگی اور ٹانکے دینے میں درد ضرور پیدا ہوتا ہے جب امر عظیم اور کار دشوار واقع ہو اور عرض میں عفونت پیدا ہونے کا خوف ہو اس وقت اسے کاٹ ڈالنا عرض میں ضرور ہے اور جہاں تک ہو سکے ورم سے اس کو بچانا چاہئے اور عفونت سے بھی اس کا محفوظ رکھنا پر ضرور ہے اس لئے کہ ورم اور برودت کا پہنچنا تشنج پیدا کرتا ہے اور عفونت پیدا ہونے سے عضو بیکار ہو جاتا ہے اسی واسطے واجب ہے کہ زخم کا سر پہلے پہل جوڑنا اور درست کر دینا اچھا نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اندر سے زخم بالکل اچھا ہو کر بھر نہ جائے۔ اگر زخم میں تنگی ہو اور منہ اس کا کشادہ نہ ہو پھیلا دینا چاہئے اور کشادہ کر دینا ضرور ہے اس واسطے کہ زخم کا کشادہ نہ ہونا موجب عفونت جراحت کا ہوتا ہے چونکہ اس میں اجتماع صدید کا ہو کر ایک مقدار زائد یکجا ہو جاتی ہے لہذا متعفن ہو جاتا ہے اور باوجود متعفن ہو جانے کے درد بھی اس

میں زیادہ تغیر اور اصلاح کی حاجت باقی نہ رہے گی۔ باایںہمہ پھر بھی اگر پٹھ کھل گیا ہے اور زخم چوڑا اور وسیع ہے اشیائے حارہ تو بہ مثل افربیون وغیرہ کے متحمل نہ ہوگا بلکہ مثل توتیا وغیرہ کے ایسی ادویہ کا محتاج ہوگا اسی طرح جو آہک مغسول سے فورا م تیار کی جائے اور دیر میں چونا دھویا نہ گیا ہو اس لئے کہ دیر کے دھونے سے حدت زیادہ بڑھتی ہے اور اچھی طرح خوب سا دھویا ہو واجب ہے کہ جو روغن قیر وطیات میں عصب کے خواہ لطوخات میں مستعمل ہو مثل روغن گل اور روغن آس کے ہو اور نمک کا لگاؤ اس میں نہ ہوا ہو اور علک یعنی گوند وغیرہ چسپندہ اشیاء کا اس میں استعمال کیا جائے وہ بھی مغسول ہوں اور توتیا کو مغسول کر کے استعمال کریں اور کسی طرح کا لذع اور کسی قدر حدت باقی نہ رہے اور کھلے پٹھے کے علاج میں اگر کسی قدر قبض ہو اس کا مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ہمراہ قوت مہلکہ بھی ہو اور لذع نہ ہو خصوصا اگر مریض ضعیف المزاج ہو سرد چیز اور پانی وغیرہ کی نرمی اور چکنائی وغیرہ سے زیادہ اسے پٹھے کو بچانا واجب ہے جو کھل گیا ہو اس لئے کہ ان اشیا کی مضرت اس پٹھے میں بہت کم ہے جہاں پر اثر ان اشیا کا بواسطہ پہنچے بخلاف اس عصب کے جس پر بلاواسطہ یہ اشیا پہنچ جائیں اور گرد وپیش کی چیزوں کے ذریعہ کو کچھ ان مضرات کے پہنچنے میں داخل نہ ہو لیکن اگر ایسے کھلے پٹھے پر بدون پہنچائے برودت وغیرہ کے کچھ چارہ نہ ہو پھر وہی تدبیرات جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں کرنی چاہئے اور اگر کسی شخص کے اعصاب خلقت اصلی میں قوی ہوں بے خطر اقراص بولیداس اور افرص قلقطار اور اقراص اندرون اور اقراص فراسیوں ہمراہ مسفتج خواہ کسی روغن کے استعمال کرنی چاہئیں جاڑوں میں تو ہمراہ زیت لطیف کے اور گرمیوں میں روغن گل اور کند اور علک العظیم اور بارزو لیکن مقدار میں بہ نسبت کھلے پٹھوں کی دوا کے بہت کم اختیار کرنا چاہئے کسی قسم کی جراحت کیوں نہ ہو تدبیر مصائب یہی ہے کہ پہلے دوا لگائیں اور اس کے اوپر نرم سریش زیت میں ڈبو کر لتھیڑ دیں جس طرح سے کھلا ہوا پٹھا لائق بحال یہی ہے کہ دوا میں نرمی کی

نخس بھی پیدا ہوا اور ورم نہ ہوا سی وقت عمدہ علاج یہی ہے کہ موضعی علاج کریں اور حرارت اور تجفیف میں قوی ہونا چاہئے بہ نسبت اس زخم کے جو بطور شق اور پھٹ جانے کے ہو اس لئے کہ ایسی جراحت اندر کی طرف بآسانی پیوست ہوتی ہے واجب ہے کہ تدبیر عصب مجروح کی لطیف اور در جہ غایت پر لطافت کی ہو اور اگر ورم یا ورم پیلا ہو پھر طعام وغیرہ اقسام اغذیہ سے تدبیر ایسے وقت کوئی چیز نہیں ہے خصوصا اگر جراحت عرض میں ہو کہ اس وقت فصد رگ کی بلا خوف اور بدون توقف ضرر کے ہوتی ہے اگرچہ غشی کی نوبت پہنچے اور واجب ہے کہ بستر خواب اس کا شیر کی کھال ہو اور جو اعضا قریب جراحت کے ہوں ان کی رعایت تدہین وغیرہ سے ضرور کرنی چاہئے۔

اسی طرح سر و گردن اور بغل کی بھی تدہین کرنی چاہئے خصوصا اگر زخم اوپر کے دھڑ میں ہو اسی طرح پیڑو اور کش ران کی تدہین واجب ہے خصوصا اگر جراحت نیچے کے دھڑ میں ہو اور اطراف ساق میں واقع ہو ادویہ جراح عصب اور قروح عصب کے علک البطم نہایت اچھی دوا ہے پٹھ کی جراحت کے واسطے لڑکے اور عورتیں خواہ جن کا مزاج مرطوب ہے اور بشدت رطوبت مزاج کے ان میں موجود ہے ایسے لوگوں کو فقط علک البطم کا ذرور کافی ہوتا ہے کہ اس میں تھوڑا سا زیت اس قدر ملائیں جو اسے نرم کر دے اور کسی قدر چسپیدگی اجزائے دوا میں پیدا کر دے اگر خشک زیادہ ہو اور بدلہ اس دوا کے راتینج بھی بکار آمد ہے لیکن جس شخص کا مزاج سبک ہے اور اس کا گوشت زیادہ سخت ہے اس کے علاج میں تھوڑی سی فربیون بھی ہمراہ راتیج کے داخل کرنی ضرور ہے مثل فربیون کوئی اور دوا کہنہ ہو یا تازہ تھوڑی ہو خواہ زیادہ جیسا مزاج بدن کا ہو اور جس قدر لائق سختہ بدن کے ہو اور قوی دوا جو تازہ ہو اس کی مقدار بارہواں حصہ قیروطی کا ڈالنی چاہئے یعنی اگر بارہ جز قیروطی ہو ایک جز و یہ دوائے قوی اور تازہ اس قیروطی میں ڈالی جائے جس کا استعمال کرنا مرکوز ہے خواہ علک البطیم وغیرہ اور کوئی دوا اور یہ مقدار کمی کی انتہا کی ہو اور زیادہ سے زیادہ بمقدار ثلث قیروطی کے جائز ہے خواہ اور مرہم

ہے اس کے واسطے فربیوں اور کثیف بدن کے واسطے پنچیال کبوتر کو اختیار کرنا چاہئے اور زیادتی اور کمی بحسب حال بدن کے ہوتی رہے گی اور بموجب سحنہ اور مزاج کی ان تغیرات میں اختیار رہے اور باسخیہ زخم گڑنے اور چھپنے کا منہ بند ہونے نہ پائے اور پر گوشت ہونا منہ کا قبل صحت اندرون زخم کے ہرگز نہ ہونے پائے اور اگر منہ تنگ ہو بڑھا دیا جائے۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ ایسے زخم کی دوا میں حاجت قوی ہونے کی زیادہ ہے بہ نسبت اس زخم کے جو برطوبت پھٹ جانے کے پیدا ہوا ہے اور اگر زخموں میں عفونت پیدا ہو اس وقت اسکنیج اور آرو کرسنہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اگر ورم پیدا ہو اسی وقت آرو جو کا استعمال لازم ہے اور آرو باقلا اور آرو کرسنہ کہ ان کو یکجا کر کے استعمال کریں اور جس وقت ورم پیدا ہو آرو کرسنہ اور آرو باقلا بھی آب خاکستر میں پختہ کر کے خواہ آب خالص میں جس میں تھوڑی سے اسکنیج ملی ہو اور جب زخم روبصحت ہو پھر استعمال میفتنج کا اس پر بخوف کرنا چاہئے اور دوا کو اسی میں بھگو کر گرم کر کے ایک نرم کپڑے میں لگا کر زخم کے اوپر رکھیں بیان ان اورام کا جو عصب کو بحالت جراحت عارض ہوتے ہیں اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ قاعدہ جراحت عصب کے علاج کا کیا ہے اور اگر ان میں ورم پیدا ہو اس کا بھی علاج کسی قدر بیان ہو چکا ہے لیکن اب ہم کو منظور ہے کہ بشرح وسط اس معالجہ کو بیان کریں اور جو طریقہ جالینوس نے کتاب فاطا جالس میں لکھا ہے اسے ہم ذکر کریں جالینوس کہتا ہے کہ اگر جراحات عصب میں ہوں خواہ اعضائے عصب میں ورم فلغمونی پیدا ہو اور اس میں التہاب زیادہ ہو مناسب ہے کہ اس کے علاج میں وہ ادویہ استعمال کریں جن میں سرکہ اور احجار معدنی داخل ہوں اور وہ احجار اوپر کے ابواب میں مذکور ہو چکے ہیں اور اکثر یہ ادویہ مقالہ دوم میں اسی کتاب کے مذکور ہیں یعنی کتاب فاطا جالس کے دوسرے مقالہ میں انہیں ادویہ میں سے ایک دوا یہ بھی ہے۔ قلقدلیس ایک درہم اور ربع درہم زاج پونے دو درہم توبال نحاس دو اوقیہ اور اڑھائی درہم قشار کندر ڈیڑھ اوقیہ بارزا ایک اوقیہ موم سات اوقیہ

کریں جن میں پھول خوشبو اور لطیف اور قابض پڑے ہوں اور جس کے مزاج میں بخونت ہے یا وہ دوائیں گرم اور خوشبو جن ہیں گرم مصالحہ کہتے ہیں کہ ان کا یہی حال ہے۔

حکم عصب فاسد کا کبھی عصب کی نوک میں ایک قسم کا فساد عارض ہوتا ہے اور اس فساد کی وجہ سے حاجت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس نوک کو نکال ڈالیں جیسے بازو کو نکال ڈالتے ہیں عصب کا سخت ہونا اور پیچیدہ ہو جانا یہ ضرر اکثر چوٹ لگنے سے خواہ گر پڑنے سے پیدا ہوتا ہے اور اگر زور سے دبائیں سن سا معلوم ہوگا علاج ضلات عصب کا قریب ہے علاج اورام سخت کے اور دشیذات کی ہم نے جز اول ادویہ مفردہ میں اور قرابادین میں خاص ادویہ مفردہ اور مرکبہ اس کی بہ تفصیل بیان کی ہیں اور اس مقام پر جس قدر دوائیں ہم مذکور کرتے ہیں وہ سب مجرب اور خفیف المونت ہیں جیسے مقل الیہود بوزن دس درہم کے پانی میں بھگو کر خواہ گھول کر استعمال کریں یا گوندھ کر استعمال کریں مثل اسی کے خطمی کی جڑ پیس کر ضماد کریں یہ بھی بہت خوب ہے اسی طرح بیخ سوسن کو دوشاب انگور میں معجون کر کے اور اسی طرح اشج اور شورہ اور فربیون اس سب کو وردی زیت کے ہمراہ جمع کریں ایضا تخم مرہمراہ منفتیج کے ضماد کریں ایضا داخلیوں اور اس کے نصف وزن بکری کی مینگنی یہ دوا نہایت درجہ مفید ہے ریح شوکہ اور فساد استخوان کا بیان ریح شوکہ کے سبب اخلا اعادہ ہوتے ہیں جو ہڈیوں میں نفوذ کرتے ہیں اور ہڈی کو سڑا دیتے ہیں کیفیت ریح شوکہ کی مثل وجع مفاصل کے ہے فرق یہ ہے کہ مادہ وجع مفاصل کا گوشت میں ہوتا ہے اور ریح شوکہ کا مادہ استخوان میں پیوست ہو جاتا ہے اور اس کے پیوست ہونے سے ہڈی تھوڑی فاسد ہو کر سڑ جاتی ہے بعض لوگ ایسا گمان کرتے ہیں کہ شوکہ تمام بدن میں تشنج پیدا کرتا ہے بسبب قرحہ کے اور اس قول کی کچھ اصل نہیں ہے۔ علامات فساد استخوان کے جس وقت کسی ہڈی میں فساد عارض ہوتا ہے اس کے اوپر کی ہڈی میں ترہل اور بودا پن پیدا ہوتا ہے اور مسترخی ہو جاتی ہے

آلہ کے نکال ڈالنا چاہئے اور اگر فساد مذکور سوائے قطع اور نشتر کے تمام ہڈی خواہ بعض استخوان عضو مذکور کے زائل نہ ہو سکے اس وقت موضع اور اس مقام کو پہلے پہچان لینا چاہئے جہاں تک کاٹنا درکار ہے اور اس کی شناخت اس طرح کریں کہ چاقو وغیرہ کو اندر ہی اندر پھیریں تا اینکہ جہاں پر ہڈی گوشت سے ملی ہوئی ہے وہاں پہنچے پس وہی حد انتہائے فساد کی ہے اور اسی جگہ تک کاٹنا چاہئے پھر اگر یہ ہڈی سر ران خواہ راس ورم کی خواہ مہرہ پشت کی ہو اس کے علاج سے مستعفی اور دست کش ہونا بہتر ہے اس لئے کہ نخاع کی وجہ سے علاج پر جرات نہیں ہو سکتی ہے اور ہڈی کے فساد سے اس گوشت کا فساد مظہر اس امر کا ہو کہ تابع اس گوشت کے فساد کی ہے جہاں یہ ہڈی واقع ہے اس گوشت کا جدا کر دینا پس یہی اس کا علاج ہے واجب ہے کہ تبرید عضو صحیح کی جو متصل استخوان فاسد کے ہے انہیں طلاؤں سے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں کرتے رہیں جہاں فساد استخوان کا بیان ہوا ہے اور اسی طرح جو گوشت کھلا ہوا ہے اس کی تبرید بھی برابر کرنی چاہئے صفت نشتر عظم فاسد کی حکیم نے کہا کہ ہڈی کو اونچی کریں اور گوشت سے اوپر اٹھائیں اس طرح پر کہ ہڈی کے کنارے پر ایک ڈورا باندھ کر اوپر کی طرف اسے کھینچیں اور ایک پٹی کے ذریعہ سے اس عضو کو کھینچیں نیچے کی طرف تا کہ آری وغیرہ کے دانت اس عضو میں نہ لگیں بعد ازاں تراشنا شروع کریں اور اگر احتیاج کسی ایسی پسلی خواہ ہڈی کے تراشنے کے جس کے نیچے کوئی پردہ خواہ عضو شریف ہے جیسے صفاق اضلاع خواہ نخاع اس وقت آری کے نیچے ایک پتھری وغیرہ ایسی رکھیں تا کہ دندان آرہ کا گزند اس عضو شریف تک کسی طرح نہ پہنچے اور اگر گوشت اپنے پوری شکل متدیر کھلا ہوا سے بھی سب کا سب کاٹ ڈالیں اس واسطے کہ ہڈی تمام جوانب سے کھل جاتی ہے پر اس پر گوشت اپنے پوری شکل متدیر کھلا ہوا سے بھی سب کا سب کاٹ ڈالیں اس واسطے کہ ہڈی تمام جوانب سے کھل جاتی ہے پر اس پر گوشت نیا نہیں اگتا ہے اور اگر اجزائے گوشت فاسد کسی **مفصل** اور جوڑ کے قریب ہوں **مفصل** سے ان کو

نکال ڈالنا چاہئے اور دماغ کی ساری ہڈی یا ساق کی ہڈی ساری فاسد ہوگئی ہو پوری نکال ڈالنی چاہئے اور ران کے سر کی ہڈی اور مہر پشت کی ہڈی اگر فاسد ہو جائے اس کا علاج نہیں ہوسکتا ہے بلحاظ نخاع کے ہڈی کی کرچیں اور پوست جو قروح مندملہ میں رہ جاتی ہیں بہتر یہ ہے کہ ان کے اخراج میں عجلت نہ کریں بلکہ طبیعت پر حوالہ کریں اور طبیعت کی اعانت تھوڑی جذب کے ذریعہ سے کریں جو بہت جلد اخراج نہ کردے اور بذریعہ ادویہ خواہ عمل جراحی کے اس کرچ کی تحریک نہ کریں اس لئے کہ کرچ باشکرہ طبیعت اور جلد نکالی جاتی ہے ضرور اس کے نکلنے سے قرحہ ناصوری پڑ جاتا ہے اور جب طبیعت اس کو خود بخود بہ طرف جلد کے متحرک کرے اور جلد تک پہنچا دے اور نکلنا اس کا شروع ہو اور کسی قدر جدا ہوتی معلوم ہو اس وقت گوشت کسی قدر جدا کر دیں اور جب سب نکل چکے پھر گوشت کے زخم کا التحام کریں اور یہی قاعدہ ہڈی کے نوک وغیرہ کا ہے خواہ جھلی ہڈی کی جو قرحہ میں رہ جائے کہ اس کی بھی ایسی ہی تدبیر ہے اور تاخیر کرنا اس قدر کہ خود بخود نکل آئے بہتر ہے بہ نسبت تعجیل اخراج کے اگر جلدی باشکرہ طبیعت نکالیں گے خطرہ تشنج کا رہے گا اور اختلاط عقل اور حمیات پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہوگا اور اگر خود بھی پھٹ کر نکل آئے گی اس میں چنداں مضرت نہیں ہے ایسی باقی مادہ چیزوں کی نکالنے والی دوا کو اس کا استعمال بہ عجلت ممنوع ہے مگر اس کا بیان ہم کرتے ہیں کہ شاید بوقت ضرورت بکار آمد ہو۔ زیت کہنہ موم زرد دھات ڈھالنے کی گھریون کا میل اور چرک اور یہ دونوں برابر زیت کے وزن میں ہوں اور پھر سب کو پگھلا کے ایک جزو فربیوں اور ایک جزء شیر نیوع اور تین حصہ زراوند ان سب اجزا سے مثل قیروطی کے تیار کریں ایضا اشق اور مقل کے دو بتیاں ہمراہ روغن سوسن کے لے کر سب کو پیس کر مرہم درست کریں اور اسی جگہ پر رکھیں جہاں کرچ وغیرہ رہ گئی ہے کہ اس کے رکھنے سے نکل آتی ہے اور بہت جلد باہر آ جاتی ہے۔

ہڈی کا ٹوٹ جانا

بذریعہ عمل جراحی کے جو علاج اس کا ہے اسے ہم آئندہ سطور میں لکھیں گے اور دوا کے ذریعہ سے جو علاج ہے اسے ہم یہاں بیان کرتے ہیں کہ وہ دوا ہڈی کے ٹوٹنے اور بیکار ہو جانے کے واسطے مفید ہے طلا جو ہڈی کے ٹوٹنے اور بیکار ہو جانے کو مفید ہے مغاث یعنی مینڈک موگ منتشر ہر واحد جس جزء صبر خطمی سپید اقاقیا ہر واحد پانچ جزء گل ارمنی بیس درہم سپید بیضہ کے ذریعہ سے طلا کریں اگر ورم گرم ہو ایضا برگ طرفا یعنی جھاڑو کی پتی اور برگ سرد برگ آس برگ بید سب تازی اور ہری ہوں اور سب کو کوٹ کر عرق نچوڑیں اور مشک اور وردا ور بصل نرجس اور صرا ور باقلیون اور صندل سرخ گل ارمنی لاذن اور توفل برادہ چوب طرفا خطمی موگ اقلمقیا اکلیل الملک مرزنجوش اور درد اس میں زیادہ کریں اور اگر حاجت تسخین کی ہو مرزنجوش اور آس اور سرد کو اضافہ کریں اگر ہمراہ کسر اور وثی کے ورم حار ہو یہ دوا ہے موگ بیس درہم مغاث جلنا اقاقیا انہیں کا ضماد کریں کہ زیادہ قوی ہے منجملہ ادویہ کے ایسے وقت میں برگ آس اور لاذن اور سک زعفران اور طین ارمنی ہے ایضا وثی اور رض دونوں کے واسطے جید ہے اور دہن یعنی مستی کو بھی مفید ہے اور کسر اور وثی کو نافع ہے اور خلع یعنی ہڈی اتر جانے کو مفید ہے مغاث ماش اقاقیا خطمی گل ارمنی صبر مرکب اس کے ذریعہ طلا کریں۔ فن پانچواں جبر کے بیان میں اور اس میں تیس مقالہ ہیں مقالہ پہلا خلع کا بیان بیان عام خلع کا خلع کے معنی یہ ہیں کہ ہڈی اپنے مقام سے نکل آئے خواہ وضع اصلی الگ ہو جائے ان چیزوں سے جو ہڈی کے قریب اور گرد وپیش کی چیزیں ہیں اور نکلنا اس ہڈی کا پورا ہو یعنی کسی قدر اپنے اصلی موضع اور وضع طبعی پر باقی نہ ہو اور اگر تمام وکمال نہ نکلے گی اسے زوال مفصل یعنی جوڑ کا سرک جانا خواہ ٹل جانا کہیں گے خواہ اندر کی طرف ہو یا باہر کی طرف اور بذریعہ حس کے یہ زوال دریافت ہوگا اور زوال پورا نہ ہوگا اور بعض لوگ اس کیفیت کا نام وثی رکھتے ہیں اور وثی کے معنی بیکار ہو جانے کے ہیں اور اگر فقط ایذا ہو اور ہڈی نکل نہ آئی ہو لیکن اس کے گرد کی چیزیں کوفتہ ہو جائیں اور سستی حرکات میں

بآسانی اتر جاتا ہے پھر ویسی ہی آسانی سے اپنی اصلی شکل پر پلٹ بھی آتا ہے اس لئے کہ بآسانی اپنی جگہ پر آجانا مثل بآسانی اتر جانے کے ہے یعنی جو شے ایک کو قبول کرے دوسرے کو بھی بآسانی قبول کرے گی اور جس قدر دشواری ایذا دیتی ہوگی اور جو شکل اصلی سبب کے واپس آنے میں پڑے گی اتنی ہی اصلی ہیئت سے پھر جانے میں ہوتی ہے مفصل مونڈھے کا بھی مثل زانو کے جوڑ کے لاغر اندام میں ہوتا ہے اور جو لوگ فربہ اور طیار ہیں ان کے مونڈھے کا جوڑ ایسا نرم اور نازک نہیں ہوتا ہے جو مفاصل دشواری سے اترتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے انگلیوں کے جوڑ کہ یہ اترتے ہی نہیں بلکہ ٹوٹ جاتے ہیں اترنے کے بعد اور اسی طرح مفصل مرفق کا حال ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعد اترنے کے پھر ان کا اصلی حالت پر واپس لانا نہایت دشوار ہوتا ہے جو مفاصل انخلاع اور اتر جانے میں متوسط ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مفصل ورک کبھی جو مفصل آسانی سے نہیں اترتا ہے کسی امر خارج کی وجہ سے اس میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ بآسانی اتر جاتا ہے اور درست بھی آسانی سے ہو جاتا ہے جس طرح حق الورک یعنی ڈھکنی ورک کی رطوبت زیادہ سے پھر جاتی ہے اور اسی وجہ سے ان کا اتر جانا آسان ہو جاتا ہے اور پھر چڑھانا بھی ان کا آسان ہوتا ہے اور مرض عرق النسا میں اس عضو کا یہی حال ہو جاتا ہے کہ ہر وقت اس کا ورک اترتا اور چڑھتا رہتا ہے اور تھوڑی سی حرکت خواہ دوڑنے سے یہی کیفیت اس پر طاری ہوتی ہے اور یہ مفصل فقط داغ لگانے کا محتاج ہے کہ بعد اس ترکیب کے پھر یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے بہت دشوار خلع کی وہی قسم ہے جس میں کونے پٹھے کے جو متصل ہڈی کے ہیں اور اس کے سرے منقطع ہو جائیں اور ایسے خلع کے بعد مفصل پھر اپنی حالت اصلی پر نہیں آتا ہے اور اکثر یہ قسم اس ورک میں پیدا ہوتی ہے اس کے بعد اس عضد میں اور دونوں پاؤں کے گٹوں میں کعبین کے نزدیک اتر جانا ٹوٹ جانے کی نسبت زیادہ برا ہے کہ اترنے کے بعد پھر اصلیت پر عود نہ کرے اور شکستہ کا جبر نہ ہو سکے۔ علامات خلع

کلی کی جو مفصل اپنی جگہ سے اتر جائے اس جگہ پستی اور گڑھا ساپڑ جاتا ہے اور وہ گڑھا غیر معہود ہوتا ہے جیسے کہ شانہ کی ہڈی اترنے سے ظاہر میں یہ بات نمودار ہوتی ہے خواہ پاؤں کے جوڑ میں یہی صورت نظر آتی ہے اور اس سبب سے زیادہ مفصل مرفق کے اترنے میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے اور قیاس مقایسہ درست اس طرح پر ہوتا ہے کہ جو مفصل اس کے مقابل ہے اسے اور اس اترے ہوئے کو ایک ہی حالت پر رکھ کر دیکھیں تب فرق صحیح اور علیل کا بخوبی دریافت ہوگا اگر کسی جوڑ کی حرکت موقوف ہو جائے اور حرکت نہ کر سکے اس وقت ضرور تعین کرنی چاہئے کہ یہ جوڑ اتر گیا ہے جیسے اگر پوری حرکت جمیع جہات میں جیسے ہمیشہ کرتا ہو اسی طرح کرے اور کسی طرف حرکت میں کسی قسم کا زیادہ نہ درد وغیرہ کرنے سے کمی نہ کرے یقین کامل ہوگا کہ زوال اور اتر جانے کا مرض نہیں۔ علامات میل یعنی جھک جانے کے علامات وہ یہ ہیں کہ تقعیر اور گڑھا ہمراہ کسی قدر بلندی کے دوسری جانب میں نظر آئے اور حس لامسہ سے جو بلندی اندروار مثل اس بیرونی بلندی کے پہلے سے موجود تھی اب مفقود ہو اور بعض حرکات بھی عضو زائل سے صادر ہو سکیں مفصل کا طول زیادہ ہو جانا بدون خلع کے اس کی علامت یہ ہے کہ عضو مفصلی لٹکا ہوا سا معلوم ہو جب اسے مقام طبعی کی طرف دبائیں بلا تکلف اپنی اصلی جگہ پر چلا جائے پھر جب دیار کے زور کو بر طرف کریں اسی طرح نادرست ہو جائے اور جو شکل بالعرض حاصل ہوئی وہی پھر پلٹ آئے اور ایک گڑھا سا پیدا ہو جائے کبھی اس میں انگلی سما جاتی ہے جہاں گوشت زیادہ سخت نہ ہو جیسے مونڈھے کا یہی حال ہے۔

علاج میل اور خلع کا خلع کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی اس کے ہمراہ دوسرا مرض بھی ہوتا ہے مثل قرحہ اور جراحت اور ورم کے اگر خلع کے ہمراہ کوئی اور مرض بھی ہے اس وقت خیال کرو کہ خلع اتنا خفیف ہے کہ تھوڑے سے دبانے سے اترا ہوا مفصل اپنی اصلی شکل کی طرف پلٹ جاتا ہے اور قرحہ وغیرہ میں درد بوجہ خلع کے درست کرنے

۔۔۔سے داغ دینا چاہئے اسی طرح اگر ہمراہ خلع کے ورم عظیم ہو پہلے ورم کا علاج کر لیں اس کے بعد درستی خلع کی کریں اگر خلع مفرد اور شارع یعنی کھلی ہوئی ہو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جس طرف اتر گیا ہے اور جدھر سے زائل ہوا ہے اس کے برعکس دوسری جانب کھینچیں تا کہ برابر دوسرے کنارے ہڈی کے آ جائے بعد ازاں اس مقام تک پھیریں جہاں سے نکل گیا ہے پس اسی تدبیر سے چڑھ جائے گا اور اصلی حالت پر عود کرے گا اکثر چڑھ جانے کے بعد ایک آواز جو پیدا ہوتی ہے اس کو بھی دلالت ہوتی ہے اور جب چڑھ جائے پھر بندش رباط سے کریں اس لئے کہ پٹی کی بندش سے ورم سے مان حاصل ہوتی ہے خواہ ورم کے پیدا نہ ہونے پر معین ہوتی ہے اور احتیاج منع ورم عنیف اور درشت کی زیادہ ہے اس لئے کہ درستی اتری ہوئی چیز گردن کی خواہ اور کسی عضو کی اپنی اصلی صورت پر بدون علاج ورم اور تسکین درد ورم کے ممکن نہیں ہے خشک کپڑا قریب اترے ہوئے عضو کے لے جانا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اس لئے تسخین پیدا کرتا ہے اور ورم کو برانگیختہ کرتا ہے بلکہ جو کپڑا اس کی اصلاح اور درستی میں مستعمل ہو واجب ہے کہ قیروطی سرد سے تر کیا ہوا ہو خواہ شراب مازو سے بھگو لیا ہو علاوہ ازیں یہ ہے کہ بقراط کی وصیت میں یہ امر ہے کہ اترے ہوئے عضو کا چڑھانا اور کھینچنا تین دن خواہ چار دن تک جائز نہیں ہے مگر چند اعضا میں کہ انہیں مستثنیٰ کرتا ہے میل اور جھکنا بھی مثل خلع کے ہوتا ہے یعنی اس میں بھی تاخیر اس قدر درکار ہے اس کے بعد پھر پٹی کی بندش کرنی چاہئے جب کوئی عضو ہر ایک حرکت میں اتر جاتا ہو اور جب اسے چڑھائیں اور درست کریں پھر نہ ٹھہرے اور اتر جائے یہ بات بوجہ ابترخا اور رطوبت کے پیدا ہوتی ہے ضرور ہے کہ داغ لگانے کی تدبیر کریں اگر چڑھانے اور درست کرنے کے بعد کسی قدر صلابت اور سختی باقی رہ جائے اور مثل ورم کے محسوس ہو چاہئے کہ ضماد اور نطول وغیرہ کا استعمال کریں جو ملین ہوں اور ابتدا میں حاجت ضماد اور نطول قوی کی ہوتی ہے۔اور بہتر یہ ہے کہ بندش پر نطول ضرور کریں اور عورات کے علاج

عوارض ضرور حادث ہوتے ہیں اور بیشتر ایسی دشواری پیدا ہوتی ہے کہ دسویں روز موت واقع ہوتی ہے اور کبھی ایسے ہی شخص کو اسہال بھی عارض ہوتا ہے اور محض فضول صفراوی دستوں میں دفع ہوتے ہیں اور قے صفراوی بھی عارض ہوتی ہے اسی واسطے علاک میں مبادرت واجب ہے اس کے چڑھانے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک شخص مریض کے سر کو تھامے اور درست کرنے والا اپنا انگوٹھا اس کے منہ میں ڈالے اور مریض سے کہے کہ وہ اپنے جبڑے کو ہر طرف ڈھیلا رکھے اور کسی طرف سخت نہ کرے اس لئے کہ اس جگہ بہت سے عضلات واقع ہیں کہ اگرچہ جبڑا اتر گیا ہے جب بھی ان میں تعرض بہ شدت باقی رہتا ہے بہر حال جب سب طرف سے جبڑے کو مریض ڈھیلا کر دے چاہئے کہ اس کے منہ کو داہنے بائیں حرکت دیں پھر دفعتہً اس کے منہ کو کھینچیں بعد ازاں جبڑے کو اصلی ٹھکانے پر کر دیں یہ جبڑا جس مقام سے جدا ہو گیا ہے اور اتر گیا ہے اس مقام پر دوبارہ پیچھے کی طرف سے داخل ہوتا ہے لہذا اس کے چڑھانے والے کو خیال رکھنا چاہئے کہ بروقت درست کرنے کے ایسی طرح اسے اونچا کریں کہ جب بٹھلانے لگیں پیچھے کی طرف اگر بیٹھ جائے جبڑے کے چڑھ جانے خواہ درست بیٹھ جانے کی نشانی اور شناخت یہ ہے کہ رباعیات یعنی چار دانت جس میں چار چار جوڑ نظر آتے ہیں وہ برابر اور سیدھے ہو جائیں اور منہ بھی سیدھا ہو کر بند ہو جائے اس کے بعد پٹی سے بندش کر دیں اور قیروطی موم اور روغن گل لگائیں پھر بہت جلد درست ہو جائے گا اگر بسبب اتفاق جلد اس کے چڑھانے کی تدبیر نہ کی ہو اور سختی پیدا ہو جائے اب اس وقت واجب ہے کہ پہلے اس کے نرم کرنے کی تدبیر کریں اور نطولات طینہ سے جیسے آب گرم اور روغن سے نطول حمام میں کریں اور نطول بھی بہت زیادہ کریں تا اینکہ نرمی پیدا ہو جائے پھر چڑھانے والا مریض کی پشت پر بیٹھے اور جبڑے کو پیچھے کی طرف کھینچے تا کہ درست ہو کر چڑھ جائے اور استوار ہو جائے اور اس کے بعد مریض کو چت لٹائیں کسی ایسے بچھونے پر جو نرم روئی سے بھرا ہو اور کوئی آدمی اس کا سر

تھامے رہے تا کہ سر ملنے نہ پائے کہ ملنے سے پھر وہی خرابی پیدا ہوگی اور یہ تدبیر اس وقت تک کرنی چاہئے کہ عافیت اور تندرستی پوری حاصل ہو جائے اور کسی طرح کا نقصان اور فتور باقی نہ رہے۔

چنبر گردن کے اتر جانے کا بیان

اسی حکیم نے کہا ہے کہ ترقوہ اندر کی طرف سے بدا نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ سینہ سے متصل ہے اور اس سے جدا نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس طرف اس کو حرکت بھی نہیں ہوتی ہے اور اگر باہر کی طرف سے ترقوہ کو چوٹ لگے اور کچھ جو کھم پہنچے اور نا درست ہو جائے اس کی درستی ہو سکتی ہے اور وہی علاج اس کا کرنا چاہئے جو بر وقت ٹوٹ جانے کے کیا جاتا ہے ہاں وہ کنارہ ترقوہ کا جو منکب کے قریب ہے اس سے جدا ابھی ہوتا ہے وہ زیادہ تر نہیں اتر تا ہے اس لئے کہ جو فضلہ کہ اس کے دوسرے ہیں اس کو اتر جانے سے منع کرتا ہے اور راس کتف بھی اسے اترنے سے منع کرتا ہے ترقوہ کو حرکت شدید بھی عارض نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ ترقوہ کی خلقت فقط اسی واسطے ہے تا کہ سینہ میں تضریق اضلاع پیدا ہو در سینہ کشادہ ہو جائے اور اسی واسطے سوائے انسان کے اور کسی حیوان میں ترقوہ نہیں پیدا کیا گیا اور اگر ترقوہ کو خلع عارض ہو بوجہ شگافتہ ہونے کے اور خواہ اور کسی طرح سے پھر اسے درست اور اپنی اصلی موضع پر رد کر دیتا کچھ دشوار نہیں ہوتا اور ہاتھ کے ذریعہ سے درستی ہو جاتی ہے خواہ گدی اور پٹی سے بندش کر کے درست کرتے ہیں اور جیسی بندش اس کے واسطے لائق ہے اسی بندش سے باندھتے ہیں یہی علاج اطراف منکب کے بھی لائق ہے اگر اپنی جگہ سے زائل ہو اور اسی طرح سے اپنے اصلی موضع کی طرف پھیر لایا جاتا ہے جس چیز سے ترقوہ اور منکب میں ربط پیدا ہوتا ہے وہ ایک ہڈی غضرونی ہے کہ دبلے بدن میں موٹی ہوتی ہے اور جب وہ ہٹ جاتی ہے نا تجربہ کار کو گمان ہوتا ہے کہ سرا بازو کا جدا ہو گیا اور اپنی جگہ سے الگ ہو گیا اس لئے کہ سرا شانہ کا اس وقت بہت باریک نظر آتا ہے اور جس جگہ سے انتقال اس کا

واقع ہوتا ہے وہاں گہراؤ سا نظر آتا ہے مگر واقف کار ہوشیار کو چاہئے کہ بطرف علامات کے رجوع کرے منجملہ علامات کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ ہاتھ سر تک نہیں پہنچتا ہے اور اسی طرح منکب کا بھی یہی حال ہے منکب کے اتر جانے کا بیان کبھی مونڈھا اتر جاتا ہے اور شانے کے اترنے میں البتہ کسی قدر شک ہے اور بظاہر ایک امر عظیم اور دشوار سا معلوم ہوتا ہے کہ شانہ اتر جائے ہاں کبھی عضل منکب کو یہ بات عارض ہوتی ہے کہ بسہولت اتر جاتے ہیں اس لئے کہ نقرہ اور منعاک ان عضل کا زیادہ گہرا نہیں ہے اور رباط اس کے غیر موثق ہیں بلکہ سلس اور نرم مخلوق ہوئے ہیں اور ایسی خلقت نرم فقط بغرض آسانی حرکت کے ہوئی ہے اور اس عضلہ کا اتر جانا جس قدر کہ معلوم ہوتا ہے فقط ایک ہی جہت میں دریافت ہوتا ہے اور اسی طرف خروج بظاہر زیادہ نظر آتا ہے اس لئے کہ اوپر کی طرف اس میں انخلاع نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلندی باڑھ منکب کی اسے مانع ہوتی ہے اور نہ پیچھے کی طرف خلع عارض ہوتا ہے اس لئے کہ ادھر کتف شانہ سے روکتا ہے اور نہ بطرف جانب بطن کے اس لئے کہ عضلہ دوسرے والا آگے کی طرف سے اسے مانع ہوتا ہے اسی طرح سے جیسے راس منکب مانع ہے ہاں یہ عضو فقط بطرف جانب اندرونی اور بیرونی کے زائل ہوتا ہے اور تھوڑا سا زوال اس کو عارض ہوتا ہے اور جانب اسفل میں خروج کثیر خصوصا جو لوگ بہت لاغر اور نحیف ہیں کہ ان لوگوں کے عضد میں خلع بھی بآسانی پیدا ہوتا ہے اور اپنی جگہ پر عود بھی آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور موٹے آدمیوں میں دونوں باتیں دشوار ہوتی ہیں اگر عضد میں انخلاع عارض ہو بروقت ولادت کے یعنی جو ولادت دشواری سے ہوتی ہے جیسے کہ معلوم ہے خواہ بروقت چاک کرنے جنین کے اور چھٹ پٹ درست نہ کیا جائے پھر بعد اس صدمہ کے نشوونما اس عضد کا طول میں نہیں عہوتا اور مرفق چپلا اور رقیق باقی رہ جاتا ہے اگرچہ اصلاح بھی اس کی کر دیں اور کبھی بعض لوگوں میں قبول اصلاح بھی نہیں کرتا ہے بلکہ قصیر اور دقیق باقی رہ جاتا ہے اور عضد اور ساعد دونوں باریک رہ

جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کے بدن میں قبول اصلاح کرلیتا ہے اور اچھا خوشنما ہو جاتا ہے لیکن ہر ایک صورت کوتاہ اور مشابہ قائمہ ابن العرس یعنی ینولہ کے ہوتا ہے ران کی یہ کیفیت ہے کہ سب طرح کے بدن میں خالی از نقصان ہوتی ہے اور جس وقت عضد میں بجانب عرض کے نکس پیدا ہو اس کے بعد درست کیا جائے پھر بطرف خلقت اصلی کے ردکرنا بدون ٹوٹ جانے کے نہ ہو سکے گا۔

علامت عضد کے اتر جانے

کی یہ ہے کہ مونڈھے کے سرے کے پاس ایک گڑھا سا نظر آتا ہے اور تجویف بھر جاتی ہے اور ایک گہراؤ سا ہوتا ہے علاوہ یہ ہے کہ یہ بات کچھ عضد کے اتر جانے سے بھی خاص نہیں ہے بلکہ بسبب بدل جانے اور پلٹ جانے اس کتف کے بھی یہی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور دوسرا کنارہ کتف کا اس کنارہ سے پتلا نظر آتا ہے بشرطیکہ اس کنارہ کو زوال کسی طرف کا عارض نہ ہوا ہو بلکہ وہ اپنی اصلی جگہ پر باقی ہو خواہ جو ہڈی اس کے سرے پر ہے اسے صدمہ کسی طرح کا نہ پہنچا ہو اور جب بذریعہ علاج کے اس صدمہ میں سکون پیدا ہوتا ہے پس گمان کیا جاتا ہے کہ اب کچھ خوف باقی نہیں رہا اور جو عضد اتر گیا ہے اس کا سرا بطور گرہ کے بلند ہو جاتا ہے بطرف ربط کے اور عضد کا الصاق بھی خوب نہیں ہوتا ہے اور اس کا پہلو بھی ٹھیک نہیں بیٹھتا ہے جیسے کہ صحیح اور درست ہاتھ میں الصاق پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کے قریب ہوتا ہے بدون گردن کے سہارے اور بدون وجع شدید کے اور اگر ہاتھ اٹھانے کا قصد کریں اوپر کی طرف خواہ کان کے داہنی طرف یہ بات اسے میسر نہیں ہوتی اور اسی طرح اور قسم کی حرکات بھی ہم اس کے واسطے تجویز کرکے ایک اندازہ شناخت کا مقرر کرتے ہیں یہ سب علامتیں کبھی بوجہ وثی یعنی بیکار ہونے اور ورم کے یا بوجہ کھجلانے کے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ علاج لڑکوں کے بدن خواہ اور جو لوگ نرم بدن رکھتے ہیں چونکہ ان کا علاج آسان ہے فقط ہاتھ سے کھینچ کر اور زیر بغل قریب راس عضد کے ہاتھ رکھ کر درست کردینا چاہئے بلکہ اس مقام کی

گرفت کرکے خواہ اس کے قریب پکڑ کے بجانب فوق کے ہاتھ کو دفع کرنا چاہئے اور دوسرے ہاتھ سے عضو کو نیچے کی طرف کھینچنا چاہئے اور بیشتر بعض اطفال کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ راس عضد کو بیچ کی انگلی سے برابر کرکے اسی سے ہاتھ کو کھینچتے ہیں پس فقط اسی طرح سے درست ہو جاتا ہے اور جو بدن سخت ہیں اور خلع شدید ان میں پیدا ہوتا ہے عمدہ طریقہ ان کے عضد کے چڑھانے کا یہ ہے کہ درست کرنے والا اپنا پاؤں پہلو میں علیل کے داخل کرے اور قریب راس عضد کے ٹھہرے خواہ کوئی چکنا گولا مثل کرے کہ جس پر تیل لگا ہو یا روغن کیا ہوا یٹہ وغیرہ قریب راس عضد کے رکھے بشرطیکہ ورم پیدا ہوا ہو اور بیمار کو چت لٹا کر اسے اپنی طرف اس طرح کھینچے کہ گویا اسے اکھاڑنا چاہتا ہے کہ شانے پر سے اکھڑ جائے اور اپنے ہاتھ کو تھوڑا سا اندروار جھکائے جہاں پر عضد کے کھلنے کی جگہ ہے یہ طریقہ سب طریقوں سے اصوب اور عمدہ ہے ایضا ایک ایسا آدمی جو بہ نسبت علیل کے قد آور ہو اور لانبا قد رکھتا ہو مونڈھے علیل کی بغل کے نیچے رکھ کر اس کو زمین سے اونچا کرے اور اٹھائے اس طرح پر کہ اس کے مونڈھے پر تمام بدن مریض کا بوجھ پڑے اور اسے لٹکائے رہے مگر اس کا ہاتھ پیٹ تک کھینچ لیا ہو اگر علیل کا بدن سبک اور ہلکا بہ نسبت اس اٹھانے والے کے بدن کے ہے اس کے ہاتھ پر زیادہ بوجھ اور ثقل اس کے بدن کا نہ پڑے گا اور ناگوار نہ ہوگا اور علیل اس کے ہاتھ کے سہارے پر لٹکا رہے گا اور کبھی اس آدمی طویل القامت کے قائم مقام ایک ستون اونچا تجویز کرتے ہیں اور اس کے سرے پر بہت سے کپڑے اور کھال وغیر لپیٹ دیتے ہیں اور اس جگہ پر جو مثل آدمی کے مونڈھے کے نرم اور گول بن جاتی ہے علیل کی بغل کو رکھ کر لٹکا دیتے ہیں اسی وقت مجبر یعنی جراح وغیرہ اپنے ہاتھ کو دوسری طرف سے کھینچتا ہے اور پاؤں کو ٹیک لگاتا ہے اگر بوجھ سنبھالنے کی ضرورت ہو یا خود بھی لٹک جاتا ہے اور جب عضد کا چڑھنا دشوار ہو خواہ اترے ہوئے زمانہ دراز ہو چکا ہو اس وقت تدبیرات قوی کی ضرورت ہوتی ہے اور پہلے نطول او

استحمام وغیرہ سے تلئین بخوبی کر کے ایک ڈنڈا مثل مرادہ کے بناتے ہیں جس کا طول برابر طول عضد کے خواہ کم یا زیادہ ہوتا ہے اور اس کے سرے پر گول گول بناتے ہیں اور آسان یہ ہے کہ گول منہ کپڑوں وغیرہ سے بنائیں کہ اس میں نرمی بھی ہوگی اور اسی آلہ کے ذریعہ سے اور اس گول شے کے نیچے بغل کے رکھ کر اس اترے پٹھے کو چڑھاتے ہیں جب اس آلہ کے ذریعہ سے عضد کا درست کرنا مطلوب ہو چاہئے کہ ایک آدمی قوی مرادہ کو پکڑ کے اسے اوپر کی طرف کھینچے خواہ اسے اوپر کی طرف کھینچتا ہو خواہ دو آدمی مجبر یعنی درست کرنے والے کے زور سے مقاومت کریں جس وقت کہ وہ ہاتھ کو کھینچ رہا ہو اور ایک اور آدمی اس کے دوسرے مونڈھے کو پکڑے رہے تا کہ دفعتہً اٹھ کھڑا نہ ہو خواہ اس دوسرے مونڈھے کو مجبر یعنی درست کرنے والا اونچا کرے اس طرح پر کہ اس کے ہاتھ کو اس طور پر کھینچے جیسے کسی کا ارادہ ہو کہ شانہ سے ہاتھ کو دوہرا کردے خواہ دوسرا کر کے اکھاڑ ڈالے اور اندر کی طرف تھوڑا سا مائل رہے جب یہ فعل کرے اس وقت عضد اپنے جوڑ میں آجائے گا پھر اس وقت اسی گول منہ کو ڈنڈے کے بغل سے خوب چسپاں کرے اور اوپر کی طرف سے اسے دبایا ہو یعنی راس عضد کی طرف یہ بھی واجب ہے کہ اعتماد خواہ ٹیک ڈنڈے کی اور گرہ مذکور کے متصل راس عضد کے ہو اور نیچے کی طرف نہ ہو ورنہ عضد کے ٹوٹ جانے کا خوف ہے پھر بعد جبر اور درستی کے اس کا اعادہ اپنے موضع خاص پر ممکن نہیں ہوتا۔ جیسا معلوم ہو چکا کبھی سلم کے ذریعہ سے تدبیر کرتے ہیں اور سلم کی صورت یہ ہے کہ راس عضد کو عتبہ السلم یعنی چوکھٹ پر رکھتے ہیں اور اس چوکھٹ کو کپڑے وغیرہ سے خوب گدگدی اور نرم کر لیتے ہیں اور بذریعہ لفافہ وغیرہ کے اس کی صورت ایسی درست کر لیتے ہیں جو قابل کام کے ہو جائے اور آدمی دوسری جانب سے اس سے لٹکتا ہے اور ہاتھ اپنا دراز کر کے راس عضد کو اپنے خاص موضع میں داخل کرتا ہے لیکن واجب ہے کہ لٹکنا اور عتبہ یعنی سوراخ بازوی سلم یعنی چوکھٹ کے بازو کا سوراخ قریب راس عضد کے ہوتا کہ ٹوٹ نہ جائے

اور کبھی بدلہ عتبہ اور کبد گدن کے ایک رسی جو یہی کام دے تجویز کرتے ہیں اور اسی مقام خاص سے اس کا بھی استعمال کرتے ہیں اور اس مقام سے اتر کے دوسری جگہ سے علاقہ نہیں رکھتے ہیں کہ اس سے خوف عضد کے ٹوٹ جانے کا ہے اور کبھی اور وجوہ سے بھی اس کی درستی کی جاتی ہے لیکن ان طریقوں میں تعب اور مشقت زیادہ ہے ان میں طرق سے ایک طریقہ بھی ایسا سہل اور آسان نہیں ہے جیسا کہ یہ طریقہ اوپر بیان کیا گیا ہے جب عضد اترا ہوا اپنی جگہ پر پہنچ جائے اور اچھی طرح بیٹھ جائے اس وقت عمدہ بندش کا طریقہ یہ ہے کہ گولا مذکور مونڈھے کے ہمراہ باندھیں اور چوڑی چوڑی پٹیاں ایسی باندھیں جس سے بیٹھا اور درست کیا ہو عضو پھر اپنی جگہ سے زائل نہ ہو جائے اور واجب ہے کہ ایک چوڑی پٹی خواہ وہی جو لپٹی ہوئی ہے خواہ دوسری وار پار کر کے دوسرے شانہ تک لے جائیں اور خوب سخت اور کھچی ہوئی رکھیں اور اس کی سختی خواہ گرہ اس مونڈھے پر جو پہلے ماؤف تھا اور اب درست ہوا ہے بعد ازاں عضد کو پہلو کے ہمراہ نیچے کی طرف کس دیں اور جکڑ بند کریں اور مرفق کو اور ہاتھ کے کنارے کو اوپر کی طرف بہ جانب گردن کے خوب کھینچ کر باندھیں اور ایک ہفتہ تک اس بندش کو نہ کھولیں اور غذا مریض کی وہی تجویز کریں جو بیان ہو چکی ہے۔ اگر باوجود چڑھانے اور درست کرنے کے بار بار اکھڑ جاتا ہو اور اپنی جگہ کو باستواری گرفت نہ کر سکے پھر ضرور داغ دینا چاہئے مثانہ کا اتر جانا اور اس بیان اوپر ہو چکا ہے کہ ناممکن ہے اور جالینوس اور بقراط اس کے ذکر سے تعجب کرتے ہیں چھوٹی ہڈی کا مونڈھے سے اتر جانا کبھی وہ چھوٹی ہڈی جو راس منکب پر ہے اپنی جگہ سے اتر جاتی ہے پس ایک گڑھا سا پڑ جاتا ہے جیسے خلع میں اس طرح کی تغیر پیدا ہوتی ہے علاج اس کا یہ ہے۔ بمقدار کھینچے ٹوٹے ہوئے کے اسے کھینچنا نہ چاہئے مگر تنک کر کے اور انگلیوں سے مضبوط پکڑ کے اپنی جگہ پر اسے لانا چاہئے اور جس طرح سے ترقوہ یعنی جس پر گردن پٹی اور گولے وغیرہ سے باندھا اور درست کیا جاتا ہے اسی طرح اسے بھی درست کرنا لازم ہے اس

لئے فقط کہ خالی بندش بھی اکثر اس ہڈی کو اپنی جگہ پر پھیر لاتی ہے اور وہ پھیر لانا بطور حرکت قسر یکے ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ ہڈی خود بخود اپنی جگہ پر نہیں آتی ہے بلکہ بندش کے زور سے اپنی جگہ پر عود کرتی ہے اور بندش کیسی ہی سخت کیوں نہ ہو کچھ خوف نہ کرنا چاہئے جیسے کہ ترقوہ کی بندش میں خوف ہوتا ہے مرفق کا اتر جانا یہ جوڑ ایسا ہے کہ اس کا اترنا بھی دشوار ہے اور بعد اترنے کے پھر درست ہونا اور چڑھنا بھی مشکل ہے اس لئے کہ اس کے رباطات کی شدت ہے اور چھوٹے چھوٹے رباطات اس کے گرد واقع ہوئے ہیں اور تقرح یعنی گڑھا جو اس میں ہے وہ اس کے زوال اور عود کا معاوضہ کرتا ہے اور کبھی مرفق میں زوال قلیل عارض ہوتا ہے اور کبھی انخلاع تام پیدا ہوتا ہے مگر یہ بعض اوقات میں ہوتا ہے اور جب اتر جاتا ہے اس کے اترنے پر ایک جانب محدب ہونا اور کاسہ کی شکل پر ہو جانا دوسری جانب کا دلالت کرتا ہے بہت برا وہی اترتا ہے جو پشت کی طرف واقع ہو کہ وہ درست نہیں ہوتا ہے اور اکثر جو پہنچا اترتا ہے وہ زندہ اسفل میں صدمہ پہنچتا ہے اور یہ اترنا بہت ہی بدقوارہ اور بدشکل ہوتا ہے اس لئے کہ اسے تردد اور نکلنا بیٹھنا زیادہ عارض ہوتا ہے اور اوپر کا زند کمتر اسے خلع عارض ہوتا ہے اور اگر ہوتا ہے اتنا بدنما اور بدقطع نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ اسے اتصال کف دست سے زیادہ ہے اور حرکت اس کی بعید ہے اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ زندہ اعلی خواہ اسفل اتر جائے اور بہ نسبت پہلے کے اسے دوری اپنے مقابل کے زند سے ہو یعنی اوپر کا زند اگر اترے گا نیچے والے زند سے دور ہو جائے گا اور اسی طرح نیچے کا زند بعد خلع کے اوپر کے زند سے دور ہو جائے گا۔ علاج گٹے کی خلع کا بہت جلد کرنا چاہئے اس لئے کہ ورم حار اس جگہ بہت جلد عارض ہوتا ہے اور بعد اس ورم کے پیدا ہونے کے پھر علاج دشوار ہو جاتا ہے اور اگر بعد ورم بغرض چڑھانے اور درست کرنے کے کھینچیں اذیت بے حد ہوتی ہے اور نوبت بہ ہلاکت پہنچتی ہے اور پھر درست بیٹھ نہیں سکتا ہے جب تک ورم موجود ہے کبھی اپنی جگہ اصلی پر عود نہیں کرتا ہے اگر گٹا تھوڑا سا ہٹ جائے

اس کے درست کرنے کو ادنی سا زور کر کے دبانا اور ہتھیلی کی جڑ کی طرف بٹھانا کافی ہوتا ہے اور اگر بالکل اکھڑ جائے اس کی دو صورتیں ہیں یا تو آگے کی طرف ہٹ جائے اس کی تدبیر ہے اور اگر پیچھے کی طرف اکھڑے اس کی دوسری تدبیر ہے جو گٹہ آگے کی طرف اتر گیا ہو اس کے درست کرنے اور بٹھانے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کے سامنے مونڈھے پر چوٹیں لگائیں تھپڑ خواہ گھونسے وغیرہ سے خوب ضرب مونڈھے کو پہنچائیں اور ہاتھ کو خوب اونچا کریں اور اوپر کو اٹھائیں اور دوسرے ہاتھ سے اٹھانے میں مدد چاہیں اسی تدبیر سے اپنی جگہ میں درست بیٹھ جائے گا اور اگر گٹا پیچھے کی طرف اتر جائے اس کی تدبیر یہ ہے کہ پہلے خوب سا کھینچیں بعد ازاں پیچھے کی طرف چوٹ لگائیں اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو اور درست نہ بیٹھے کلائی اور پہنچے کو چند آدمی جو قوی اور زور آور ہوں خوب گرفت کریں اور جراح وغیرہ اپنے ہاتھ کو تیل چپڑ کے پہنچے کو ملنا شروع کرے اور ملتے ملتے چونکہ اثر اس روغن کا اندر تک پہنچ جاتا ہے اور ہڈیوں اور اعصاب وغیرہ میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے گٹہ درست بیٹھ جاتا ہے اور اگرچہ یہ روغن خارج سے مستعمل ہے لیکن مالش کی حرارت چونکہ ارخائے لطیف کا فائدہ دیتی ہے اثر اس کا اندر تک پہنچ جاتا ہے اور جب گٹا درست اپنی جگہ پر بیٹھ جائے لازم ہے کہ بندش اس مقام پر اچھی طرح کریں اور ایک ایسی بندش تجویز کریں جو کہنی میں ایک زاویہ پیدا کرے اور وقت بوقت اس ڈورے وغیرہ کو تنگ کرتے جائیں تاکہ زاویہ چھوٹا اور تنگ ہوتا جائے۔

مفصل رسغ کا اتر جانا۔ رسغ مقام باریک جو سم پر حیوانات کے ہے خواہ مقام جو ہاتھ اور پاؤں کے جوڑ پر ہے ان کا بعد خلع کے اپنی جگہ پر رد کرنا اور درست بٹھانا چنداں دشوار نہیں ہے مگر بٹھانے کے بعد ان کا ٹھہرنا دشوار ہے اس لئے کہ اگر ایک عضو کھینچ کر دوسرے کے سامنے لائیں بآسانی آ جاتا ہے مگر اس کا داخل ہونا دوسرے میں خیلے دشوار ہے اور دشواری کی وجہ یہ ہے کہ قریب جو اجساد واقع ہیں ان میں بعد

زوال اور خلع رسغ کے ورم پیدا ہو جاتا ہے اور ورم کی وجہ سے بخوبی در آنا ایک ہڈی کا دوسری میں ہوتا ہے اور جگہ رک جاتی ہے طریقہ کھینچنے کا یہ ہے کہ ایک آدمی گٹہ کو پیچھے کی طرف کھینچے اور بٹھانے والا جراح وغیرہ کفدست کو خلاف میں اس کشش کے کھینچے یعنی آگ کی طرف کھینچے اور ایک ایک انگلی کو اسی طرح کھینچے اور انگوٹھے سے کھینچنا شروع کرے اور خضر تک کھینچتا چلا جائے اسی طور سے کھینچتے کھینچتے درست ہو جائے گا بعد اس کے ضماد مناسب کر کے بندش کردے انگلیوں کا اتر جانا اور اس کے علامات کا بیان جب کوئی انگلی اتر جاتی ہے طرف باطن کف کی جھکتی ہے اور اسی جگہ اندر وار ایک لبذی سی پیدا ہوتی ہے اور بطرف مخالف یعنی پشت دس کے گڑھا سا پڑ جاتا ہے اسی طرح رسغ کی ہڈیوں کا حال بروقت اتر جانے کے علاج انگلی بعد اتر جانے کے پھر اپنی جگہ پر البتہ دشواری اور وقت سے درست بیٹھتی ہے اور واجب نہیں ہے کہ برابر کھینچتے رہیں اور بٹھایا کریں بلکہ چاہئے اس کو پکڑ کے اور سبابہ کو اونچا کر کے اسی ہاتھ سے جو اس کی جڑ سے نیچے اسی جگہ پر ہے جہاں سے گرفت کیا ہے اور اوپر کی طرف اس طرح اٹھائیں جیسے انگلیوں کو اکھاڑنا منظور ہے اسی ترکیب کے وقت اتری ہوئی انگلی اپنی جگہ درست بیٹھے گی اور چٹ سے ایک آواز پیدا ہوگی کہ اس آواز سے شناخت اس کے درست بیٹھنے کی کی جائے گی۔ انفکاک رسغ کی ہڈیوں کا واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہے ان کی درست کرنے کی تدبیر کریں اور ہر ایک میل اور جھکاؤ کو اور ہر ایک اونچائی کو اس کے خلاف جہت میں درست کرنا چاہئے اور پٹی جسے جبیرہ کہتے ہیں ان پر رکھ کر بندش کرنی چاہئے اور بندش کر کے چھوڑ دیں اور سیسہ کا لنگر جس سے ہمواری درستی پیدا ہو اور وضع خلقی پر ان ہڈیوں کو محفوظ رکھے اور پھر دوبارہ اترنے سے منع کرے لٹکانا چاہئے لیکن جبیرہ اور لنگر کے رکھنے سے پہلے واجب ہے کہ ضماد مقوی سے لیپ کر لیں جیسا کہ اس کا فائدہ اوپر کے ابحاث میں بخوبی بیان ہو چکا ہے اور کسی قسم کی حرکت نہ پہنچائیں مہرہ گردن کا اتر جانا اور ٹل جانا فقرے پشت اور گردن کے اگر بالکل اتر

جائیں پھر ہلاکت مریض میں کچھ شبہ باقی نہیں رہتا اور اگر بالکل اتر نہ جائیں مگر اپنی جگہ سے زائل اور دور ہو جائیں اور زوال کثیر پیدا ہو جب بھی مہلک ہوتے ہیں وجہ یہ ہے کہ نخاع میں ان کے زوال سے تنگی ضرور پیدا ہوتی ہے اگر چہ کوئی شخص جوانمردی کرے اور اسی حال پر رہنے دے پھر اگر فقرہ ادبی گردن کا خواہ اس کے متصل کا فقرہ اتر جائے سانس کی آمدورفت بند ہو جائے گی اور وہ ذی روح فورا مر جائے گا اس لئے کہ عصب نفس میں اس وقت تنگی پیدا ہوتی ہے اور اپنا فعل نہیں کر سکتا اور اگر فقرہ پشت کا بطرف بطن کے اتر گیا ہو اس کا بھی علاج ممکن نہیں ہے اور بہت جلد مہلک ہوتا ہے شاید اگر کسی وجہ سے مہلت ملے اور سانس کی آمدوشد کا مانع نہ ہو بول و براز بند ہو جائے گا اور اس ضرر سے بھی قتل کرے گا پھر اس ضرر کا بھی تحمل ہو جائے اور نخاع میں زیادہ تنگی پیدا نہ ہو خواہ تنگی تو ہو مگر ورم پیدا نہ ہو خواہ ورم ہو کر کسی قدر سکون ہو جائے اور زیادہ نہ بڑھے جب بھی کوئی نہ کوئی آفت نخاع میں اور بھی اس پٹھے پر جو اس مقام کے نیچے واقع ہے ضرر پہنچے گا اور فضول بدنی بدون ارادہ کے خارج ہوا کریں گے اور اگر اس فقرہ کا انخلاع پشت کی طرف ہو اس کا ضرر نخاع کو بہت کم پہنچے گا لیکن کسی قسم کا ضرر اس سے بھی ضرور پیدا ہو گا اور جو پٹھا اس کے نیچے ہے اس میں ضعف و ضرر پیدا ہو گا اور پاؤں میں ضعف عارض ہو گا اور عضل مثانہ اور معقد میں ضعف عارض ہو گا اور قوت قوی اور دفع شدید کی طرف اس فقرہ کی دور کر کے پھیرنے میں حاجت ہو گی اور ایسی زور سے دھکے لگانے پڑیں گے اور اتنا ٹھونکنا درکار ہو گا کہ شاید جو سناسن اور گرفت کے کانٹے اس فقرہ کے جب تک یہ فقرہ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے اس سے پہلے ٹوٹ کر بکھر جائیں گے اور پھر فائدہ اس تدبیر کا کیا ہو گا بلکہ یہ فقرہ ابھی اپنی جگہ پر نہ پہنچے گا اور ان ٹھوکروں کے صدمہ سے سناسن وغیرہ ٹوٹ جائیں گے اور کبھی یہ فقرہ دونوں طرف سے اکھڑ جاتا ہے اور یہ امر عارض ایسا ہے جس کا بیان شاید ہم نے حدب اور کوز پشت کے مرض میں اچھی طرح کر دیا ہے اسی مقام سے اس کی تفصیل

دریافت کرنی چاہئے اور اس کا حکم تنگی عصب اور بدشواری رد کرنے کا ویسا ہی ہے جیسا اس مقام پر مذکور ہو چکا۔ علامت فقرات کے خلع کی یہ ہے کہ یا تو جو فقرہ اکھڑ جاتا ہے اس جگہ کسی قدر بلندی ظاہر ہوتی ہے خواہ تصطیح یعنی بطور پیالہ کے گڑھا سا پڑتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سنسنہ کوئی ٹوٹ گیا ہے اس کے ٹوٹ جانے میں اتنا خوف نہیں ہے مگر فقرہ کے اتر جانے میں خوف ہلاک کا ہے علاج اگر پشت کا فقرہ آگے کی طرف اتر جاتا ہے اس وقت امید صحت بہت کم ہوتی ہے اور کمتر علاج اور تدبیر کارگر ہوتی ہے اور اگر پشت کی طرف اتر جاتا ہے اس کی تدبیر یہ ہے کہ دونوں گھٹنے جما کر خوب طاقت اور قوت کو کام میں لا کر درست کریں جس طرح حمامی مشت مالی کرتے وقت زور کرتا ہے اسی طرح اس کے بٹھانے اور درست کرنے والے جراح وغیرہ کو کرنا چاہئے خواہ علیل کو پیٹ کے بھل لٹا کر اس کے اوپر چڑھیں اور مالش کریں سر موزی سے جس طرح نان پر آٹے کو زور زور سے گوندھتا ہے اور مشت زنی کرتا ہے اور اس تدبیر سے کشود کار کی امید نہ ہو اور اثر کال زیادہ ہو بقراط کہتا ہے ایک تختہ لکڑی کا جس کا طول اور عرض علیل کے جسم کے برابر ہو تلاش کریں خواہ دو کانچہ ایسا ہی تلاش کریں جو قریب کسی دیوار کے واقع ہو اور عرض اور طول میں اسی قدر ہو کہ علیل کے جسم سے نہ گھٹے نہ بڑھے اور طول اس کا دیوار کی جانب ہو اور دیوار ایک قدم سے زیادہ بعید نہ ہو اس ایک پر بچھونا برابر علیل کے قد کے بچھائیں اور علیل کو حمام کرا کے اسی تختہ خواہ دو کانچہ پر پاؤں پھسلا کے منہ کے بھل لٹائیں اور سینہ پر اس کے ایک نہالچہ وغیرہ لپیٹیں اور اس کے اطراف کو دونوں بغل کے نیچے سے باہر نکال دیں اور دونوں قدم کو دونوں کتف سے باندھیں اور اطراف نہالچہ کو ایک لکڑی سے جس کی شکل مستطیل ہو اور مشابہ دستہ ہاون کے ہو باندھیں اور اس لکڑی کو سیدھی زمین پر کھڑی کریں بطور عمود کے اس تختہ کے کنارے جس پر علیل کو لٹایا ہے خواہ اسی دو کانچہ کے کنارے پر کھڑا کریں جو اس کے لیٹنے کا مقام ہے اور ایک خادم جو سرہانے علیل کے کھڑا ہوا سے

پکڑا دیں کہ مضبوطی سے اس کو تھامے رہے اور خوب گرفت کرے اور ایسی ہوشیاری سے وہ خادم کھڑا رہے اسے لے کر اس کا نیچے والا کنارہ کسی ایک ٹیک سے مستند ہو اور اوپر کا کنارہ جو نزدیل علیل کے سر کے ہے اس کو وہ خادم کھینچتے رہے اور جس وقت ضرورت اور حاجت ہو اور جو وقت اس کے کھینچنے کا آتا ہے اس وقت فورا اسے کھینچ لے اور دونوں پاؤں علیل کے ساتھ ہی اور پورے پورے ایک اور نہالچہ سے باندھی جائیں اوپر رکبہ کے اور اوپر کعبتین اور اسی طرح جو موضع بلند ہے اس مقام پر جہاں ران کا اجتماع ہوتا ہے کسی اور چیز سے اس موضع کو باندھیں اور ان سب رباطات اور بندش کی چیزوں کے اطراف یکجا کر کے کسی اور لکڑی سے باندھیں جو مشابہ دستہ ہاون کے ہو یعنی جیسا دستہ ابھی مذکور ہو چکا اور نزدیک کنارہ اس لکڑی کے جو قریب علیل کے پاؤں کے ہے دستہ دوسرے کو اسی طرح کھڑا کریں جس طرح پہلے لکڑی قریب سر کے کھڑی کی تھی اس کے اعوان اور انصار کو حکم کریں کہ اس لکڑی سے برخلاف جہت اترنے فقرے کے کھینچیں اور خوب زور لگائیں بعض آدمی اس کھینچنے کے واسطے اور قسم کے آلات تجویز کرتے ہیں اور یہ آلات بطور سہام کے اسی لکڑی پر چڑھتے ہیں جو اس بڑی لکڑی کے قریب کھڑی ہے خواہ اس دو کانچہ کے قریب یعنی وہ دونوں کنارے جو متصل دونوں پاؤں کے ہیں جب یہ سہام اور نوکیں گھومتی ہوئی حرکت کرتی ہیں اسی جہت سے رباطات بھی پیچیدہ ہو کر کھچ جاتے ہیں اور سزاوار ہے کہ کشش اس درجہ پر پہنچے شخن حد بہ کا یعنی جس قدر کوبڑ کا دبر ہے اصل تنفین سے دفع کیا جائے اور اگر احتیاج اسی کو جڑ اور مقام تحدب پر بیٹھنے کی ہو ضرور ہم اس فعل کو کریں گے اور کچھ خوف اس پر بیٹھنے سے نہ کریں گے پھر اگر فقرے درست ہو کر اپنی جگہ پر نہ بیٹھیں اور یہ تدبیرات مذکورہ بالا کچھ کارگر نہ ہوں اور علیل کو تحمل تنگ گیری اور ضغطہ کا بھی ہو مناسب ہے کہ ایک گڑھا کھودیں کسی دیوار میں جس کا طول شبیہ پر نالہ کے ہو سامنے اسی کو زپشت کے اور طول اس گڑھے کا بقدر ایک ذراع کے ہو اور زیادہ اونچا اور بلند فقرات

درست اور سیدھا کرنے کے واسطے بنائی جاتی ہیں اور ان سے بندش کی جاتی ہے جو خلع فقرہ کا عسق میں بطرف خلف کے ہو اور یہی قسم ایسی ہے جس کا علاج ممکن ہے پس واجب ہے کہ مریض کو مستلقی کریں اور اس کے بعد سر کو اوپر کی طرف کھینچیں اور بہ نرمی فقرہ متخلع برابر اور درست کریں دبا کر اور مالش کر کے جب برابر بیٹھ جائے اس پر ضماد مقوی رکھیں اور بذریعہ خرقون کے اونچا کر کے اس پر جبارہ مذکور باندھیں اور مقدار جبارہ کے بقدر گردن کے ہو اور طول میں بھی گردن کے برابر ہو پھر اس کے بعد سر اور سینہ تک بندش کریں مگر حلق کو بندش سے بچا دیں اور بہت دنوں بعد اس بندش کو کھولیں اور جن ڈوروں سے اس کی بندش ہو مناسب ہے کہ وہ کپڑے کے کنارے اور حاشیہ سے نکالے ہوں جو کندی اور استری کرنے سے چپٹے ہو جاتے ہیں اس لئے کہ گول ڈورا اذیت زیادہ پیدا کرتا ہے۔

عصعص کے اتر جانے کا بیان۔ عصعص استخوان سرین کو کہتے ہیں جس پر زور دے کر آدمی بیٹھتا ہے یہ ہڈی جب اتر جاتی ہے بذریعہ حس کے اس کا اتر جانا دریافت ہوتا ہے اور ہڈی کا اتر جانا کبھی بذریعہ حس بصر کے دریافت ہوتا ہے اور اس طرح بھی دریافت ہوتا ہے کہ علیل اپنا پاؤں پھیلا نہیں سکتا ہے نہ موضع خلع میں اور نہ قریب رکھ سکے بلکہ دوہرا نا زانو کا اس پر بہت ہی شاق اور گراں ہوتا ہے تدبیر اس کے چڑھانے اور درست کرنے کی یہ ہے کہ بیچ کی انگلی مقعد میں داخل کر کے اس قدر درست اور ہموار رکھیں کہ سامنے مقام خلع کے انگلی پہنچ جائے اور بعد ازاں بقوت تمام اوپر کی طرف انگلی کو دبائیں اور دوسرے ہاتھ سے عصعص کو بھی سنبھالے رہیں اور دباتے جائیں تا کہ ہڈی عصعص کی برابر ہو جائے خواہ اس پر ضماد لگائیں اور بندش کریں اور غذائے علیل میں تقلیل کریں تا کہ براز بھی کم برآمد ہو مگر پھر بھی ایسی غذا ضرور کھلائیں جس سے تلیین طبیعت میں بنی رہے ورک کا اتر جانا کبھی ران میں بھی وہی صدمہ پہنچتا ہے جو صدمہ عضد کو پہنچتا ہے کہ نیچے کی طرف اتر کر مثل مسترخی کے

ڈھیلا ہو جاتا ہے اور جب ران اتر جاتی ہے پاؤں کا دراز ہونا اور بخوبی پھیلنا دشوار رہوتا ہے نہ اس مقام کے قریب سے جہاں خلع عارض ہوا ہے اور نہ زانو کے قریب سے بلکہ زانو کے قریب سے زیادہ دشوار ہوتا ہے اور ران اندر کی طرف بھی اتر جاتی ہے اور بام کی طرف بھی لیکن اکثر اس کا انخلاع باہر کی طرف ہوتا ہے اور اندر کی طرف کمتر واقع ہوتا ہے اور کبھی آگے اور پیچھے کی طرف بھی اتر جاتی ہے اور اسباب وہی بعینہ ہوتے ہیں جو اور اعضا کے خلع میں بیان ہو چکے ہیں اگر ران بروقت ولادت مولود کے خواہ جنین کے چاک کر کے نکالتے وقت اتر جائے اس پاؤں کی خلقت کوتاہ ہو جاتی ہے اور ساق یعنی پنڈلی باریک ہو کر بدن کے بوجھ اٹھانے سے عاجز اور ضعیف ہوتی ہے اور قادر برداشت قوائم جسم کی اور تحریک پر نہیں ہوتی۔ علامات ورک کے اندر کی طرف خلع سے کبھی وہ پاؤں جس کا ورک اتر گیا ہے بہ نسبت دوسرے پاؤں کے طولانی نظر آتا ہے اور زانو نرم ہو جاتا ہے کہ قادر دوہرا ہونے کے نزدیل کشش ران کے نہیں غہوتا ہے اور اربیہ یعنی کش ران منتفخ اور پھولا ہوا متورم نظر آتا ہے اس لئے کہ سر ادرک کا اس میں دھنسا ہوا ہوتا ہے اور اگر ورم بطرف خارج کے اتر جائے پاؤں چھوٹا اور قصیر ہو جاتا ہے اور کش ران میں عمق اسے مقابل پیچھے کی طرف ایک بلندی اور انتفاخ سا نظر آتا ہے اور زانو کا حال یہ ہوتا ہے جیسے گڑھا پڑا ہوا ہے اندر کی طرف اور اگر آگے کی طرف اتر جائے پاؤں لطّول ہو جائے گا اور علیل کو یہ امر ممکن ہوتا ہے کہ ایک مسافت معین تک پاؤں کو دراز کر سکتا ہے مگر دوہرا کرنا پاؤں کا بدون الم شدید کے اسے ممکن نہیں ہوتا اور چلنا البتہ کسی قدر اس سے نہیں ہو سکتا ہے اور اگر بہ تکلف چلے پیچھے کی طرف پاؤں دوہرا ہو جاتا ہے اور کبھی اس وجہ سے کش ران میں ورم بھی عارض ہوتا ہے اور بول میں احتباس پیدا ہوتا ہے اور اگر پیچھے کی طرف اتر جائے پاؤں اس کا تھیر ہو جائے گا اور پھسلانا اور سمیٹنا دونوں متعدد اور دشوار ہوتے ہیں لیکن کبھی ساق کا دوہرا کرنا ہمراہ دوہرے کرنے کش ران کے ممکن ہوتا ہے مترجم کہتا ہے مراد شیخ کی

دو ہرا کرنے اربیہ سے بموجب تصریح شیخ اسی مقام کے حاشیہ پر یہ ہے کہ ساق کا دو ہرا کرنا بدون دو ہرے کرنے ران کے ممکن نہیں ہوتا بطرف کش ران کے ایسا نہیں ممکن ہے جس طرح صحیح لوگ خواہ جو لوگ ران کو آگے کی طرف دہرا لیتے ہیں جیسے سوتے وقت آدمی ران کو دوہرا کر لیتا ہے اور یہ نقصان اس مریض کو لاحق ہوتا ہے گر یہ صحیح اور اصل خلقت پر ہوتا ساق کو بدون دوہرا کرنے ران کے دوہرا کر لیتا اور اب اس وقت اسے قدرت نہیں ہے کہ ساق کو بدون دوہرانے ران کے دوہرا کرے۔ متن ران کی جڑ میں ایک قسم کا استرخا پیدا ہوتا ہے اور سر افخذ کا کسی قدر کچ ہو جاتا ہے علاج بہت جلد اس کی تدبیر کرنی چاہئے اس لئے کہ اگر جلدی سے درست نہ کریں گے اور وہ اپنی اصلی جگہ پر درست نہ بیٹھے تو اکثر اس کی رطوبات کا انصباب ہوتا ہے اور وہ رطوبات متعفن ہو کر فساد عضو تک نوبت پہنچاتے ہیں اور تمام عضو کو فاسد کر دیتے ہیں اور اس کے تابع جو خطرہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے ران کے پیچھے کی طرف اتر جانے کی درستی اس طرح پر کرنی چاہئے کہ پاؤں کو کھینچ کر اسے اپنی جگہ پر رد کرنا چاہئے اور اس سے پہلے پاؤں کو داہنے اور بائیں اس قدر ہلائیں اور حرکت دیں تا کہ سامنے اس مقام کے آجائے جہاں پر اس کا بیٹھنا مطلوب ہے اور تنگ اسپ کی طرح ایک تسمہ خواہ دورتک کی پٹی یا نواڑ وغیرہ لے کر مثل رکاب کے ایک چیز بنائی جائے اور ساق کے اوپر استوار باندھی جائے اور پھر ران پر مضبوط کر کے بندش کریں اور چند پھیرے اسی طرح باستواری لگائیں اور ایسی طرح مضبوط بنائیں کہ منکب ران کو لٹکا دیں ایسی طرح کہ ساق کو دراز ہونا بعد اس تعلیق کے ممکن نہ ہو۔ اگر خلع ورک اندر کی طرف ہوا ہو اسے رکوع کرنے کی اجازت دیں گے اور ایک آدمی قوی اسے تھامے رہے ایک طرف سے اور مجبر یعنی ران کا بٹھانے والا اپنے دونوں ہاتھ ران کے سرے پر نزدیک زانو کے ملائے اور اندر کی طرف اسے کھینچیں اس طرح پر کہ دوسرے کنارے کو اوپر کی طرف خارج میں دفع کرے اور اگر اس شخص کی مدد کوئی دوسرا شخص

دوسری طرف تحریک دینے میں کرے اور کسی پٹی خواہ ریسمان کے سہارے سے قادر اعانت پر ہوا ہو یہ بہت ہی بہتر ہوگا اور بعد ازاں ران کے چڑھ جانے کے بندش کر دی جائے اگر راس بطرف خارج کے اتر گئی ہو درست کرنے والے کو چاہئے کہ ران کے اس کنارے سے گرفت کرے جو نزدیل زانو کے ہے اور اسے حرکت دے خلاف جہت خلع میں اور ایک دوسرا آدمی ران کے دوسرے کنارے کو اسی طرح خلاف جہت شخص اول کی حرکت دے اور سہارا اس دوسرے کو رسی اور عصابہ وغیرہ سے ملا ہو ران اگر بطرف قادیم بدن کے یعنی آگے کی طرف اتر گئی ہے خواہ پیچھے کی طرف اکھڑی ہے مجبر کو چاہئے کہ بیخ ران کو کسی نہالچہ وغیرہ سے مضبوط باندھ کر اور مونڈھے کو اس جہت میں لے جدھر ران بوجہ خلع کے مائل اور پاؤں علیل کا دونوں کنارے نہالچہ سے گرفت کرے اور پھر سب کے سب جتنے آدمی درستی پر لگے ہوں اور ایک چیز سنبھالے ہوئے ہیں یکبارگی کھینچیں اور زور کریں اور علیل کو ہوا میں معلق کر دیں اور اسی ترکیب سے اور صورتیں خلع کی جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں ان میں بھی درستی پیدا ہوتی ہے اور کبھی بذریعہ بیرم کے جو ایک آلہ خاص ہے اس سے بھی درستی ران کے اتر جانے کی کی جاتی ہے بیرم کی کیفیت اور صورت بعض اطبا نے بہت ہی اچھی بیان کی ہے اور کہا ہے اسی حکیم نے کہ پہلے ایک گڑھا کھودیں اور وہ گڑھا مستطیل ہو کسی لکڑی میں کھودا جائے اور وہ ساری لکڑی کا گڑھا مشابہ خندق کے ہو اور عرض اور عمق اس گڑھے کا تین انگشت سے زیادہ نہ ہو اور جس قدر گڑھے اسی لکڑی میں کھودے جائیں ان میں آپس میں دوری چار انگشت سے زیادہ نہ ہو تاکہ بیرم انہیں گڑھوں میں سے کسی ایک گڑھے میں رکھا جائے اور باندھ دیا جائے اور دفع ہونا اور ہٹ جانا بیرم کا اسی طرف ہو جدھر اس کا دفع کرنا مناسب ہے اور وسط میں اس لکڑی کے خواہ کسی دو کانچہ کے بیچ میں ایک اور لکڑی نصب کی جائے اور عمود علی الافق ہو اس لکڑی کا طول برابر طول قدم کے ہو اور موصائی اس کی بقدر چوب دستی بتر کے ہو تاکہ جب علیل پیٹھ کے

شروع کریں خواہ اس لکڑی سے جو مشابہ دستہ ہاون کے ہو جس کا استعمال کوبڑ اور حدبہ کے مقام میں لکھا گیا ہے خواہ اس طرح کھینچیں جو ہم نے خاص اپنی ترکیب کشش کی بیان کی ہے لیکن یہاں پر مناسب یہ ہے کہ ساق کو نیچے کی طرف مع اس ڈنڈے کے جو ران سے کعب تک بندھا ہوا ہے کھینچیں تا کہ سر ران کا اپنے موضع اصلی پر اس مد شدید کی وجہ سے آ جائے ایک اور بھی قسم درستی کی ہے کہ جس سے ران فخذا اپنی جگہ درست ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور لکڑی پر علیل کو کھینچنے کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور وہ قسم تدبیر کی ایسی ہے جس کی مدح بقراط حکیم بھی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ بقراط کہتا ہے کہ علیل کے دونوں ہاتھ کسی نہالچے وغیرہ سے باندھیں اور دونوں پاؤں بھی اس کے خوب مضبوط کسی قماط یعنی نہالچہ وغیرہ سے باندھیں مگر یہ کپڑا کعبین اور کتبین پر نہ پہنچے اور ہر ایک کو بعد بہ نسبت دوسرے ہاتھ یا پاؤں کے چار انگل سے زیادہ نہ ہو اور جو ساق اتری ہوئی ران سے ملی ہے بہ نسبت دوسرے پاؤں کے ساق سے پھیلی ہوئی ہو یعنی چار انگل اس کا پھیلنا زیادہ ہو اور اس کا کم ہو اور زمین سے بقدر دو ذراع کے اونچی ہو اس کے بعد ایک شخص ماہر اور تجربہ کار جوان قوی علیل کو گود میں لے اور زور پہنچائے اتری ہوئی ران میں اس مقام پر جو نہایت موٹا ہے اور وہیں پر ران کا سرا بھی ہے اور علیل کو دفعتہً لٹکا دے اگر یہ حرکت بیمار سے کرے گا بہت آسانی سے ران اپنی اصلی موضع میں درست ہو کر بیٹھ جائے گی اور داخل ہو جائے گی اور یہ ترکیب اور سب ترکیبوں سے اچھی اور آسان ہے اس لئے کہ اس میں اور اعمال کی ضرورت نہیں ہے جو جو باتیں اوپر کی ترکیب میں درکار ہوتی تھیں اس صورت میں کسی کی حاجت نہیں ہے پھر بھی اکثر علاج کرنے والے اس ترکیب کو اچھا نہیں کر سکتے اور خوب مشاقی سے اس کا عمل درست ان سے نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ سستی اور تھاون کی راہ سے اس ترکیب کو آسان سمجھ کر اس سے باز رہتے ہیں۔ لیکن اگر ران کی جدائی بطرف خارج کے واقع ہوئی ہو اور باہر کی طرف جدا ہوئی ہو پس مناسب ہے کہ ران ماؤف کو

جس طرح کہ ہم نے کہا ہے دراز کرے بعد اس کے طبیب کو چاہئے کہ بذریعہ بیرم کے خارج سے بطرف داخل کے دفع کرے مگر پہلے بیرم کے سرے کو کسی گڑھے وغیرہ میں رکھ دیں تاکہ تکیہ اس جگہ نہ ہو سکے اور بعض لوگ مددگار صحیح اور درست ران کی طرف سے ہوں کہ ادھر سے بھی دفع کیا جائے اور تھوڑا تھوڑا اٹا لیں تاکہ زیادہ دفع نہ ہو جائے اور اگر خلع بہ طرف اقدام کے ہو لازم ہے کہ جو ران اکھڑ گئی ہے اسی کو کھینچیں اور بعد ازاں ایک مرد قوی زور آور اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی خرلش ران علیل پر رکھ کر اسے خوب تنگی سے گرفت کرے دوسرے ہاتھ سے اور باوجود اس گرفت کے اسفل کی طرف بجانب زانو کے دراز کرے اور اگر خلع بطرف خلف کے ہو اس وقت بیمار کی ران کو نیچے کی طرف دراز نہ کرے بشرطیکہ وہ ران زمین سے مرتفع اور بلند ہو بلکہ اس وقت چاہئے کہ وہ ران کسی سخت چیز پر رکھی ہوئی ہو جیسا کہ اگر ورم بطرف خارج کے اکڑا ہو اس وقت بھی اسی طرح سے سخت چیز پر رکھ کر دراز کرے جیسے ہم نے حدبہ اور کوز پشت کے دفع کرنے میں بیان کیا ہے۔ پس لازم ہے کہ عضو علیل کو کسی لکڑی کے تختہ خواہ دوکانچہ وغیرہ پر رکھ کر کھینچیں اور رباطات خواہ دورے وغیرہ جس سے بندش کرنی منظور ہو انہیں ورک پر باندھیں بلکہ ساق پر باندھیں جیسے ابھی ہم کہہ چکے ہیں اور مناسب ہے کہ استعمال کیس یعنی خاک آلودہ ہونے اور لوٹنے کا اسی تختہ پر متصل رودن کے اور متصل اس مقام کے ہو جدھر یہ متصل نکل گیا ہے پس اس کو اسی قدر اقسام خلع میں ورم کے بیان کرنا تھا جسے ہم نے ذکر کیا اور یہ خلع وہ ہے جو ورم کو کسی ایسی علت سے عارض ہوتی ہے جو اسی میں ہو اور پہلے سے ہو لیکن کبھی بوجہ کثرت رطوبت کے بھی ورک اتر جاتا ہے جیسے کتف بھی اسی وجہ سے اتر جاتا ہے اور ایسے وقت میں لازم ہے کہ داغ دینے کا استعمال کریں جس طرح ہم نے مقام خاص میں بیان کیا ہے خلع رکبہ کا رکبہ یعنی زانو بہت جلد اتر جاتا ہے اور کبھی بدون سبب قوی کے بھی اتر جاتا ہے او کبھی جلد چلنے سے بھی خواہ تھوڑے سے پھسلنے سے بھی اتر جاتا ہے جیسے لُجی

بھی اکثر بلاسبب اتر جاتا ہے بدون انگڑائی لینے کے اور کبھی زانو ہر طرف سے اتر جاتا ہے سوائے آگے کے جانب کے بسبب فلکہ یعنی چرخہ کے اور اس کے معادق ہونے کے علاج یہ ہے کہ بیمار کو کسی کرسی وغیرہ پر بٹھا کر قریب زمین کے دونوں پاؤں اس کے تھوڑے سے اٹھائیں اور بلند کریں بعد ازاں اس کے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف اٹھائیں اور دراز کریں اور خوب قوت سے کھینچیں اور درست کرنے والا مفصل رکبہ کو اپنی اصلی حالت کی طرف سے پھیرے جو اور اقسام کے خلع میں بحکم کلی بیان کیا ہے اور بعد ازاں اس پر بندش کردیں۔

رفقہ کا خلع اور یہی زانو کا ڈبہ ہے

جب اس میں انخلاع عارض ہوتا ہے واجب ہے کہ پاؤں کو دراز کرکے فلکہ کو اپنی جگہ پر پھیر لائیں اس کے بعد زانو کے شکم کو خرقہ وغیرہ سے بھر دیں جو دوہری ہونے سے منع کریں اور اس پر جبیرے اور لکڑیاں جو مانع میلان کو جہت میل میں درست کرکے باندھ دیں جب خوب درست اور استواری سے اپنی جگہ پر ٹھہر جائے اور اپنی جگہ کو خوب گرفت کرکے پھر زانو کو جلدی دوہرانا نہ چاہئے بلکہ تھوڑا تھوڑا بہت دنوں بعد اس میں خم دینا لازم ہے تاکہ ناگوار نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ دوہرانے سے پھر اکھڑ جائے پاشنہ پا کا جوڑ کعب کے نزدیک کا اتر جانا کبھی کعب ٹخنا پاؤں کا بھی اکھڑ جاتا ہے اس وقت بقوت کھینچنے کی حاجت ہوتی ہے اور علاج شدید اور سخت کی حاجت ہوتی ہے اور بقول ٹالنا پڑتا ہے تب جاکر وہ اپنی جگہ پر عود کرتا ہے پھر جب عود کر آئے چلنے پھرنے کو بالکل ترک کردینا چاہئے اور چالیس روز تک صاحب ٹراش ہوکر بیٹھنا چاہئے تاکہ پھر دوبارہ اکھڑ نہ جائے اور اگر تھوڑا سا زائل ہوا ہے اس کے واسطے تھوڑی سی کشش کافی ہوتی ہے اور اس کے بعد اپنی جگہ پر رد کرنا چاہئے اور اگر تمام وکمال جدا ہوجائے اور اکھڑ جائے پس واجب ہے کہ اگر شدت ہو اور حرکت کو قبول نہ کرتا ہو اور مطیع بخوبی نہ ہو کہ اپنی جگہ پر واپس آئے جیسے حکمائے اوائل نے کہا ہے اسی طرح پر تدبیر کریں

ان کی تدبیر یہ ہے کہ تھوڑا سا پھیلا پیٹھ کے بھل زمین پر دراز ہو جائیں اور تکیہ لگائیں اس پر جو درمیان دونوں رانوں کے اور رودون کے ہے اور وہ تکیہ بہت طولانی ہو او زیادہ گڑھا ہوا ہو تا کہ اس کے بدن کو بروقت آڑ لگانے کے حرکت اور جنبش نہ ہو اور جس وقت اس کا پاؤں کھینچا جائے یہ تکیہ جسم کو ملنے سے روکے اور چاہئے کہ اس تکیہ پر اعتماد قبل از استلقائے علیل کے کریں اور کوئی بڑی لکڑی جیسے اوپر بیان ہو چکی ہے موجود ہو یعنی جس کے وسط میں دوسری لکڑی لگائی ہوئی ہوتی ہے جو اس پر بصور ٹیک اور تکیہ کے لگی ہوتی ہے پس چاہئے کہ اسی لکڑی پر کشش واقع ہو اور مناسب ہے اور کوئی مددگار ہو جو ران کو مضبوطی سے گرفت کرے اور کھینچے اور تیسرا اور ایک مددگار ہو جو پاؤں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کھینچے خواہ کسی تسمہ وغیرہ میں باندھ کر خلاف مددگار اول کے جہت کھینچے اور طبیب اپنے ہاتھ سے اس اکڑے ہوئے مقام کو برابر کرے اور ایک معین اور ہو جو دوسرے پاؤں کو نیچے سے گرفت کئے رہے اور بعد درست کرنے اور بٹھانے کے بہت مستحکم پٹی وغیرہ سے بندش کریں اور بعض پٹیوں کی رسائی پشت قدم کی ہڈیوں تک ہونی چاہئے اور بعض کی کعب تک اور انہیں دونوں مقام پر ان کی بندش کر دینی لازم ہے اور جو پٹھ پاشنہ پا پر واقع ہے عدش کے وقت اسے بچانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اس پر سخت بندش ہو اور کسی پٹی کے نیچے وہ پٹھ آ جائے اور ضرر عظیم پیدا ہوگا اور چالیس دنوں تک بیمار کو چلنے سے منع کرنا ضرور ہے اور اس زمانہ میں شب کو بھی چلنے پھرنے سے ممانعت ضرور ہے کہ اس لئے کہ اگر یہ لوگ قبل صحت تام کے چلیں پھریں گے اچھی طرح سے عضو درست نہ ہوگا اور علاج میں فساد پیدا ہوگا۔ اگر ہڈی پاشنہ پا کی بوجہ کودنے خواہ اچکنے کے زائل ہو او یہ بات اکثر عارض ہوتی ہے اور اس ہڈی کے اتر جانے کے ورم گرم عارض ہو لازم ہے کہ اس عضو کو اس طرح درست کریں کہ مریض کو منہ کے بھل لٹا کر اور عضو ماؤف کو کھینچیں اور برابر کریں اور جو نطولات اور ام میں تسکین پیدا کرتے ہیں ان کا استعمال کریں اور استوار اور مضبوط پٹیوں سے بندش

سے درد پیدا ہوتا ہے اور تابع اس درد کے ورم ہوتا ہے پھر اگر جدائی اور فصل مدور ہو اور اس میں کوئی تسطیہ یعنی نوک وغیرہ پیدا نہ ہو اس وقت عضو کا پلٹ جانا اپنی وضع طبعی پر چنداں دشوار نہیں بلکہ آسان ہوتا ہے اگر کوئی عضو ٹوٹ جانے کے بعد بطرف ظاہر اور خارج جسم کے جھک جائے یہ بہت اچھا ہے بہ نسبت اس کے اندر کی طرف مائل ہو چنانچہ بقراط کا یہی قول ہے اور وجہ خیریت کی پہلی صورت میں یہ ہے کہ اندر کی طرف میلان کرنے سے عصب کے زیادہ متصل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ایذا اور الم اندرو ار کے میلان میں زیادہ ہوتی ہے اگر کسی قسم کا کسر کسی جوڑ کے قریب واقع ہوتا ہے جو جو اجزا یعنی روک کی چیزیں اور حروف یعنی باریکی اور رباڑھ فقرہ عظام کے ہوتے ہیں جن میں جوڑ کے سرے در آتے ہیں اور جو گڑھے جوڑ پر ہوتے ہیں جن میں مہرے اور کڑیاں جوڑ کی پہنائی ہوتی ہیں وہ سب پس جاتے ہیں اور سب میں کسر واقع ہوتا ہے اور جو رو مستعد انخلاع اور از جانے کے ہو جاتا ہے اور جب کسر کسی جوڑ کے قریب واقع ہو اور پھر درست ہو جائے اور جڑ جائے تاہم دشواری حرکت بر طرف نہیں ہوتی بسبب اس صلابت اور سختی کے جو بعد درستی کے پیدا ہوتی ہے اور نسبت اس کجی کے جو بعد وصل کے پیدا ہوتی ہے پھر اس جوڑ کے کھینچنے کی اس قدر ضرورت ہوتی ہے تا کہ نرم ہو جائے سب سے زیادہ سخت اور دشوار وہی شکست ہے جو قریب چھوٹی ہڈیوں کے جوڑ کے واقع ہوتی ہے اور اسی طرح اگر جوڑ اصل خلقت میں تنگ ہو اس کے انکسار میں بھی ایسی ہی دقت اور دشواری واقع ہوتی ہے جیسے مفصل کعب کا اور زیادہ دشواری درستی اور التمام میں اسی کسر کی ہوتی ہے جو بشکل تدویر واقع ہو اس کے بعد جو کج اور مائل ہو کہ وہ بھی چسپیدہ تو ہو جاتا ہے لیکن بہت دنوں تک ایک بندش خوبصورت اور درست کی حاجت ہوتی جو بشکل عجیب ہو اور یہ بندش بہت دنوں تک بدستور جب چلی جائے اس وقت اس کی درستی اور جوڑ جانے کی صورت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح بہت دنوں تک وہ غذائیں اور ادویہ ایسے شخص کو دینی پڑتی ہیں جن کا بیان ہم آئندہ

سطور میں کرتے ہیں تب کہیں نوبت جوڑنے کی آتی ہے بدترین شکست استخوان کی وہی ہے جو بطرف امله کے ٹوٹ کر جھک جائے اور باہر کی طرف مائل نہ ہو جیسا ہم نے مقولہ بقراط میں ذکر کیا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ مغز استخوان کا قطع ہو جانا مہلک ہے اس بات کے کچھ معنی مفصل ہماری سمجھ میں نہیں آتے اس لئے کہ مغز ہڈی کا ایسی چیز ہے کہ پگھلی ہوئی اور نرم بازوجت وہ کسی طرح قطع نہیں ہو سکتا ہے کبھی بعض اقسام کی شکست میں اعراض جراحت کے بھی عارض ہوتے ہیں اور نزف دم یعنی خون کا جاری ہونا اور ورم اور رض یعنی پس جانا اس گوشت کا جو قریب عضو شکستہ کے ہے ایسا عارض ہوتا ہے کہ اگر اس کی تدبیر ایسی جو مانع عفونت ہی نہ کی جائے اور پچھنے وغیرہ سے وہ خون نکالا نہ جائے اس سے اکلہ اور سڑ جانا عضو ماؤف کا پیدا ہو بڑے آدمی اور سن رسیدہ کے بدن کا موضع کسر بذریعہ درد کے اور نیز بذریعہ واقع ہونے اسی چیز کے جس میں کسر پیدا کیا ہے کسی مقام خاص پر پہچانا جاتا ہے اور ہاتھ کے چھونے سے بھی پہچان لیا جاتا ہے اور چھوٹے لڑکے بے زبان کے بدن شکست اور کسر کے مقام کی شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ اس مقام میں درد اور ورم اور سرخی نمودار ہوتی ہے۔

احکام انجبار اور ضد انجبار کے احکام انجبار کے معنی درست ہونا شکست کا اور ضد انجبار کی یہ ہے کہ جوڑے نہ ہو جو ہڈی ٹوٹ جائے اور بعد ٹوٹ جانے کے اپنی وضع اصلی کی طرف اسے درست کر کے پھر لائیں لڑکوں میں خواہ جن کا سن قریب سن طفولیت کے ہے ممکن ہے کہ پھر از سر نو وہ ہڈی جوڑ جائے اس لئے کہ ایسے سن میں ابھی قوت اولی یعنی وہ قوت جو اصل خلقت میں تولید اور تشکیل اعضا کی صانع بیچون نے پیدا فرمائی ہے باقی ہوتی ہے اور چونکہ اس قوت کا اثر تخلیق اور تشکیل ہے لہذا اس میں مین ہڈی اس طرح جوڑ جاتی ہے کہ جو اجزا آپس میں پیوند ہوتے ہیں ان کا وصل اور پیوند از قسم اسی ہڈی کے پیدا کر دیتا ہے اور بعد اس سن کے ایسی خوبی اور درستی سے ہڈی نہیں جوڑتی ہے کہ ایک ذات ہو جائے بلکہ بیچ میں ایک لعاب غضروفی ایسا پیدا

ہوتا ہے جس کی لزوجت اور چسپیدگی کی وجہ سے شکستہ ہڈی جوڑ جاتی ہے جیسے قلعی گر قلعی وغیرہ سے ٹوٹے تانبے کو جوڑ دیتے ہیں اور بعد جوڑ جانے کے مآل دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے البتہ اس قدر فرق ضرور ہے جو اصلی جوڑ اور مصنوعی میں ہے سب سے زیادہ عضد کی ہڈی ایسی ہے جو انجبار کو نا قابل ہے اس کے بعد ساعد کے ہڈی اور چنبر گردن کی اور ترقوہ اگر اندر کی طرف ٹوٹ جائے اس کا علاج دشوار ہو جاتا ہے اور بہت قبیح اور بدنما وہی کسر ہے جو زندین میں نیچے کی طرف ہو اور دلیل وہی ہے جو خلع میں مذکور ہوئی۔ ران اور ساق کا حال یہ ہے کہ اس کا کسر آسان ہے اور چنداں دشواری ان کے ٹوٹنے میں نہیں ہوتی اس لئے کہ ران اور ساق ٹوٹ جانے سے ان کا انبساط موقوف نہیں ہوتا اعضائے بدن کا حال مدت انجبار اور درست ہونے میں مختلف ہے کوئی بہت دیر میں درست ہوتا ہے اور کوئی جلد درست ہوتا ہے مثلاً ناک دس دن میں درست ہوتی ہے او پسلی بیس دن میں اور ذراع یا جو قریب اس کے نرمی اور سختی میں ہے وہ تیس دن میں یا چالیس دن میں جوڑتی ہے اور ران پچاس دن میں اور کبھی مدت زیادہ کھینچتی ہے کہ تین مہینے خواہ چار پانچ مہینے تک ران میں وصل پیدا ہوتا ہے جوڑنے کی تدبیر میں اگر خطا ہونے کی وجہ سے کوئی عضو شکستہ اگر باطن کی طرف مائل ہو یہ امر بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بطرف پشت کے مائل اور جھکاؤ اس کا لقیل جانب میں ہو جو اسباب ایسے ہیں کہ اس کی جہت سے استخوان شکستہ درست نہیں ہوتے منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ بکثرت نطولات کا استعمال کیا جائے یا بہ کثرت پٹی وغیرہ کھولا کریں اور پھر بار بار باندھا کریں خواہ قبل بخوبی جوڑنے کے حرکت کرے یا خون بہت کم پیدا ہو یا خون لزج اور چسپندہ پیدا نہ ہو اور اسی جہت سے صفرادی فراج اور ناقہین کی ہڈی دیر میں جوڑتی ہے جوڑ جانے پر دلیل ایک یہی ہے کہ خون ایسا برآمد ہو اور اس قدر کم برآمد ہو جیسے طبیعت نے کوئی فضلہ دفع کیا بوجہ کثرت اس چیز کے جسے کسر اور ٹوٹ جانا ملتزم ہے۔

قواعد کلیہ جبر اور ربط کا جبر کا قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ عضو شکستہ کو بمقدار مناسب کھینچیں اور دراز کریں اس لئے کہ اگر زیادہ مقدار مناسب سے کھینچیں گے تشنج پیدا ہوگا اور اسی وجہ سے حمیات پیدا ہوتے ہیں اور کبھی اسی وجہ سے استرخا بھی پیدا ہوتا ہے اور یہ بات زیادہ کشش ان ابدان میں جو رطب ہیں ضرر بہت کم پیدا کرتی ہے اس لئے کہ جو ابدان مرطوب ہیں کشش کی قبول کی استعداد ان میں زیادہ ہے اور اگر زیادہ نہ کھینچیں بلکہ مقدار مناسب سے کم کھینچیں اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ بخوبی درست نہ ہوگا اور اچھی طرح نظم اور سلسلہ درست نہ ہوگا یہ ضرر کم کھینچنے کا خلع اور کسر میں برابر ہے او وجہ مناسب ہو بقدر ضرورت کشش کریں دونوں ہڈیوں کے برابر اور سیدھے ہو جانے کی تدبیر کریں گے اور پٹی اور گدی اور بندش کی چیزیں جیسے چاہئیں اسی اسلوب پر سب درست رکھیں گے او قادہ وغیرہ بذریعہ جبائر کے اور جبائر کو بذریعہ باطات کے اونچا اور بلند کریں واجب ہے کہ ٹوٹے عضو کی تسکین بقدر امکان کریں یعنی اسے اپنی جگہ سے جنبش نہ ہونے پائے ہاں اگر کبھی کبھی بقدر تحمل کے کسی قسم کی حرکت پیدا ہو جائے اور کوئی آفت خواہ ورم موجود نہ ہو اس کا مضائقہ نہیں ہے بلکہ بہت مناسب ہے کہ تھوڑی تھوڑی حرکت بھی دیتے رہیں تا کہ طبیعت عضو کی باطل نہ ہو جائے اور واجب ہے کہ بروقت کھینچنے اور باندھنے کے درد شدید پیدا کیا جائے خواہ کسر کے واسطے بندش ہو یا خلع کی درستی کے واسطے ہو اور اکثر زیادہ سخت بندش اور دیر میں کھولنے اور اس کی نگہداشت میں کمی کرنے سے یہ ضرر پیدا ہوتا ہے کہ اس عضو مشدد کی قوت باطل ہو جاتی ہے اور گویا اس کی حیات خاص فنا ہو جاتی ہے اور متعفن ہو جاتا ہے اور احتیاج اس کی ہوتی ہے کہ اس عضو کو کاٹ ڈالیں۔ غرض جبر سے اکثر یہی ہوتی ہے کہ دشبند حاصل ہو جس میں یہ وصف نہیں ہے جیسے سر کی ہڈیاں کہ ان میں نہیں پیدا ہوتا ہے واجب ہے ایسی تدبیر کریں کہ خشک اور تھوڑی مقدار پیدا نہ ہو اور زیادہ غلیظ بھی نہ ہو یعنی جس قدر غلیظ محتاج الیہ او رضروری ہے اس سے زیادہ غلیظ بھی نہ ہونا

چاہئے اور یہ بات معلوم ہے کہ بڑا ہونا اس کا بحسب عضو مکسور کے مختلف ہوتا ہے اور جتنے مقدار ٹوٹے ہوئے عضو کی گزرگی اور کوچکی کی ہو آئیندہ جو تفصیل لکھی جاتی ہے اس سے بھی اکثر جزئیات اس کے دریافت ہو جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ کس جگہ کیا کرنا چاہئے اور یہ بات اس جگہ سے دریافت ہو گی جہاں غذا دینے کا ہم ذکر کریں گے اور جہاں پر بندش کا ذکر ہم کریں گے وہاں سے بھی دریافت ہو جائے گا جس وقت لعاب پیدا ہونے لگے واجب ہے کہ حرکات تعب انگیز قطعاً ترک کر دیں اور جماع اور غضب اور عریان رہنے کو بھی ترک کریں اس سے خون رقیق ہو جاتا ہے اور مقام گرم میں نہ ٹھہرے اور سرد مقام میں ٹھہرنا اختیار کرے اور ضمادات قوی جو زیادہ قابض ہیں ان میں حرارت بھی کسی قدر ہے اور تعدیہ بھی ہے ان سے اعانت کرے پس ضمادات میں ابہل اور جوز السرو اور کتیرا اور ادویہ قابضہ داخل کریں کہ کسی ٹوٹی ہوئی ہڈی میں یہ بات پیدا ہو کہ وہ کسی طرح نہ جوڑ سکے اور جبر معتد بہ اس میں پیدا نہ ہو اس کی اصلاح میں وہی تدبیر چھیلنے کی کرنی چاہئے جو قروح میں بیان ہو چکی ہو یعنی وہ قروح جو بدون چھیلنے کے اچھے نہیں ہوتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سے اس قدر مالش کریں کہ جو لزوجت بری اس پر جمی ہوئی ہے اور وہ ضعیف تھی وہ دور ہو جائے گویا وہ رطوبت لزجہ ایسی ہوتی ہے کہ معلوم نہیں ہوتی اور جب یہ لزوجت دفع ہو جائے اور جگہ ٹوٹی ہوئی پاک صاف ہو گی خون جدید اور اچھا اس مقام سے آئے گا اور اس پر لعاب سا پیدا ہو کر دشبند مذکور پیدا ہو گی اور پھر گرفت قوی ہو گی اور اکثر ہڈی کا رنگ اور اس سے پوست پوست کی شکل پر چھلکوں کا دفع ہونا چھیلنے کی ضرورت کا محتاج ہوتا ہے ایسی ٹوٹی ہوئی جگہ میں جبائر کا استعمال ہرگز جائز نہیں ہے اور اگر ضرور ہو اور بدون جبائر کے چارہ نہ ہو فقط ایک رباط جید پر اقتصار کریں گے اگر ہمراہ کسر کے جراحت بھی مجتمع ہو اگر پہلے جراحت کو اچھا کر کے پھر جبر کی تدبیر کریں یہ بات اچھی نہیں ہے اس لئے کہ ہڈی سخت ہو جاتی ہے اور بعد سختی کے پھر بہت دشواری سے

ہوجائے گی پھر چسپیدہ ہونا ہڈی کا بھی مضبوط اور استوار نہ ہوگا اس لئے کہ استواری اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب نوکین اوزوائد سب کے سب اپنے اپنے مقام خاص میں درست بیٹھیں اور وہ مقامات وہی ہیں جو ان کے سامنے دوسرے استخوان میں بنے ہوئے ہیں اور جب اپنے اپنے گھروں میں یہ چیزیں درست ہوکر نہ بیٹھیں گی ضرور ہے کہ وصل اور جوڑ میں استواری نہ پیدا ہوگی لہذا واجب ہے کہ بروقت جبر اور درستی کے خوب زور سے بذریعہ ہاتھ یا رسیوں خواہ بذریعہ اور آلات کے کھینچیں اور جہاں تک عضوشکستہ کھینچنے سے دراز ہوسکے اسی قدر اسے کھینچ کر پھر ہر ایک نوک اور زیادتی کو اپنے اپنے گھروں میں درست بٹھائیں جب یہ تدبیر پوری اترے گی دونوں حصے ہڈی کے جو ٹوٹے ہوئے ہیں وہ اپنی اپنی سیدھ میں آجائیں گے تب جاکر جبر اچھی طرح ہوگا جب اس قدر کھینچ کر ہر ایک کو اس کے محاذی کر چکیں اور خوب یقین ہوجائے کہ اب ہر ایک شے اپنی محاذی ہو چکی ہے آہستہ آہستہ اس کشش کو ڈھیلا کرتے جائیں اور جس وضع سے سامنا ہوا ہے ان کی محافظت رکھیں ایسا نہ ہو کہ داہنے بائیں آگے پیچھے ترچھا کرنے پر محاذات اور سامنا باطل ہوجائے اور از سر نو پھر وہی زحمت کرنی پڑے جب ایسی آہستگی اور ہوشیاری سے ہر ایک چیز اپنی جگہ میں سما جائے اور بیٹھ جائے از سر نو حال ہر ایک درست بیٹھی ہوئی چیز کا ہاتھ سے دریافت کرنا چاہئے۔

اگر کسی جگہ بلندی خواہ اونچ نیچا خلاف حالت صحت کے نظر آئے اسے از سر نو ہاتھ سے درست کر دینا چاہئے پھر بعد جبر کے پٹی ایسی ضرور باندھنی چاہئے جو عضو متجبر کی حفاظت سکون پر کرے اور یہ پٹی سخت نہ ہو ورنہ زیادہ درد پیدا ہوگا اور نہ زیادہ ڈھیلی اور نرم ہو ورنہ حرکت سے اور زوال سے عضوشکستہ درست شدہ کو کیا روک سکے گی دخیر الامور اوسطہا بہتر یہ ہے کہ سخت اور نرم اور تنگ اور ڈھیلے کے درمیان میں ہو واجب ہے کہ بندش اس جگہ ہو جہاں پر میل اور جھکاؤ زیادہ ہے پھر اگر کسر تام ہو یعنی پورے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں ضرور ہے کہ جس طرف جھکاؤ ہے اسی طرف برابر کردیں اور اگر

کنگھی بنانے والے چھوٹی چھوٹی آری بناتے ہیں ایسے ہی یہ بھی ہوتی ہے اور کبھی اصل اسے شے میں سوراخ پے در پے بذریعہ برمے وغیرہ کے کرتے ہیں جن کا نکالنا منظور ہوتا ہے یعنی شطیہ خواہ کرچ میں ہڈی کے سوراخ کر کے جب اس کے چند ٹکڑے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں پھر اسے نکال ڈالتے ہیں لیکن یہ تدبیر خطرہ اور اندیشہ سے خالی نہیں ہے کس لئے کہ شاید اس نوک خواہ کرچ کے نیچے کوئی عضو کریم اور شریف ہو اگر اس کو صدمہ برمے کا پہنچا اور اس میں سوراخ ہو گیا پھر کیسی خرابی برپا ہوئی تاہم یہ تدبیر سوراخ کرنے کی بہت سلیم ہے بہ نسبت اس تدبیر کے ہے جو ہلانے والے آلات سے کرتے ہیں اور ہلا ہلا کر اس سے نوک خواہ کرچ وغیرہ چن لیتے ہیں یا قطع کرتے ہیں کہ اس کی تکلیف اور ایذا کی کچھ حد نہیں ہے کبھی سوراخ کرنے میں بھی ایک ایسی عمدہ تدبیر کرتے ہیں کہ اسی برمے سے جس قدر سوراخ ہوتا ہے زائد بہ قدر حاجت نہیں ہوتا ہے یعنی اس میں ایک آڑ اور روک ایسی بنی ہوئی ہے کہ مقدار حجم اور دن پر اوس کرچ کے سوراخ ہو کر پھر وہ برما نیچے نہیں اترتا ہے یہ تدبیر زیادہ لطیف ہے بہ نسبت آلات ہزارہ یعنی علانے اور حرکت دینے والے آلات کے اگرچہ پہلی تدبیر نمدے کے ٹکڑے کی لطافت اس سے زیادہ ہے لہذا واجب ہے کہ جو لوگ پیشہ جبر کا کرتے ہیں اور جنہیں اس کام میں دستگاہ اچھی ہے ان کے پاس چند اقسام کے برمے وغیرہ تیار اور درست موجود رہیں اور برمے کی نوک وغیرہ خوب درست ہووے اور صاف اور زنگ آلودہ نہ ہوں کبھی ٹٹولنے کے ذریعہ سے نوک خواہ کرچ وغیرہ ظاہر نہیں ہوتی لیکن ریم اور صدید ضرور بہتی رہتی ہے اسی وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ شطیہ خواہ نوک ضرور ہے اور علاج اس صدید اور ریم کا بذریعہ تجفیف کے کیا جاتا ہے اور انہیں دواؤں سے خشک اور بند کر دیا جاتا ہے اس کے بعد جو تدبیر مناسب وقت ہوتی ہے وہی کرتے ہیں اگر شطیہ خواہ ٹکڑا ہڈی کا ستیز ہو اس طرح پر کہ عضل میں گڑتا ہوا اور بوجہ گڑنے کے درد پیدا کرے اس وقت شگاف زیادہ کر کے تدبیر اس کے

نکالنے کی جس قدر نکل سکے خواہ آری سے تراشنے کی جس قدر تراشنا واجب ہے کرنی چاہئے اور اگر ٹوٹی ہوئی ہڈی پارہ پارہ نہ ہو اور اس کے کاٹنے خواہ پھاڑنے سے زیادہ جگہ پر صدمہ پہنچتا ہو ایسے وقت جو مقام زیادہ مخدوش اور زیادہ ماؤف ہو گیا ہے اتنی ہی جگہ کی ہڈی کاٹ ڈالی جائے اور باقی ماندہ کو چھوڑ دیں کہ اس میں کچھ زیادہ مضرت نہیں ہے بلکہ سب ہڈی کے کاٹنے میں البتہ مضرت زیادہ ہے۔چند وصیتیں مجبر کے واسطے مجبر وہ شخص ہے جو شکست وغیرہ کو بندش کر کے درست کرے ہندوستان میں یہ پیشہ اکثر کمان گر کرتے ہیں الغرض واجب ہے کہ مجبر پہلے نظر کرے کہ جو ہڈی ٹوٹ گئی اس کا میلان اور اس کا جھکاؤ کس طرف ہے اور اس بات کی شناخت مجبر کو اس طرح پر ہوتی ہے کہ جو طرف میلان اور جھکاؤ کی ہے ادھر حدبہ اور کوبڑ سا پیدا ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ جدھر سے میلان پیدا ہوا ہے اُدھر تحدیب ضرور ہوتی ہے اور جس طرف کو جھکاؤ اور میلان واقع ہوا ہے ادھر تقعیر اور گڑھا پڑتا ہے اور اکثر اس امر کا احساس اور اس پر آگاہی بذریعہ لمس اور ٹٹولنے کے ہوتی ہے دوسری شناخت یہ ہے جس طرف میلان ہے ادھر درد زیادہ ہوتا ہے او کھٹ کھٹ بولنے کی آواز بھی اس طرف زیادہ ہوتی ہے انہیں علامات پر بنا کر کے کارروائی کرے گا ایضا مجبر پر واجب ہے کہ اپنا ہاتھ مقام شکست پر پھیرے اور ہر وقت بارہا پھیرتا رہے اور اوپر نیچے دونوں طرف ہاتھ پھیرتا رہے اور بہت نرمی سے اور آہستہ آہستہ نیچے کی طرف ہاتھ پھیرا کرے تاایکہ اس کو ٹل جانا خواہ سرک جانا ہڈی یا کسی اور عضو کا خواہ کسی قسم کی بلندی او پستی خواہ کسی قسم کا کونا اور سرا رگ وغیرہ کا دریافت ہو جائے تا کہ دوبارہ اسے بچا کر بندش کرے اور جو بندش نا مناسب ہے اس سے اس مقام کو محفوظ رکھے ورنہ تشنج اور درد شدید پیدا ہو گا اور آنکھ کے ذریعہ سے کسی قسم کی درستی محسوس او سیدھا پن معلوم ہو اس پر فریفتہ نہ ہو جائے اور ایسا نہ جانے کہ اب تدبیر انجام کو پہنچ گئی اور عضو مکسو جوڑ گیا اور درست ہو گیا بلکہ جب تک صحت اور عافیت پوری پیدا نہ ہو اور اس کے سب آثار ظاہر

نہ ہو جائیں ہرگز اطمینان نہ کرے اس لئے کبھی ورم کی وجہ سے یا مر صحت مخفی رہ جاتا ہے اور موضع انکسار میں راستی بوجہ ورم کے دباؤ کے پیدا ہوتی ہے اور حس بصر اس وقت خطا کرتی ہے اور قبح صورت اور کجی ورم کی وجہ سے مخفی ہو جاتی ہے اگر مجبر بنظر تامل اس عضو مکسور کو دیکھے کہ اگر عضو شکستہ بالکل درست نہیں کرتا ہے بدقوار اور بدشکل ہو جاتا ہے اور اگر بالکل درست کرتا ہے تشنج اور حمی سخت پیدا ہوتی ہے پس مناسب یہ ہے کہ اسے بدشکل رہنے دے اور زیادہ اس کی درستی کے پیچھے نہ پڑے اور اگر کسی عضو شکستہ کی درستی کرنے میں ہڈی ٹوٹی ہوئی درست ہونے سے باز رہے اور نہ درست ہو اور اپنے اصلی سوراخ وغیرہ میں در نہ آئے مجبر کو چاہئے کہ بہت سختی اور درشتی اس کے جوڑنے اور درست کرنے میں نہ کرے اور جس طرح ممکن ہو اسے درست کرنے کے درپے نہ ہو اس لئے کہ اس اہتمام سے اگر الغرض وہ ہڈی درست بھی ہو گی تاہم مریض میں ایک ایسی آفت عظیم پیدا ہو گی جس کا ضرر نا درستی سے اس ہڈی کی بہت زیادہ ہے اور اس ضرر کی بہ نسبت ہڈی کا نا درست رہنا ہزار درجہ بہتر ہے اگر کسی عضو کو اپنی اصلی جگہ پھیرنے اور درست بٹھانے سے درد بہت زیادہ پیدا ہو اور طبیب کو ممکن ہو کہ شکست کی حالت تک اسے پھیر سکے اس میں بیمار کے واسطے رفاہ اور راحت زیادہ ہے خصوصا جن ہڈیوں کے بہت سے عضلے واقع ہیں جیسے ران او قحف یعنی کاسہ سر وغیرہ واجب ہے کہ درست ہو جانے پر عضو شکستہ کے سوائے عمل جراحی اور جبر کے اور کسی قسم کی چیزوں سے اعانت کریں اور وہ چیزیں وہی ہیں جو دیر میں درستی پیدا ہونے کی ضد ہیں اور سب کا ذکر خلع کے باب میں ہو چکا اور سب سے زیادہ خون یا لزوجت کا پیدا کرنا معین کامل ہے اور بہت درستی پیدا کرتا ہے۔

نصبہ مجبور کا بیان یعنی جس عضو کو درست کریں اس کے اٹھانے اور اونچا کرنے کا طریقہ کیا ہے جس عضو کو بذریعہ جبر کے درست کرتے ہیں اسے اسی طرح اٹھانا اور اونچا کرنا چاہئے جو اس کے درست ہونے کے موافق ہو اور درد پیدا نہ کرے اور سب

سے بہتر وہی شکل اونچا کرنے کی ہے جو بالطبع اس عضو کی ہے اور جس طرح اپنی حالت تحت میں اٹھتا اور اونچا ہوتا تھا مثلاً ہاتھ کے واسطے وہ شکل جس سے کہنی کی جڑ میں زاویہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شکل کلائی کے اونچا کرنے کے واسطے خلقی اور اصلی ہے اور پاؤں کے واسطے دراز کرنے میں جو اونچائی پیدا ہوتی ہے وہ بھی اس کی خلقی ہے مگر پھر بھی عادت مریض کی اس میں دیکھنی چاہئے کہ بعض آدمی خوگرفتہ ایسی ریاضات کے ہوتے ہیں کہ ان کے اعضا کا نشیب وفراز غیر طبعی بمنزلہ طبعی کے ہوجاتا ہے جیسے بعضے ارباب ریاضت کف پا کو گردن پر رکھتے رکھتے اس قدر مشاق ہوجاتے ہیں کہ دونوں پاؤں گردن پر چڑھا کے ہاتھوں کے بھل زمین پر چلنا انہیں دشوار نہیں ہوتا ہے ایسے آدمیوں کے واسطے پاؤں کو دراز کرنے سے جو نصبہ اور اٹھانا پیدا ہوتا ہے وہ کبھی مفید نہ ہوگا اور جس طرح کسی عضو علیل میں لٹکانا برابر اور یہ شکل مستوی واجب ہوتا ہے اسی طرح جس عضو کی حالت مقتضی اس کی ہے کہ اسے نہ لٹکائیں لازم ہے کہ اس کے تکیہ گاہ اور ٹیک کی جگہ کسی برابر شے پر ہو جو پیچیدہ اور لپٹی ہوئی ہے تاکہ بعض اس عضو کا معلق اور بعض کو ٹیک نہ لگے یعنی جو عضو شکستہ قابل لٹکانے کے نہیں ہے اسے ایسی ٹیک اور آڑ وغیرہ لگانی چاہئے جس میں خوب دبا ہوا اور سمٹا رہے ایسا ڈھیلا تکیہ خواہ ایسی ٹیک نہ لگائیں کہ وہ عضو بخوبی نہ ٹکے ہر عضو شکستہ کے حق میں لٹکانا برا ہے جیسے ہر ایک ٹوٹے ہوئے عضو کے واسطے اٹھانا اچھا ہے اور مناسب حال ہے جب تک کوئی مانع نہ ہو اگر کسی عضو کو حد واجب سے زیادہ اونچا کریں تاکہ سیدھا معلق رہے خواہ کسی عضو کو حد واجب سے کم اونچا کریں دونوں صورتوں میں عضو مذکور پیچیدہ ہوجائے گا اور اس میں گرہ پڑ جائے گی اور کجی اس میں اسی قدر پیدا ہوگی جس قدر اٹھانے اور نیچا رہنے میں خطا ہوئی ہے اور جس قدر علاقہ یعنی وہ رسی اور پٹی وغیرہ جس کے ذریعہ سے وہ عضو اٹھایا گیا اور اس کے سہارے پر ٹھہرا رہا ہے۔

رباطات اور زوائد کا بیان

کریں گے اچھی طرح کا انتظار درست نہ ہوگا اور نہ گرفت بخوبی ہو سکے گی اور جو
خوبصورتی بعد بندش کے عضو مذکور میں آنی چاہئے ہرگز چوڑی پٹی سے نہ آئے گی بلکہ
ایک مشکل قبیح اور بدنما پیدا ہوگی اسی واسطے واجب ہے کہ ایسے اعضا کے واسطے تین
انگل سے زیادہ چوڑی پٹی اور حد سے زیادہ چار انگل کی نہ ہو اور یہ حکم زندہ یعنی کنارہ
کلائی کا جو متصل کف دست کے ہے اور ترقوہ یعنی چنبر گردن وغیرہ میں جاری ہے کہ
اگر ان اعضا میں بندش بہ نرمی نہ ہوگی ممکن نہ ہوگا کہ بندش کریں اس لئے کہ ترقوہ میں
گنجائش عریض رباط کی نہیں لیکن ایسے اعضا جن میں رباط عریض کی گنجائش نہ ہو انہیں
بہت سے پیچ اور بہت پھیرے درکار ہیں اور زیادہ لپیٹنا قائم مقام چوڑی پٹی کے ہو
جائے گا اور وہی مطلب حاصل ہوگا اور جو لفافہ لپیٹنے میں بکار آمد ہوتا ہے اس کا عرض
فقط تین انگل کا اور طول ان کا تین ہاتھ کا ہونا چاہئے رفائد یعنی گدیاں جو پٹی کے نیچے
رکھی جاتی ہیں کبھی ان کے رکھنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ پٹی کی گرفت پر معین ہوں اور
خود پٹی کو سرک جانے سے منع کریں بلکہ رفادہ یعنی گدی کی دو قسمیں ہیں ایک قسم سے
غرض یہ ہوتی ہے کہ عضو ماؤف میں جو گڑھا پڑ گیا ہے وہ بھر جائے اور ایسی گدی کے
رکھنے میں کوشش اتنی ضرور ہے کہ دونوں سرے ٹوٹے ہوں ہڈی کے بیچ میں خواہ پٹی اور
گدی کے بیچ میں قرحہ او ڈھیلا پن نہ رہے اور نہ زیادہ اس قدر تہ بہ تہ ہو جائے کہ مثل
پتھر کے سخت اور درشت ہو جائے اور جس قدر قرحہ بڑا ہو وہ پٹی کی بندش سے کر دیا
جائے اور دوسری قسم گدی کی اس غرض سے ہوتی ہے کہ بندش پٹی کی درستی اور ہمواری
اور استحکام اس کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کبھی گدی پر دوسری گدی ایسی درستی کے
خیال سے رکھتے ہیں تا کہ پٹی کا دوران اور پھیرے اچھی طرح سے بن پڑے اور برابر
ہر جگہ سے گرفت کرے اور کسی جگہ پر سخت اور تنگ اور کسی جگہ ڈھیلی نہ ہو اور چیزیں جو
اس پر رکھی جاتی ہیں ان کا لزوم اور ان کی گرفت بھی عمدہ طور پر ہوتی ہے اور دوسری
پیچیدہ ہونے کو منع کرتی ہے واجب ہے کہ پیچ او پھیرے خواہ پرت اور تہ گدی کی اسی

جگہ ہوں جہاں پر بندش پٹی کی قوی تر ہوتی ہے اور اگر جس طرح کا عضو متدیر ہے اور جس قدر استدارات عضو میں ہے اسی قدر استدارات پر گدی بھی چھوڑی جائے بہتر ہے اور اسی قدر رعدد زوائد کے درکار ہیں جن میں وہ شکل پیدا ہو جائے جس سے عضو کی اسدارت کے مطابق ہو کبھی ضرورت ایسی گدی کی ہوتی ہے جو پرت پرت ہو اور پٹی اسے بند کئے رہے اور طول میں یہ گدی اتنی بڑھی ہو جتنی پٹی موضع ماؤف پر واقع ہے جو پٹی کہ اسے دوہری اور دو منہ کی کہتے ہیں اس کا استعمال اس طرح پر ہوتا ہے کہ وہ حد بہ اور کوز جس سے مقام مرض کے ہمواری کی حفاظت کی جاتی ہے بیچ میں اور ٹھیک نصف میں پٹی کے خرقہ کی رکھ کر دونوں آدھی اور دونوں حصہ بطرف مخالف ہر ایک کے لپیٹی جاتی ہیں اور دونوں ہاتھ سے لپیٹتے ہیں جس طرح یہ مشہور ہے اور زیادہ محتاج تفسیر کی نہیں ہے کہ ہر شخص اسے جانتا ہے۔

بندش کی کیفیت کی تفسیر اور تفصیل

دونوں بندش مقام شکستہ کی شروع کریں اور اسی مقام میں جہاں پر ہڈی جھکی ہوئی اور مائل ہے اور اسی جگہ سب مقام سے زیادہ بندش میں استواری درکار ہے اور جہاں زیادہ شکست کا صدمہ پہنچا ہے وہاں پر بندش بھی قوی تر ہونی چاہئے خلاصہ یہ ہے کہ مقام شکست اور جس مقام سے مواد کے ہٹا دینے کی حاجت ہے وہاں بندش کا استوار ہونا ضرور ہے اور جو اس کی وضع ہے اس کی محافظت بالضرور کرنی چاہئے کہ اسی وجہ سے ورم کے حادث ہونے سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور ورم کی تحلیل بھی ہو جاتی ہے اور باوجودیکہ ورم اور تعفن استخوان سے امان ہوتی ہے پھر بھی اطمینان اس صدید کے پیدا ہونے سے نہیں ہوتا جو خاص ہڈی میں پیدا ہو کر مغز استخوان تک پہنچ کر مخ کو فاسد کر دیتا ہے لہذا احتیاج کسر اور تلئین کی بھی ہوتی ہے اور ایک راہ کے کھلے رکھنے کی تا کہ وہ ریم اور صدید نکلتا رہے سب سے زیادہ تر لائق بچانے اور نگہداشت کے وہ چیز ہے جو کسی اوپر کے عضو وغیرہ سے موضع ماؤف پر وارد ہوتی ہے علاوہ یہ ہے کہ کبھی نیچے

کا عضو بھی بطرف عضو عالی کے ایک قسم کا فضلہ دفع کرتا ہے جس وقت عضو عالی بہ نسبت عضو سافل کے ضعیف ہو پٹی اور گدی کی بندش میں اس قدر سختی مناسب نہیں ہے کہ غذائے عضو کے آنے سے منع کرے یا خون کی آمد کو مانع ہو کہ اس وجہ سے انجبار اور درست ہونے کو مانع ہوگی۔ بقراط کا دستور ہے کہ جب کسی ورم دفع کرنے پر آمادہ ہوتا ہے قیروطیات رادعہ سے بندش کی اعانت کرتا ہے یعنی بندش بھی اور قیروطی کا بھی استعمال کرتا ہے ہمراہ زیت انفاق اور موم کے کبھی رباطات کی تبرید ظاہری کی ضرورت ہوتی ہے کہ ہوا خواہ پانی سے ان کو سرد کریں تا کہ ورم حار پیدا نہ ہو اور کبھی تسکین ورم کی روغن بابونہ اور شراب قابض سے کرتے ہیں کہ اس سے ورم میں تحلیل پیدا ہوتی ہے اور عضو ماؤف کی تقویت بھی ہوتی ہے اگر بندش کے مقام پر قرحہ پڑ گیا ہو قیروطی کا استعمال جائز نہیں ہے اور کبھی احتیاج ایسی قوی دوا کی ہوتی ہے جس میں تحلیل بھی ہو جیسے زیت اور مصطگی اور اشق حاصل یہ ہے کہ جب بندش کا استعمال ہو اور چوٹ تازہ ہے اور ٹوٹ جانے کا زمانہ دراز نہیں گذرا ہے ورم پیدا نہ ہوگا اس وقت مناسب ہے کہ رباطات کتان کے ہوں اور کوئی چیز سرد اور رادع بھی اس پر لگائی جائے اور کبھی فقط سرکہ اور پانی سے پٹی کو تھیڑنا کافی ہوتا ہے اور کبھی ضرورت قیروطی کی ہوتی ہے وہی قیروطی جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور اگر پٹی کی بندش بعد ورم کے ہو اولی یہ ہے کہ اون اور پشمینہ کی پٹی وغیرہ مستعمل ہوں اور کسی روغن محلل میں ڈبو کر جس میں تلئین ورم کی بھی خاصیت ہو باندھیں اور ہر کوقت اس کا خیال رہے کہ جس پٹی میں قیروطی وغیرہ لگائیں وہ سب نیچے کی تہ اور پرت میں لگائی جائے کہ اس سے درد کے ہیجان کا امان حاصل ہوتا ہے اور اگر اس مقام پر قرحہ پڑ گیا ہو پھر قیروطی کا استعمال جائز نہیں کہ ایسے وقت میں اگر استعمال قیروطی کا کریں اکثر کسی قسم کی عفونت بطرف عضو کے کھینچ لاتی ہے بلکہ عوض قیروطی کے شراب سیاہ کو لگائیں اور چونکہ اکثر شکستہ عضو خالی قرحہ سے نہیں ہوتا ہے اسی واسطے واجب ہے کہ قیروطی کا استعمال نہ کریں اور اس

ماؤف کے پہنچتی ہے ڈھیلی کرتے جاتے ہیں اسی کو رباط مخالف بھی کہتے ہیں یہ وہ رباطات ہیں کہ جبائر کے اوپر بھی ہوتے ہیں اور سب سے اوپر والی پٹی کی بندش ایسی ہوتی ہے چاہئے کہ عضو علیل کو سمیت کے اس قدر یکجا کرے جیسے قطعہ واحد بے حس و حرکت ہو جاتا ہے ایسا ہو جائے اور اسی عضو کو پیچیدہ ہونے اور خم پڑنے سے منع کرے اور اگر شکست جہت عرض میں ہو اور پوری ہو اس وقت جو پٹی باندھی جائے چاہئے کہ اس کا احاطہ اور استواری بندش اور سختی ہر جگہ سے برابر اور ایک سان ہو اور اگر شکست کسی جانب میں زیادہ ہو اور ایسی کسر کو عھون کہتے ہیں واجب ہے کہ اعتماد بندش کا اسی طرف زیادہ رہے جدھر کسر زیادہ ہے اور بندش گونا گوں بدل بدل کر اس پر نہ کرنی چاہئے اور ایک شکل سے دوسری شکل بندش کی تبدیل مناسب نہیں ہے اس لئے کہ اس فعل سے جو چیز شکست کو درست کرتی ہے فاسد ہو جاتی ہے یعنی وہ لعاب او دشیذ جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور ایک قسم کا درد ایسا پیدا ہوتا ہے جس سے پیچیدگی اور التوائے عضو پیدا ہوتا ہے بہت بڑی بندش وہی ہے جس سے تشنج پیدا ہو اس لئے کہ زیادہ تنگ اور سخت بندش کی جائے گی تو درد پیدا ہوگا اور اگر ڈھیلی رہے گی کجی پیدا ہوگی اور بقراط کے نزدیک تدبیر صائب یہ ہے کہ ایک دن پٹی کھولیں اور ایک دن نہ کھولیں پس یہ تدبیر اولی او رانسب ہے اس میں مریض کو دل تنگی بھی نہیں ہوتی اور نہ اسے عبث اور بیکار کھجلانے کی مشقت کرنی پڑی ہے اور کھولنے کی ضرورت اس نظر سے ہے کہ بالضرور بطرف عضو کے ایک رطوبت رقیق موذی پہنچتی کہ اس کی صدید اور ریم بن جانے کا خوف ہے اگر پٹی کھول کر اس کا اخراج نہ کیا جائے بندش کی درستی او اس کی محافظت شرائط ضروری پر کرنے کا سبب یا وہ زمانہ ہے جو بعد دس دن کے ہو اور قریب بیس دن کے اس لئے کہ اسی زمانہ میں دشیذ اور جوڑ کے ملانے والی رطوبت پیدا ہوتی ہے پھر ٹوٹا ہوا جوڑ ایک دوسرے کو گرفت کرے بعد اس کے سخت بندش نہ کرنی چاہئے اور مقام میں بندش کی سانس رہنے دیں تا کہ تنگ ہو کر دشیذ کی پیدائش اور اس کے فعل

الحام کو مانع نہ ہو اور سوائے مادہ رقیق کے مادہ معتدل اور بکار آمد کو جذب نہ کرے اس لئے کہ سخت بندش کا یہی دستور ہے ہاں جس وقت دشپذ پیدا ہو کر اس قدر بڑھنے لگے کہ اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور افراط اس کی زیادہ حد سے ہو البتہ اس وقت زیادتی کی روکنے کی ایک یہ بھی تدبیر ہے کہ بندش کریں سخت اور قوابض کا استعمال بھی مانع اس کی زیادتی کا ہے اس لئے کہ قوابض کا اثر یہ ہے کہ غذائے ضروری کو مانع ہوتے ہیں اور دشپذ کو مضبوط کرتے ہیں کہ پھر اس میں نفوذ غذا کا نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ راحت و آرام بندش کے کھولنے سے غیر وقت مناسب میں نہ دینا چاہئے ان قواعد کو خوب غور سے سمجھ کر یاد رکھنا چاہئے کیفیت بندش کا بیان۔ واجب ہے کہ جس چیز سے جبائر کی ساخت کرنی منظور ہے ایسے جوہر سے ہو جس میں سختی اور نرمی دونوں ہوں اور لازم ہے کہ قنے یعنی خوشہ خرما اور چوب وفلی اور چوب انار وغیرہ کو تامل کریں ان میں سے جو لکڑی نرم ہو اس کی کھپاچین یعنی جبائر بنائیں مترجم کہتا ہے ہندوستان میں چیر کی اور کٹھ اور تن اور لوبان کی لکڑی اس کام میں بکار آمد ہیں متن یہ جبائر خواہ کھپاچین زیادہ تر گندہ اور موٹی اسی جگہ پر ہونی چاہئیں جہاں پر عضو میں شکست واقع ہوئی ہے خواہ جس جگہ سے شکست کو زیادہ استواری ہو اور کنارے اور پہلو جبائر کے پتلی اور باریک ہونے چاہئیں اور اطراف ایسی چکنی اور نرم ہوں کہ ان کے چھونے میں کسی طرح کی دشواری اور خرابی پیدا نہ ہو بلکہ بوجہ خوب چسپیدہ ہونے کے گدی اور پٹی کو خوب دبا لے اور کسی طرح سانس وغیرہ باقی نہ رہے اگر جبائر اور کھپاچین چاروں طرف سے رکھی جائیں ان میں احتیاط زیادہ ہے اور کوئی مقدار ان کی گدی اور پٹی سے زیادہ ہو اس میں کچھ خوف نہیں ہے اور نہ کچھ اس میں مضرت ہے کہ جوڑ کے قریب سے تا مقام فصل اور جدا ہونے کے سب کا سب جبائر کے نیچے داخل کر لیں اور خاص جوڑ کو پوشیدہ نہ کریں کھپاچون کی طولانی جانب وہی ہے جدھر عضو منکسور مائل بہ حرکت ہو یعنی جدھر جھک کر حرکت کرے اسی طرف کھقاچ کو لانبا رکھنا مناسب ہے کہ اس کے

مناسب ہو بند کر دیں اور جب کھولنے کی ضرورت ہو کھولیں اس لئے کہ ہر وقت زخم کا کھلا رہنا بھی زبوں ہے خصوصاً سردی کے وقت نہایت درجہ مضر ہے اس واسطے واجب ہے کہ زیادہ تنگ بندش نہ ہو اور رات کے وقت اسے چھپا دیا کریں جس زخم اچھا ہو جائے اور کچھ اس کی صحت میں کسر باقی نہ رہے اگر استعمال جبائر کا بوجہ عدم امکان کی حالت جراحت میں نہ ہو اب کرنا چاہئے اور کھپاچ چڑھا دینی چاہئے اسی مقام پر اگر گنجائش نہ ہو مثلاً مقام بندش کا قابل جبائر کے سوا اس وقت رہنے دیں اور ایسی تدبیر کریں کہ صبح و شام جس وقت زخم کا کھولنا اس کے علاج خاص کے واسطے ضرور ہو کھولتے وقت بندش سے کچھ علاقہ باقی نہ رہے اور بے لگاؤ بندش کے کھل جایا کریں۔ بقراط کہتا ہے کہ زخم کی بندش پٹی کے وسط سے کرنی چاہئے اگر زخم تر و تازہ ہو اور اگر زخم پورا ہو کر پیپ دیتا ہو اور یہ پیپ بعد نضج کے پیدا ہوئی ہو اس وقت اوپر سے باندھنا چاہئے تا کہ وسط تک پہنچے عمدہ یہ ہے جو مقدار پٹی سے متصل جرح کے ہو خصوصاً وہ پٹی جو اوپر کی طرف ہے زیادہ مستحکم اور سخت ہو تا کہ روانی ریم کی در سیلان میں کچھ کمی نہ ہو اور اچھی طرح سے جاری رہے پھر بھی سختی بندش بقدر تحمل اور برداشت کی ہونی چاہئے اور جس قدر بندش زخم سے ہو اور جتنے پھیرے پٹی کے زخم سے الگ ہوں بہ ترتیب ان میں نرمی بڑھتی جائے اور ڈھیلی ہوتی جائیں او اگر زخم میں گڑھا بڑا پیدا ہوا ہے مقام غور پر بندش زیادہ سخت ہونی چاہئے اگر ایسے گڑھے پر سخت بندش کرنے سے مقام شکستہ کی بھی بندش سخت حاصل ہو جائے فہو المطلوب ورنہ زخم سے تو وہی معاملہ کریں گے جو ہم اوپر بیان کر چکے اور اگر یہ گڑھا زخم کا مقام شکست تک پہنچ گیا ہو اس وقت بندش زیادہ سخت کرنی چاہئے۔

عضو مجروح اور شکستہ او نچا اور بلند کرنا اس شکل سے جس میں برآمد ریم وغیرہ کا آسان رہے جو ریم کہ زخم میں مجتمع ہوتا ہے اور گرمیوں میں اس پٹی کا سرد کرنا ضرور ہے جو متصل اور گرد زخم کے ہے تا کہ ورم کے منع پر معین ہو اور اس مقام پر قیروطی ہرگز نہ لگانا

ہو چکیں اسی مقام پر جیسی جلد الیہ او الیہ اور تھر اور ردور روغن کے اور اہالات یعنی جو ایک خاص قسم کا شوربا ہے اور مخ اور لبوب حب القطن وغیرہ اور جب نرم ہو جائے تب توڑنا چاہئے اور رباط ہمہ ہر وقت نطول آب گرم کے اور دخول آبزن کی ایک دن میں چند مرتبہ مداومت رہے اور اگر یہ تدبیرات نافع نہ ہوں اور تجربہ او ہلانا اسی پر دلالت کرے کہ زیادہ مضبوط ہے پس لازم ہے کہ اتنے مقام کا گوشت چاک کر کے کھول دیں جتنی دور تک دشیذ خواہ جھلی اور لعاب دار شے سخت پیدا ہوتی ہے چھیلنے کی ضرورت ہے اور جتنی دور وہ گڑھا جس میں یہ رطوبت لزجہ مجتمع ہوتی ہے ان کے نکالنے کی ضرورت ہے بعد گوشت کے کھولنے اور چاک کرنے اور دشیذ کے چھیلنے کی ہڈی کو دوبارہ توڑیں اور پھر درست کریں رخر کا علاج کریں اکثر ایسی ترچھی ہڈی کا علاج بدون توڑنے کے اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے دشیذ کے نرمی کی تدبیر کریں بعد ازاں بذریعہ کھپاچ اور چیرہ کے ایسی بندش الٹی کریں جس سے ہڈی کی کجی جاتی رہے اور سیدھی ہو جائے جب سیدھی ہو جائے اس پر جس قدر دشیذ پیدا ہوئی ہے وہ بھی درست اور سیدھی ہو جائے گی اور جو بدن نرم ہیں جیسے لڑکے وغیرہ ان میں فقط توڑ ڈالنا دوبارہ کافی ہوتا ہے۔

کسر کے واسطے طلا وغیرہ کون کون سے مفید ہیں یہ بیان بموجب وعدہ سابقہ کے کیا جاتا ہے بعض اقسام کے طلا فقط واسطے منع ورم کے ہوتے ہیں اور جو خارش مقام کسر میں پیدا ہوئی ہے اس کے دفع کے واسطے اور بعض قسم کی طلا کا فائدہ یہ ہے کہ جو سختی مفاصل میں واقع ہوئی ہے ان کو دفع کر دیں طلا مانع ورم اور دافع خارش۔ہم نے باب ربط اور بندش میں چند اشارات اس بارہ میں کر دیئے ہیں اور چند اقسام کی قیروطی اور نطولات ہمراہ شراب عفص کے مذکور ہوتے ہیں اب ہم پھر انہیں چیزوں کے بیان کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں واجب ہے جو قیروطی وغیرہ ایسے وقت مستعمل ہو اس میں کسی طرح کی خشونت نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو نرم اور علکی ہو اور

اگر خیال عفونت کا کسی وقت جو ہرگز قیروطی کا استعمال جائز نہیں ہے اور نیز اگر اجزا اکسیر کے چند ہوں جب بھی قیروطی کا استعمال کرنا چاہئے اس لئے کہ اس طرح کی شکست ایسے مواد پیدا کرتی ہے جو مورث عفونت کے ہوتے ہیں اس لئے کہ اکثر ایسی شکستگی ہمراہ قروح کے ہوتی ہے اور الباء حارہ یعنی گوشت پستان اس کی کیفیت تو ہم نے بیان کی ہے اور اس کی صفت بھی درج کی ہے کہ ان کا فائدہ تحلیل اول مواد کا ہے جو خارش کھجلی پیدا کرتے ہیں اور اس غذا کو جذب کرتے ہیں جو اس عضو کے واسطے آتی ہے کبھی ان کی احتیاج اس وقت ہوتی ہے جس وقت عضو کی بندش نے اس میں اس میں خشکی پیدا کی ہو اور تجفیف ظاہر ہو اور مقدار اس کی معلوم ہے اوپر کے بیان سے بیان ان طلاؤں کا جو دشیذ میں صلابت پیدا کریں۔ اس بارہ میں جو چیزیں نافع ہیں وہ نطولات ہیں جو قابض اور لطیف ہوں اور وہ ضماد جو اسی خاصیت کے ہوں جیسے طبیخ آس اور روغن آس بشرطیکہ احتیاج روغن کی ہو اور روغن حنا اور طلا برگ آس کی اور حب الآس کی اور طبیخ یعنی جوشاندہ درخت قرط کا جسے ہندی میں کیکر یعنی ببول کہتے ہیں اور جوشاندہ بیخ ورد اور اس کے برگ کا جوشاندہ کہ یہ ادویہ پر گوشت اور سخت کرتے ہیں اور جو ضماد مونگ کو پیس کر بنائیں خصوصا جب اس میں زعفران اور مر داخل کر کے شراب ریحانی اس میں عمدہ قسم کو داخل کیں او پوست بہار خرما یعنی جو شگوفہ ایام بہار میں ابتداء اثر پیدا ہوتا ہے وہ بھی بہت عمدہ ہے۔ بیان تدبیر تعدیل دشیذ کا زمانہ ابتدا میں جب تک تازہ ہے قوابض مذکور کے ذریعہ سے اس کی تعدیل کرنی چاہئے کہ یہ قوابض اس کے اجزا کو جمع کر کے مضبوط کر دیں اور اس کے حجم کو چھوٹا کر دیں گے اور اس زمانہ کے بعد خصوصا جب زیادہ پیدا ہو علی الخصوص جو دشیذ قریب مفصل کے ہو پھر اس کو چاک کرنا اور چھیلنا ضرور ہے کہ اسی تدبیر سے اس میں تعدیل پیدا ہو گی اور یہ سب تدبیرات انہیں ادویہ کے ذریعہ سے کرنی چاہئیں جو ملین صلابت ہوں اور جن کی ساخت لعاب اور صموغ سے اور چربیوں او ادہا سے ہو اور اگر

ان میں سرکہ تازہ اور نیا داخل کریں زیادہ پیوست ہوں گے اور اسی کے قریب استعمال نمر اوالیہ کا ہے اور شیرج بھی اسی قدر مفید ہے کہ یہ سب ملا کر ضماد بنائیں بہت عمدہ اور سبک ہوگا ایضاً تخم ارنڈ کو پیس کر نصف اس کا روغن زرد اور چہارم حصہ شہد ملا کر استعمال کریں اور بیشتر قیروطی روغن سوسن کی تنہا مفید ہوتی ہے اور کبھی ہمراہ ان کے جمیع وہ ملینات جو باب سیقروس میں مذکور ہوئے ہیں وہ بھی داخل کیے جاتے ہیں اور جس وقت مزاج میں کسی قدر برودت محسوس ہو دوائیں جند بیدستر اور سکبینج اور جادشیر کو بڑھانا چاہئے اور یہ دوا بھی مجرب ہے درد روغن کتان اور ردر دمشیرج کا اور میتھی کو پکا کر دودھ میں اور ابال الیہ ملا کر استعمال کریں۔ دوسرا نسخہ یہ ہے کہ بیخ خطمی اور بیخ قثاء الحمار اور مقل اور اشق اور جادشیر پرانے سرکہ میں محلول کر کے طلا کریں مرہم حاجی بھی اسی وقت بہت عمدہ ہے لعاب علبہ اور لعاب بزرکتان اور لعاب قثاء الحمار اور اشق اور لاذن زوفائے رطب روغن سوسن کی چربی مقل لین بتر زخالص مخ عجل یعنی بچہ گاؤ کسی روغن میں محلول کر کے استعمال کریں۔

صفت مرہم جید کی جو تلیین صلابت اسی مفاصل کی کرے نسخہ اس کا یہ ہے اشق ایک جز مقل الیہو دنصف جز ءلاذن نصف جز ءروغن خاچربی بط کی ہر ایک سے ربع جز ءضیح میعہ سائلہ ربع جز ءموم زرد نصف رطل سب صموغ کو پگھلا کر اجزا یکجا کریں اور ملا دیں مرہم مجرب اشق چھتیس موم چھتیس صمغ بطم مقل قنہ ہر ایک سے آٹھ اوقیہ روغن حنا چار اوقیہ سموغ کو پیس کر سرکہ میں تر کریں پھر ایک روز ہاون میں جو روغن سوسن سے چکنی کر لی ہے اور اسی طرح اس کا دستہ بھی اسی روغن سے چکنا کر لیں اس میں حل کریں بعد ازاں مرہم بنائیں او جو بستگی مثل غدو کے پیدا ہوتی ہے کہیں کیوں نہ پیدا ہو اور یہاں وہ خاص خاص مراہم جو اس کے واسطے درکار ہیں ہم نے بیان کر دیئے ہیں اگر اس سے فائدہ نہ ہو جند بیدستر اور قسط او پنچیال کبوتر اور خردل کا ضماد کریں کہ یہ دوا غایت درجہ کی فائدہ میں ہے ملین جید تل چھٹ روغن سوسن کی ایک

اوقیہ عکرء البرز ایک اوقیہ میعہ سائلہ اوقنہ اور جاد شیر اور اشق ہر واحد سے نصف اوقیہ مقل لیں ایک اوقیہ ریچھ کی چربی خواہ بط کی خواہ مرغی کی یا خنزیر کی اس کے واسطے جس کے لئے شرع میں ریچھ اور سور حلال ہے نزدیک فقہائے اسلام کے بنظر ضرورت دوائی کے ہر ایک ان چربیوں میں سے دو اوقیہ اس سے مرہم تیار کریں۔ مترجم کہتا ہے لگانا ایسے مرہم کا ناجائز اسی غرض سے ہوگا کہ نجس اشیا ہر وقت بدن پر رہیں گے خصوصا شموم وغیرہ دہنیت کی چیزیں پھر نماد کیونکر پڑے گا اور حلال ہونا ان اشیا کا مو ہم اس کا ہے کہ اکلا استعمال مراد ہو اس کے قائل اہل اسلام بشرط انحصار علاج کے لئے خاص دوائے حرام میں آٹھ بعض فقہا ہیں لیکن شرط زیادہ مشکل ہے اور مطلب شیخ کا یہی ہے جو لکھا گیا ہے بیان ایسی چیزوں کا جو استرخا دور کریں اعتماد اس کے معالجہ میں قوابض لطیفہ پر کرنا چاہئے جیسے ابہل او سرو غیرہ اور قوابض کثیفہ کا استعمال اس وقت چاہئے کہ اس میں مثل زعفران اور دارچینی اور مر کو ملا دیں اور اشق بھی بہت عمدہ ہے خصوصا جب اس کے ساتھ وج ترکی کو جوش دیا ہو اور خاکستر درخت انگور ہمراہ چربی کہنہ اور پوست بہار خرما اور سب چیزیں جو دشید کے سخت کرنے میں مذکور ہو چکیں یہاں بھی بکار آمد ہیں استعمال آب گرم اور روغن کا یہ بات معلوم ہو کہ آب گرم اور روغن یہ دونوں بروقت جبر کے قابل استعمال کے نہیں ہیں اس لئے کہ یہ جبر اور درستی کو مانع ہوتے ہیں قبل از جبر کے صلاحیت استعمال کی رکھتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں انجبار پر آمادہ کرتے ہیں اور بعد انجبار کے بھی ان کا استعمال جائز ہے اس واسطے کہ بقیہ ورم کی تحلیل کرتے ہیں اور جو صلابت پیدا ہوئی ہو اسے دور کر دیتے ہیں اور جس دشید کو رباطات پیدا کرتے ہیں جو اعصاب میں ہیں پس حرکت ہمراہ اس کے آسان نہ ہو اسے بھی مفید ہیں اور اگر استعمال آب گرم اور روغن اور چربیوں کا اور نیز استعمال مخ کا ہو گا ان آفات سے محفوظ بھی رکھے گا اور ان کا تدارک بھی کرے گا اور درمیان زمانہ ابتداء اور بعد جبر کے پیدا ہونے کے جس قدر زمانہ ہے اس میں آب گرم اور

روغن التحام اور جبر کا زیادہ مانع ہے کبھی اطفال کے بدن میں ان کا استعمال کیا جاتا ہے خواہ جو لوگ نرمی اندام میں قریب اطفال کے ہیں ان کے ابدان میں استعمال کیا جاتا ہے مگر یہ استعمال اس وقت کرتے ہیں کہ ضماد ان کے بدن شر خشک ہو جاتے ہوں اور جس وقت ضماد میں خشکی آ جائے پھر ضرور مقام ماؤف پر بشرطیکہ درد بھی ہو روغن لگانے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد پٹی باندھی جاتی ہے اور درست کیا جاتا ہے اور اگر درد میں سکون پیدا ہو اس وقت پھر روغن اور آب گرم کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اطبا کبھی بروقت کھولنے پہلی بندش کے جو ایک ہفتہ کے بعد کھلتی ہے آب گرم کا نطول کرتے ہیں اور اس نطول سے ان کی مراد ایک منفعت خاص ہوتی ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ مقام ماؤف کی طرف مادہ کو جذب کرتے ہیں لیکن اس نطول کو بالضرور ایسا ہونا چاہئے کہ سیل کے نزدیک وہ حرارت میں معتدل ہو اور اس کی برداشت کر سکے اس لئے کہ زیادہ گرم پانی کا نطول بہ نسبت جذب مادہ کے تحلیل زیادہ کرتا ہے اس بدن میں جو مواد سے پاک ہو اور خصوصا اگر نطول کا زمانہ زیادہ ہو اور دیر تک نطول کیا کریں اور جو بدن مادہ سے بھرا ہوا ہے اس سے جذب مادہ بیش از حد واجب کرتا ہے خصوصا اگر زمانہ نطول کا قصیر ہو لہذا واجب ہے کہ پانی کی حرارت میں اعتدال ہو اور تر بڑ ابھی اتنی دیر تک کریں کہ عضو پھول کر اونچا ہو جائے اور جب پھول کر سمیٹنے لگے پھر نطول کرنے کا وقت باقی نہیں رہتا ہے نطول کرنے کے احکام ہم نے باب خلع میں مفصل بیان کر دیئے ہیں ان احکام کا خیال اس مقام پر کرنا چاہئے اور مجھے تو اس مقام پر پسند ہے کہ اگر درد نہ ہو ہرگز روغن نزدیک نہ لائیں اور نہ گرم پانی کا استعمال کریں سوائے اس قدر کے جس کی عادت واقع ہوئی ہے ابتدائے کسر میں بنظر احتیاط کے اور جو مفاصل بعد جبر اور درست ہونے کے سخت ہو جائیں خواہ ان میں صدمہ وثی کا پہنچا تھا یا رض کا ان پر ضماد تمر اور الیہ کا کرنا بہت مفید ہے۔

مجبور کے تغذیہ کا بیان اور تقیہ کا یعنی کھانے پینے کی چیزیں جو مجبور کے واسطے

استعمال کرنی چاہئیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کے کسی عضو کے انجبار کی تدبیر کرنی ہے اس کی غذا ایسی ہو جس سے خون غلیظ پیدا ہو اور اس خون میں لزوجت بھی ہوتا کہ اس سے دشبذ نرم پیدا ہو اور بہت ضعیف اور ریودا کم نہ ہو جیسے پائے اور ہریسہ اور اوجھ اور کلہ اور اوپر کی کھال اور بچہ گاؤ پختہ کیا جائے اور از یں قبیل اوچیزیں جو خون غلیظ پیدا کرتی ہیں اور مشروبات میں شراب غلیظ قابض دینی چاہئے اور تنقل میں شاہ بلوط اور وہ ریوب جن میں حدت نہ ہو اور جتنی چیزیں خون رقیق پیدا کرتی ہیں سب سے احتراز کرنا چاہئے اسی طرح جن چیزوں سے خون میں گرمی پیدا ہوتی ہے خواہ ایسی چیزیں جو خون کے بستہ ہونے کو منع کرتی ہیں جیسے شراب رقیق اور جو چیزیں کہ ان میں مصالح گرم پڑے ہوں اور خلاصہ یہ ہے کہ ان کی غذا اور شراب کی وہی تدبیر کرنی چاہئے جس سے خون غلیظ پیدا ہو ہاں اگر اس مقام پر کوئی مانع از قسم جراحت وغیرہ ہو کہ اس کا اقتضا تلطیف غذا کا ہے جس قدر اس کے بڑے او چھوٹے ہونے کا وصف ہے اور جس قدر خوف اس کی ایذا کا ہے اسی کے موافق غذا میں تلطیف بھی جائز ہوگی اور جب اس جراحت وغیرہ کی اصلاح ہو جائے اور اس کے ضرر سے امان اور اطمینان حاصل ہو پھر وہی غذا جو مولد خون غلیظ ہے دینی چاہئے اور مشروبات میں بھی ایسی ہی چیزیں اختیار کرنی چاہئیں جو شخص تدبیر میں احتیاط کا پابند ہے اس کو لازم ہے کہ تدبیر لطیف سے شروع کرے تا کہ تدبیر غلیظ کے ضرر سے بے خوف رہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جیسے کبھی حاجت فصد اور اسہال کی ہوتی ہے بعد چند روز کے پس استعمال اس کا ضرور ہے اور کبھی حاجت اس کی ہوتی ہے کہ تدبیر غلیظ کو ترک کرے جس وقت دشبذ زیادہ پیدا ہو جائے پھر اس وقت غذا کے غلیظ خواہ تدبیر غلیظ کے منع کی ضرورت ہوتی ہے۔

صفت غذائے موافق کی جس کا استعمال بوقت انقہار کے

کیا جاتا ہے

میدہ کی روٹی اور چاول کا آٹا چربی گائے کی اور دودھ ان سب کو لے کر ہریسہ ایسا تیار کریں جو قسم عمدہ کا ہو اور جو دوا کی قسم ایسی فربہ ہے کہ اس کا فائدہ بعد اس دوا کے ہے جبر اور درست کرنے میں وہ دوا مومیائی ہے کہ ایسے لوگوں کے واسطے عجیب النفع ہے اور جو امور تابع کسر اور جبر کے ہیں اور ان سب کا ذکر ضرور ہے ایسے فوائد مومیائی میں موجود ہیں کبھی بوجہ کسر کے گوشت اس قدر جدا ہو جاتا ہے کہ پھر اس کا ملنا دشوار ہوتا ہے اور اگر اسے کاٹ نہ ڈالیں خود بھی متعفن ہوتا ہے اور اپنی گرد کی چیزوں کو بھی متعفن کر دیتا ہے مثل ہڈی وغیرہ کے لہذا اس کی عفونت روکنے کی تدبیر ضرور کرنی چاہئے کبھی کسر کے ہمراہ فسخ اور رض بھی عارض ہوتا ہے اور بقوت رض شدہ گوشت میں عارض ہوتا ہے کہ مثل قیمہ کے پس جاتا ہے اس کا علاج پچھنے وغیرہ سے کرنا پڑتا ہے خواہ ان دواؤں سے جو عفونت کو مانع ہوں اگر اس عفونت کی تدبیر نہ کی جائے انجام کار اکلہ اور سڑنے کی نوبت پہنچے گی لہذا اس کی بھی رعایت واجب ہے کبھی درد زیادہ حد احتیاج سے پیدا ہوتا ہے کہ انجبار کسر میں اتنی مقدار کی ضرورت نہیں اس وقت تقلیل غذا کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اب زیادہ مقدار دشبذ کی پیدا نہ ہو اور بندش اس پر کرتے ہیں اسی قسم کی جو مذکور ہو چکے تاکہ مقدار متولد کم ہو جائے کبھی بوجہ کھینچنے اور درست کرنے کے استرخائے مفاصل عارض ہوتا ہے اور کبھی سیلان ریم اور صدید کا مغز استخوان تک عارض ہوتا ہے اس وقت حاجت اس کی ہوتی ہے کہ ہڈی کو نکال کر راہ صدید کے سیلان کی بند کریں۔

تیسرا مقالہ العضو کے ٹوٹ جانے کے بیان میں بیان عام قحف کے ٹوٹ جانے کا کاسہ سر کبھی اس طرح ٹوٹ جاتا ہے کہ جلد نہیں پھٹنے پاتی ہاں ورم جلد میں ضرور پیدا ہوتا ہے اور جب ورم کے علاج میں مشغول ہوں اور کھوپڑی کے ٹوٹنے کا کچھ علاج نہ کریں اکثر یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ہڈی فاسد بھی ہو جاتی ہے اور قبل نزف خواہ بعد

اس میں لذع نہ ہو اس کا علاج مثل قروح کے کرنا چاہئے لیکن اگر دریافت ہو کہ شگاف خواہ صدمہ جلد کے اندرونی جانب تک پہنچ گیا ہے اور چھیلنے کی جہت سے کچھ فائدہ معتد بہ نہ ہوگا جب تک ساری جلد رگڑ نہ جائے گی اس وقت ہرگز جرات تمام جلد کے رگڑ ڈالنے پر بدون خوب سمجھے ہوئے کرنی چاہئے بلکہ ٹھہر کر خیال کرو کہ کہاں تک صدمہ پہنچا ہے اور حال حجاب کا دریافت کرو کہ وہ حجاب محفوظ ہے یا نہیں اور اپنی وضع اصلی پر باقی ہے یا کہ اسے کچھ تغیر ہوا ہے اگر تغیر نہیں ہے اس وقت آفت کم ہوگی اور بیخوفی اور امن ظاہر ہوگا اور ورم بھی کم عارض ہوگا اور سلامت حال علیل زیادہ ہوگی اور کسر بھی مقدار میں چھوٹی ہوگی اور ظہور قیح نفلج کا بہت جلد اور اکمل ہوگا اور جدا کرنا صدمہ کا استخوان کا جس میں خطرہ زیادہ ہے بہت ہوگا اور ظہور اوجاع اور حمیات کا بھی کم ہوگا اسی طرح اور اعراض جو ایسے صدمات کو عارض ہوتے ہیں وہ بھی کمتر پیدا ہوں گے اور ہڈی کا تغیر یوں بھی کم ہوگا یعنی جلدی ہڈی تغیر لون کو قبول کرے گی اور سیلان قیح صدیدی رقیق کا اس میں زیادہ ہوگا اور حمیات وغیرہ اور تمدد اور غشی اور زوال عقل کا نسبت شامل ہونے علاج کے اس میں زیادہ ہوگا اور دوار رقیق زیادہ ہوگی اس میں اور بھی زیادہ ہوگا جو اوجاع ایسے اوقات میں عارض ہوتے ہیں بلکہ جو ہر وقت عارض ہوتے ہیں ان سب کو برودت سے بچانا واجب ہے اگرچہ گرمیوں میں بھی صدمہ پہنچے جب بھی سردی سے ہوا وغیرہ کے محفوظ رکھنا واجب ہے اس لئے کہ سردی کے صدمہ پہنچنے سے خطرہ عظیم پیدا ہوتا ہے جو کسر صادع ہے یعنی ان کا صدمہ فقط اسی قدر ہے کہ جلد پھٹ گئی ہے اور کچھ نہیں لیکن اکثر اس قسم کی چوٹ میں سحاق یعنی پتلی جھلی سر کی کھل جاتی ہے پس اکثر ایسے صدمے میں فقط بندش کافی ہوتی ہے اور ضماد مبردات کا۔ اور تدبیر صائب یہ ہے کہ پہلے روغن گل کو مقام شگاف پر ٹپکائیں اور اس کو نیم گرم کرلیں اس کے بعد دونوں کنارے زخم کے ملا کر ٹانکے دیں اگر احتیاج دوخت کی ہو اور ٹانکے لگانے کے بعد جو ذرور راسی یعنی چھپانے والا ہو اس پر چھڑکیں

اوراس کے اوپر کتان کا کپڑا اسپیدی بیضہ مرغ میں تر کر کے رکھیں اوراس کے اوپر گدی جوشراب قابض میں تر کردی ہے اورشراب قابض میں زیت بھی ملا ہوا ہے رکھیں اس کے اوپر پٹیوں سے بندش کریں اور تسکین اور خوش وقتی اور آرام دہی علیل کی تدبیر زیادہ کریں اوراس کے مولانے کی فکر زیادہ رہے اوراگر حاجت ہو فصد بھی کھولی جائے اور ہرایک صدع اور کسر میں لکھا ہے اسے یہاں بھی ذکر کرتے ہیں علاوہ یہ ہے کہ اکثر آدمی ہڈیوں کوسروں سے کاٹ ڈالتے ہیں اوران پر گوشت اور کھال بھی نہیں اگتی ہے اور پھر زندہ رہتے ہیں ہاشمہ اوراس کے بعد جس کا درجہ ہے پس یہ بات جاننی چاہئے کہ سر کی ہڈی تمام جسم کی ہڈیوں سے مخالف ہے بروقت ٹوٹ جانے کے پس یہ ہڈی سر کی اگر ٹوٹ جائے پھر درست نہیں ہوتی ہے بنظر اپنی طبیعت کے جو اس پر غالب ہے اور نہ اس پر دشبذ قوی پیدا ہوتی ہے جیسے کہ اور ہڈیوں کے ٹوٹنے سے پیدا ہوتی ہے اگتی ہے بلکہ ایک شئے ضعیف اور کمزور ایسی پیدا ہتی ہے کہ اس میں جوڑنے اور گرفت کرنے کی قوت نہیں ہوتی ہے لیکن ریم کا انصباب اندر کی طرف ہونا نہ چاہئے بلکہ اسے باہر کی طرف نکالنا ضرور ہے اگر شجہ تامہ ہو خواہ قطع کرنا چاہئے اگر تام نہ ہو اور ہڈی کے جبر کے درپے ہونا کچھ ضرور نہیں۔ گرمیوں میں سات دن سے زیادہ اس کی تدبیر میں تاخیر جائز نہیں ہے اور جاڑوں میں دس سے زیادہ درست نہیں اور جس قدر جلد تدبیر کریں اتنا ہی بہتر ہے اوراسی قدر آفات کے عروض سے دوری رہے گی اس اہتمام اور بسرعت درپے علاج کے ہونے کے اسباب میں سے ایک یہ بھی سبب ہے اور ہڈیوں سے اس کی خاصیت نرالی ہے اور سر کی ہڈی اور شے ہے بہ نسبت تمام بدن کی ہڈیوں کے اس لئے کہ اور مقامات کی ہڈیوں کے مواد فقط بندش سے دور ہو جاتے ہیں اور ہٹ جاتے ہیں اور سر کی ہڈی پر بندش اس قسم کی ممکن نہیں ہے اسی واسطے جو شکست ایک مقدار معتد بہ پر ہو اس میں ہڈی کو اس طرح لینے کی ضرورت ہے کہ صدید بقدر حاجت نکلتا رہے یہ بھی ایک ضرر ہے کہ اگر صدید اندر استخوان شکستہ کے

دیں اور اس پر ایک گدی شراب میں ڈوبی ہوئی اور زیت میں رکھیں اور گدی کے اوپر پٹی جو اس جگہ کے مناسب ہوتا اینکہ دوسرے روز تک اگر کوئی امر تازہ حادث نہ ہو از قسم اعراض رویہ کے پس مناسب ہے کہ استخوان شکستہ کی تقویر کریں اور تقویر اس طرح پر کریں کہ علیل کو بٹھائیں خواہ اسے لیٹنے کا حکم دیں جس طرح پر لائق بحال اس کے ہو اس کے بعد دونوں کان اس کے کسی صوف خواہ روئی سے بند کر دیں تا کہ چوٹ لگانے اور توڑنے کی آواز کان تک نہ پہنچے اور زخم کی بندش کو کھولیں او جب چیتھڑے اور گدی وغیرہ جو جو بندھے ہیں ان کو الگ کریں اور مقام ماؤف کو پونچھیں اس کے دو خادم کو حکم کریں کہ چار کپڑوں سے مضبوط اس کو تھامیں اور وہ کپڑے باریک اور نازک ہوں اور جو جلد چاک ہو چکی زوایائے قائمہ پر اسے اوپر کی طرف کھینچیں مراد ہماری اس جلد سے ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر واقع ہے اگر یہ ہڈی رقیق اور ضعیف ہے اور براہ طبیعت اور خلقت کے بودی اور کمزور ہے خواہ بوجہ ٹوٹنے کے ضعف اس میں پیدا ہوا ہے اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ آلات قطع سے نکال ڈالی جائے اس طرح پر کہ بعض آلات سامنے بعض کے رکھیں اور جو آلہ سب سے زیادہ چوڑا ہے اس سے شروع کریں اس کے بعد باریک آلات کا استعمال کریں اس کے بعد وہ موچنے باریک جن کو ہم نے شعریہ نام رکھا ہے ان سے کام لیں اور ہڈی ابھارنے اور چن لینے میں نہایت نرمی اور سبکی کو کام فرمائیں تا کہ سر میں کوئی ایذا اور گزند نہ پہنچے اور اگر ہڈی قوی ہو لائق حال اس کے یہ ہے کہ پہلے ورما وغیرہ سے سوراخ کریں بشرطیکہ وہ برما زیادہ لانبا نہ ہو جو اندر کی جھلی تک پہنچے اور یہ برمے ایسے بنے ہوتے ہیں کہ ان میں کسی مقام میں مناسب ایک بلندی اور گرہ سی بنی ہوتی ہے کہ اس مقدار معین تک سوراخ کر کے خود بخود ٹھہر جاتے ہیں اور وہ ہی فزونی صفاق اور پردہ تک پہنچنے کو مانع ہوتی ہے پس ایسے ہی برمے سے استخوان شکستہ میں گڑھا پیدا کریں اور اسے اکھاڑ لیں اور ایک ہی مرتبہ نہ اکھاڑیں بلکہ تھوڑا تھوڑا پھر اگر ہم کو ممکن ہو کہ انگلیوں سے اس

ہڈی کو اکھیڑ لیں اس سے بہتر کیا ہے اور اگر نہ بن پڑے موچنے سے اور چمٹے خواہ اور کسی
آلہ سے اکھیڑیں مناسب یہی ہے کہ سوراخ بہت قریب قریب ہوں اور ان میں
فاصلہ بقدر سلائی جانے کے ہوتا کہ قریب استخوان داخلی سطح کے ہو اور یہ بھی مناسب
ہے کہ سوراخ کے نیچے کسی قدر جگہ ایسی باقی نہ رہے جو پردہ سے ملی ہو اور اس میں
سوراخ نہ ہونے پائے اور اسی واسطے واجب اور ضرور ہے کہ اثر برمے کا کسی قدر
صفاق تک پہنچ جائے اور یہ بات بدون اس کے نہیں ہوسکتی ہے کہ مقدار برمے کی بقدر
حجم استخوان شکستہ کے ہو اور یہ بھی مناسب ہے کہ سوراخ کرنے میں چند قسم کے برمے
کا استعمال کریں جہاں جیسا ممکن ہو اور اگر شکست انہیں مقامات میں ہو جو اثنائے
استخوان ہیں یعنی جو مقامات ہڈی کے درمیانی مقامات کے ہیں اس وقت یہی مناسب
ہے کہ سوراخ اثنائے استخوان میں ہوں فقط تا کہ جس وقت ہڈی کو کھینچیں مناسب ہے
کہ خشونت استخوان سر کو برابر کریں مراد یہ ہے کہ جو خشونت بوجہ قطع اور تقویر کے پیدا
ہوتی ہے اسے درست کر دیں اور یہ کھرا پن بذریعہ سوہن کے دور کریں خواہ کسی اور
راپی وغیرہ آلات آہن سے جو اس کام میں مدد دے سکتے ہیں لیکن اسی آلہ کے نیچے
پہلے کوئی ایسی چیز رکھ لیں جو حجاب اور صفاق کو چھپا دے اور اس کا اثر چھیلتے میں اس
پردہ وغیرہ تک نہ پہنچنے پائے اور اس کے ضرر سے پردہ وغیرہ محفوظ رہے اگر پھر کوئی
ٹکڑا خواہ کرچ ہڈی کی باقی رہ جائے خواہ کنا اور شطیہ اس کا نکل نہ سکے لازم ہے کہ
اسے نرمی سے نکالیں بعد ازاں علاج بذریعہ فتیلہ یعنی بتی اور مرہم کے کریں کہ یہ تدبیر
سہل اور آسان اور جمیع اقسام علاج سے اس کی آسانی زیادہ ہے۔ جالینوس نے کہا
ہے جب کوئی شخص کسی سر کی ہڈی کو کسی قدر کھولے اور کوئی جزء استخوان سر کو مکشوف
کرے چاہئے کہ اس ہڈی کے نیچے وہ آلہ رکھے جس میں گھنڈی خواہ دانہ مثل مسور کے
ہوتا ہے اور وہ چکنا چکنا اور نرم ہوتا ہے اور تیز جانب اس کے بطرف طول کے ہوتی
ہے اور چوڑائی اس کی جو بشکل دانہ مسور کے گول ہے صفاق پر اس کا زور ڈال کر چاک

ہوسکتا اگر اور سب افعال اپنے اپنے موقع پر درست اور مناسب واقع ہوں پھر بعد علاج جدید اور استعمال آلات قطع اور نزع وغیرہ کے ایک کپڑا کتان کا اور مقدار مساوی مقدار زخم کی ہو شراب اور روغن گل میں بھگو کر زخم کو چیر کر زخم پر رکھیں اور زخم کا منہ اس کپڑے سے بند کر دیں پھر ایک کپڑا دوتہ کا خواہ تین پرت کا نہایت درجہ سبک اور ہلکا اس پر رکھیں تا کہ صفاق اور پردہ دماغ پر کسی طرح کا ثقل اور بوجھ نہ پڑے اور اس دوہرے خواہ تہرے کپڑے چوڑی پٹی کے ذریعہ سے بندش کریں لیکن بندش اسی قدر کریں جس قدر گرفت کرے اور جو خرقہ زخم پر رکھا ہے اسے ملنے اور ہٹ جانے سے روکے اس کے بعد جو تدبیر خارجی مسکن التہاب ہو اور صفاق پر ذرور ادویہ یا لسبہ کا جن کو ادویہ راسی کہتے ہیں استعمال کریں تا کہ انبات لحم جلد تر کرے اور ریتپ کو دور کر دے اور رحجاب کی ترطیب پیدا کرے ان کا استعمال کریں مثلاً روغن گل ہر وقت اوپر سے ٹپکایا کریں اور تیسرے روز اس نبدش کو کھولیں اور مقام ماؤف کو پونچھیں اور جو علاج گوشت کے اگانے میں جلد مؤثر ہو اس کا استعمال کریں اور بعض اوقات میں ہڈی چھیلتے بھی ہیں اگر اس کی احتیاج ہو جس وقت کوئی ہڈی اونچی ہوتی نظر آئے خواہ گوشت جلد پیدا ہونے کی نظر سے عک استخوان کرتے ہیں اور جس قدر ادویہ جراحات کے علاج میں مذکور ہوتی ہیں ان سب سے علاج کر سکتے ہیں۔ حکیم بولس نے یہ بھی کہا ہے کہ اکثر صفاق میں بعد علاج جدید کے ورم حار بھی عارض ہوتا ہے تا ایکہ ثخن استخوان سر کا بلند ہو جاتا ہے اور ثخن جلد کا بھی اور باوجود اس ضرر کے ایک قسم کی ماندگی بھی پیدا ہوتی ہے جو حرکت طبعی کو مانع ہوتی ہے اور اکثر ایسے لوگوں کو امتداد اور اعراض اور مرض ہر قسم کے بڑے بڑے عارض ہوتے ہیں اور یہ اعراض آخر کو نوبت بمرگ مریض کو پہنچا دیتے ہیں ورم گرم کا پیدا ہونا صفاق سر میں یا بوجہ اونچے ہو جانے ہڈی کے ایک قسم کی چبھن پیدا ہوتی ہے یا بوجہ ثقل اور گرانی قبائل یعنی آگے کی طرف زیادہ بوجھ اور گرانی کا صدمہ پہنچنے سے خواہ بوجہ برودت اور اکثر طعام

خواہ کثرت شراب کی وجہ سے خواہ اور کسی وجہ سے جو خفیف ہو اور اگر ورم گرم بخوبی ظاہر ہو اور اس کا سبب بھی واضح ہو اس وقت اس مرض کو قطع کرنا چاہیئے اور جلد اس کی تدبیر سے فارغ ہونا چاہیئے اور اگر سبب اس کا پوشیدہ ہو اس کے ازالہ میں کوشش زیادہ کرنی چاہیئے اور اگر کوئی چیز نافع نہ ہو فصد کسی رگ کی رگہائے سر سے کریں گے اور طعام اور شراب میں کمی خواہ وہ تدبیرات جو اورام حارہ کے لائق اور مناسب ہیں جیسے تنطیل روغن گل سے خواہ ایسے پانی سے جس میں خطمی اور حلبہ اور تخم کتان اور بابونہ وغیرہ جوش دیا ہو اور ضماد جو دقیق شعیر اور آب گرم اور روغن گل اور تخم کتان وغیرہ اور کسی صوف میں چربی مرغ کی لگا کر ترطیب سر کی اس سے کریں اور گردن اور فقرات پشت کی ترطیب بھی اسی سے کرنی چاہیئے۔

اور کانوں میں کسی قدر ایسے روغن جو تسکین حرارت کریں ٹپکانے چاہئیں اور علیل کو آب گرم میں کسی محفوظ جگہ میں بٹھائیں اور مالش کریں اگر ورم گرم کو بہت دن گذر جائیں اور دوائے مسہل کے پلانے سے کوئی مانع نہ ہو مسہل کی تدبیر بھی کرنی چاہیئے کہ بقراط نے اس کی اجازت دی ہے حکیم بولس جو احتیاطی مشہور ہے اس نے کہا ہے کہ اگر صنعاق میں سیاہی پیدا ہو اور وہ سیاہی فقط صفاق کی سطح میں ہو اور کسی دوا کی وجہ سے یہ سیاہی پیدا ہوئی ہو اسے چھوڑ ڈالیں خواہ کوئی اور حیلہ اور تدبیر کریں اس لئے کہ سیاہ رنگ کی دوا اکثر یہ اثر پیدا کرتی ہے اس کے واسطے فقط یہی کافی ہے کہ شہد ایک جزء اور روغن گل تین جزء دونوں کو ایک کپڑے میں لگا کر صفاق پر رکھیں اور اگر سیاہی صفاق بذات خود یعنی آپ ہی آپ پیدا ہو اور اندر تک پہنچ گئی ہو خصوصاً اگر اس کے ہمراہ اور علامات ردی بھی ہوں اس وقت سلامت مریض سے یاس کرنا چاہیئے اس لئے کہ ایسی سیاہی فنائے حرارت غریزی پر دلیل ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب حرارت اصلی باقی نہیں ہے میں نے بعض ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے سر ٹوٹ گئے تھے اور سال بھر کے بعد ان کے سر کی ہڈی ٹوٹی ہوئی نکالی گئی اور پھر صحیح رہے اور ہلاک

نہ ہوئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صدمہ کسر کا یافوخ میں چوٹ لگنے سے پہنچا تھا اور رطوبت صدیدی وغیرہ کی نکاس بھی بطرف خارج کے ایسی کہ اندر کی طرف ریم وغیرہ کا انصباب نہیں ہوتا تھا اور نہ صفاق پر کچھ گزند پہنچا تھا بلکہ وہ فساد سے صحیح اور سالم رہے تھے۔ جالینوس بیان کرتا ہے کہ ایک شخص کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور کنپٹی کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی اور شکست بھی شدید اور زیادہ تھی میں نے اس ٹوٹی ہوئی ہڈی کو بحال خود چھوڑ دیا مگر کسی قدر استخوان یا فوخ کو البتہ کاٹ ڈالا تھا اسی غرض سے جو اوپر کے بیانات سے معلوم ہو چکی ہے بس یہی تدبیر کافی ہوئی اور وہ شخص صحیح اور تندرست ہو گیا ۔

لحی کا ٹوٹ جانا لحی جمع لحیہ کی ہے اور مراد اس سے وہ ہڈی ہے جس پر داڑھی کے بال اگتے ہیں عالم فن جالینوس کہتا ہے اگر اندر کی طرف نہیں ٹوٹی ہے اور دو ٹکڑے نہیں ہوئے ہیں اس وقت اگر داہنے کی طرف استخوان لحی ٹوٹ گئی ہے بائیں ہاتھ کی سبابہ اور وسطی منہ میں علیل کے داخل کرتے اور اگر بائیں طرف کی لحی ٹوٹ گئی ہو داہنے ہاتھ کی دونوں انگلیاں داخل کر کے رخمی اور تحدب کسر باہر کی طرف اٹھائیں اور دوسرے ہاتھ سے اس کو سیدھا کریں اور برابر کریں اور برابر ہونے کے بعد شناخت اس کی ہمواری کی یوں ہوتی ہے کہ جو دانت اس ہڈی پر واقع ہیں وہ سب درست اور برابر ہو جاتے ہیں اور اگر لحی کے دو ٹکڑے ہو جائیں اس کے درست کرنے کے واسطے دو خادم درکار ہیں ایک تو کھینچے اور ایک گرفت کئے رہے اور طبیب اتنی دیر تک صبر کرے کہ دونوں ہڈیاں درست ہو کر مل جائیں اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں اور جتنے دانت ترچھے ہو گئے ہیں خواہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے ہیں انہیں باندھ دینا لازم ہے پھر اگر ہمراہ کسر کے زخم بھی پڑ گیا ہو خواہ ہڈی کا کونا اور نوک گرتی اور چبھتی ہو اس وقت چاک کر لے اور جگہ اس نوک کے نکالنے کی بنا کر گرچ وغیرہ کو نکال لیں گے اور ٹانکے وغیرہ سے پھر اسی چاک کو درست کر کے سی دیں گے اور گدی اور پٹی جو ممکن ہو باندھیں اور

سے ورم میں تسکین بھی پیدا ہوتی ہے اور شکل کی برآمدگی بھی محفوظ رہتی ہے اور بوقت درستی پر قائم رہتی ہے اسی طرح جو دو اسر کہ اور زیت اور میدہ اور دخاق کندرے بنا کر اس پر چھڑکیں خواہ بطور ضماد کے اس پر لگائیں اور اگر کسر بطور رض کے عارض ہوئی ہو اور پاش پاش کر دیا ہو اس کے بعد ممکن نہیں ہے کہ ناک پھر اپنے حال پر عود کرے بدون اس کے کہ جس قدر ہڈی مثل بھوسے کے ہوگئی ہے اس کو نکال ڈالیں اور پراگندہ کردیں اور بعد اخراج کے ذرور کا استعمال کریں اور اگر عضروف میں زوال خواہ کجی پیدا ہوئی ہو جبر اس کو برابر کر دینا چاہئے اور بعد ازاں پٹی وغیرہ سے باندھ کر درست کریں کہ وہ اپنی اصلی شکل پر درست ہو جائے اور پٹی باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بندش صفحہ گردن سے اس طرف جدھر کجی ہے باندھنی آسانی بندش کی اور عمدگی اس طور سے بھی ہوتی ہے کہ خشیہ کا کپڑا جو مضبوط ہو خواہ دوال جو ایک انگل جوڑی ہو لے کر اور اس کے دونوں کنارے سریشم ماہی خواہ سریشم گاؤ سے یا گوند خواہ اور چسپندہ چیزوں سے آلودہ کر کے ناک کے اس کنارے پر چسپاں کریں جدھر جھکی ہوئی ہے اور جب لگ کر خشک ہو جائے ناک کو جبر اقہر اپنی اصلی وضع کی طرف پھیریں اور سیدھی کریں اس کی اسی دوال خواہ لوار وغیرہ کو کھینچ کر اس طرح اس کا دوسرا سر جھکائیں کہ وہ کجی سب جاتی رہے اور گردن تک اس کو کھینچ لائیں اور ایسی بندش کریں جو ناک کو اپنی اصلی صورت کی طرف لا کر ٹھہرا دے پھر اس ضماد وغیرہ کو لگائیں۔ چنبر گردن کا ٹوٹ جانا چنبر کی شکستگی کبھی بوجھ کے اٹھانے سے ہوتی ہے اور کبھی کوئی سقطہ عظیم خواہ ضربت شدید پہنچے اس سے ترقوہ ٹوٹ جاتا ہے با ایں ہمہ پھر درستی اور جبر ترقوہ کا نہایت مشکل اور صعب ہوتا ہے اور نہایت تدبیر لطیف کی حاجت ہوتی ہے ترقوہ کے جبر اور درستی کی تدبیر میں قول اطباء کا یہ ہے کہ اگر ترقوہ نزدیل استخوا سبر سینہ کے کوفتہ ہوا ہو اس کی شناخت یہ ہے کہ راس عضد نیچے کی طرف کم اترے گا اور ترقوہ بیچ سے آدھا ہو جائے گا علیل کو ایک کرسی پر بٹھا کر ایک شخص اس بازو کو پکڑے جس طرف ٹوٹا ہوا حصہ ترقوہ کا

ہے اور اسے بطرف خارج کے کھینچے اور اوپر کی طرف بھی کھینچے اور دوسرا آدمی گردن اور مونڈھے کو جانب مقابل کے کھینچے بقدر حاجت کے اور طبیب اپنی انگلیوں سے درست کرتا رہے جہاں جہاں اونچا ہوا سے دبا دے اور جہاں نیچا ہو گیا ہے اس کو اٹھا دے اگر ایسی درستی میں احتیاج زیادہ کھینچنے کی بغل کے نیچے ایک کڑہ بڑا سا جو چیتھڑوں وغیرہ کا ہو رکھ کر مرفق کو اس سے دفع کرے تا ایکہ پسلیوں تک اسی گولے کو لائے کہ ایسی تدبیر سے جس قدر کھچنا مطلوب ہے حاصل ہو گا اور اگر کنارہ ترقوہ کا اندر کی طرف زیادہ جاتا رہا ہو اور طبیب کے کھینچنے سے اپنی جگہ پر نہ آئے اور نہ درست ہو اس لئے وہ اندر زیادہ گھس گیا ہے اس وقت بیمار کو چت لٹا کر اس کے مونڈھے کو نیچے کی طرف ٹالیں اور دبائیں تا اینکہ استخوان ترقوہ اونچی ہو جائے پھر اس کو برابر کریں اور انگلی سے اس کو درست کریں پھر اگر ہاتھ پھیرنے سے کوئی شے بیمار کو چبھتی ہوئی نظر آئے صاف ظاہر ہو گا کہ ترقوہ کی نوکیں اس جگہ چبھتی ہیں واجب ہے کہ اس مقام کو چاک کر کے نوک خواہ کرچ کو نکال ڈالیں لیکن اس کام میں میزی زیادہ ملحوظ رہے اگر وہ کرچ خواہ نوک نیچے زیادہ اتر گئی ہے تا کہ سینہ کی جھلی پھٹ نہ جائے اور پہلے وہ آلہ جو صفاق صدر کا حافظہ ہو ہڈی کے نیچے رکھ دینا چاہئے بعد ازاں ہڈی کو دبانا خواہ ٹالنا چاہئے پھر اگر ورم گرم عارض نہ ہو چاک کے مقام پر ٹانکے لگانے اور اس کا الحام اور ملا دینا درکار ہے اور اگر ورم عارض ہو گدی وغیرہ روغن میں تر کرنا چاہئے اور اگر سرا بازو کا بروقت ٹوٹنے کے ہمراہ ایک ٹکڑے ترقوہ کے نیچے کی طرف اتر آیا ہو لازم ہے کہ بازو کو کسی چوڑی پٹی سے لٹکائیں اور بطرف عنق کے اونچا کریں اور قطعہ ترقوہ کا اوپر کی طرف مائل ہوا ہو اور یہ بات کمتر واقع ہوتی ہے اس وقت بازو کی تعلیق نہ کریں جس کے ترقوع میں صدمہ کسر کا پہنچے اسے چت لیٹنا نہ چاہئے بلکہ بیٹھ کے لیٹا کرے ایک مہینے میں خواہ مہینے بھر سے کم میں ترقوہ درست ہو کر استواری پاتا ہے جو پٹیاں بندش کی مضر ہیں ان کے بیان میں اطبا نے کہا ہے کہ چونکہ ترقوہ اندر کی طرف سے جدا نہیں ہوتا

ہے اس لئے کہ وہ سینہ سے متصل ہے اور سینہ سے جدا نہیں ہے اور اسی وجہ سے ان کو اس طرف سے حرکت نہیں ہے اگر چہ باہر سے ضربت شدید پہنچے اور جدا ہو جائے پھر فورا اسی طرف برابر ہو جاتا ہے اور جو علاج ٹوٹ جانے کے وقت کیا جاتا ہے وہی علاج اس وقت مفید ہوتا ہے لیکن جو کنارا اس کا بہ طرف مثانہ کے ہے اور اس سے جدا ہو جاتا ہے وہ کنارا زیادہ اوتر جاتا ہے اس لئے کہ وہ عضلہ جس کے دوسرے ہیں اس کنارہ کو اترنے سے منع کرتا ہے ایضا سرا مثانہ کا بھی اترنے سے روکتا ہے ایضا ترقوہ حرکت شدید نہیں کرتا ہے اس لئے کہ اس کی ساخت اسی واسطے ہوئی ہے تاکہ سینہ کو جدا کرے اور اس کو پھیلا دے اور اسی واسطے تمام حیوانات میں ترقوہ فقط انسان کے واسطے بنایا گیا ہے اور اگر ترقوہ اتر جائے بوجہ شگافتہ ہونے خواہ کسی اور وجہ سے جوازیں قبیل ہو اس کو برابر کر کے اپنی جگہ داخل کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اور گدی بہت سی جو اس پر باندھتے ہیں وہی ہوتی ہیں جو منکب کے علاج میں بھی مفید ہوں کہ جس وقت کنارہ منکب کا اپنی جگہ سے ٹل جائے اور اسے پھر بٹھانا منظور ہو اس مرد کو بھی وہی بندش پوری کرے اور جس چیز سے ترقوہ کی بندش ہمراہ منکب کے کرتے ہیں چونکہ وہ استخوان غضروفی اور لاغر اندام میں گندہ اور غلیظ ہو جاتی ہے اور جب اپنے مقام سے اتر جاتی ہے نا تجربہ کار کو ایسا گمان ہوتا ہے کہ سرا عضد کا جدا ہو گیا ہے اور اپنے مقام سے نکل گیا ہے اور وجہ اس کی غلطی کی یہی ہوتی ہے کہ سرا مثانہ کا اس وقت بہت باریک اور تیز نظر آتا ہے اور جس جگہ سے منتقل ہوا ہے اور ہٹ گیا ہے وہ مقام مقعر نظر آیا ہے کہ اس میں گڑھا پڑ گیا ہے مگر طبیب ہوشیار کو چاہئے انہیں علامات اور دلائل پر بنا کرے جو آئندہ مذکور ہوتے ہیں۔

کتف کا ٹوٹ جانا مثانہ میں جو مقام عریض اور چوڑا ہے وہ تو بہت کم ٹوٹتا ہے بیشتر وہی باریک نوکیں اور کنارے اور کونے جو کمزور اور نازک ہیں مود آفت کسر کے رہتے ہیں اور جب کوئی شے ان میں سے ٹوٹ جاتی ہے بذریعہ لمس کے اس طرح

چھونے اور ٹوٹنے سے ایک کھٹکا پیدا ہوتا ہے اور دونوں جزء اس کے جدا جدا ہاتھ کے نیچے محسوس ہوتے ہیں اور درد میں بھی امتداد ہوتا ہے اور دوسری صورت یعنی ٹوٹ جانے کی شناخت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے اعراض ردی اور مہلک عارض ہوتے ہیں جیسے ضیق النفس اور سرفہ خشک اور بیشتر ایسا علیل خون بھی تھوکتا ہے اور اکثر بعض حجاب سینہ میں تعفن بھی پیدا ہو جاتا ہے ان بیماروں کا علاج وہی ہے جو شانہ ٹوٹ جانے کا علاج ہے اور اگر یہ ہڈی سر سینہ کی ٹوٹ کر نیچے کی طرف جھک جائے اس کا علاج وہی ہے جو پوشیدہ او چھپی ہوئی ہڈی کا ہے کہ بوجہ کسر کے چھپ جائے اور ٹوٹ کر پسلیوں میں گھس جائے اس پر وہ پٹی مستعمل ہوگی جو صوف سے متدیر اور گول بنائی ہو اور نیچے اس کے ایک پٹی سیدھی رکھی جائے گی اس کے بعد دونوں پٹیوں کے سرے آپس میں ملائیں گے اس لئے کہ سیدھی پٹی گول پٹی کو کھل جانے سے منع کرتی ہے پسلیوں کے اطراف اور کنارے دوسری جانب کے شراسیف کے غضروفات واقع ہیں چنانچہ فن تشریح میں بیان ہو چکا ہے لہذا ان اطراف کو سوائے رض کے کسیر کبھی عارض نہ ہوگا پسلیوں کا ٹوٹ جانا بہت آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور ملمس میں پوشیدہ نہیں رہتا ہے اس لئے کہ خشونت محسوس ہوتی ہے اور بے موقع حرکت بھی پیدا ہوتی ہے اور کبھی اگر کان لگا کر سنیے خفیف سا کھٹکا بھی سنائی پڑتا ہے پھر اگر بعد ٹوٹ جانے کے اندر کی طرف پسلی جھک گئی ہو اور اس کی شناخت عروض سے ذات الجنب اور نفث الدم کی ہونی لازم ہے کہ مجبر اور دست کار اس کے درست کرنے پر جرات نہ کریں اور اس پر ہاتھ نہ ڈالیں اس خاص طور پر کہ اسے باہر کی طرف کھینچیں اس لئے کہ اور چارہ کار اور تدبیر نہیں بن پڑتی ہے اور تدبیر کو اسی صورت میں منحصر جان کر نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ حلیہ بدون محاجم کے استعمال کے بہت دشوار ہے اور پچھنے لگانے سے کبھی خوف اس بات کا ہوتا ہے کہ بہت سا مادہ اس جگہ اندر کی طرف یکجا ہو جائے اور بعد اجتماع مادہ کے جس قدر فساد کا گمان ہے وہ مخفی نہیں ہے پھر اس کے ساتھ نرمی کی جائے اور

زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے کچھ خوف کی بات نہیں ہے لیکن کبھی علیل کو غذائے نفاخ جو زیادہ نفخ پیدا کرے کھلاتے ہیں تاکہ اس کا پیٹ پھول کر نفخ اور کسر میں مدافعت پیدا ہو اور اسی وجہ سے کسر بطرف خارج کے پلٹ آئے اور یہ تدبیر بھی اگرچہ بعض اوقات میں ایسی ضروری ہوتی ہے کہ بدون اس کے چارہ نہیں ہوتا ہے لیکن ورم کے پیدا کرنے کا سبب عظیم ہے بعض کاملین فن جبر نے کہا ہے کہ موضع شکست کو ایسے صوف سے پوشیدہ کرنا چاہئے جو زیت گرم میں ڈبویا گیا ہو اور اس کی گدیاں پسلیوں کے بیچ میں رکھی جائیں تاکہ جگہ بھر جائے تاکہ بندش درست ہو سکے اور جب بندش کے پھیرے سینہ پر پھر پھر کر لائے جائیں کچھ نادرستی پیدا نہ ہو چنانچہ اس کا بیان سینہ کی بندش میں ہم نے کیا ہے بعد بندش کے صبر کریں جیسے شوقیہ کے مرض کے علاج میں صبر کرتے ہیں اور اتنا صبر کریں جس کا تحمل عضو شکستہ کر سکتا ہے اور اگر کوئی امر شدید ہم کو درپیش ہو خواہ ہڈی ٹوٹی ہوئی حجاب میں چبھتی ہو اور ایذا دیتی ہو اس وقت جلد کو چاک کر کے ٹوٹی ہوئی پسلی کو کھولنا چاہئے اور کھول کر اس کے نیچے وہ آلہ جس سے پردہ کی حفاظت ہو سکتی ہے رکھیں تاکہ صنعاق بوجہ چبھنے ہڈیوں کے باہر نکل نہ آئے پھر اگر ورم گرم عارض نہ ہو جائز ہے کہ جہاں جہاں چاک کیا ہے سب کو جمع کر کے علاج کریں مرہم سے اور اگر ورم گرم عارض ہو روغن میں ڈوبی ہوئی گدی اور پٹی سے ورم کو چھپا دیں اور علیل کو غذا دیں اور تسکین ورم کا علاج کریں اور جس کروٹ اسے آرام اور چین ملے اسی کروٹ اسے لیٹا رہنے دیں۔ کسر کی وجہ سے جو جو حوادث پیدا ہوتے ہیں جو جو امور خذرات یعنی گریوں میں بوجہ کسر کے پیدا ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ حرارت کی استدارت میں کبھی رض عارض ہوتا ہے اور ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور کسر ان گریوں میں بہت کم عارض ہوتی ہے اور جب عارض ہوتی ہے نخاع کی جھلیاں نچوڑ جاتی ہیں اور خود نخاع میں بھی یہی کیفیت ہوتی ہے اور چونکہ نخاع کے صفاق میں اور خود نخاع میں عصر پیدا ہوتا ہے عصب کو بھی گزند اور الم پہنچتا ہے او تابع اس الم کے موت ہوتی

ہے خصوصا جب یہ صدمہ گردن کی گریوں کو پہنچے لہذا واجب ہے کہ پہلے سے حکم قطعی ہلاکت کا دیا جائے اور جو ہلاکت واقع ہونے والی ہے اس کی خبر بیان کردی جائے پھر اگر گریوں کی تدبیر ممکن ہو اور استخوان موذی چاک کرنے کے ذریعہ سے نکال سکیں اس سے بہتر کیا ہے ورنہ وہی تدبیر جس سے تسکین اورام حارہ میں حاصل ہوتی ہے کریں اور اگر کسی قدر بقیہ گریا کی اونچے اجزا میں سے باقی رہ جائے یعنی وہ جز جس کا نام شوکہ ہے اس کو فورا نکال ڈالنا چاہئے اور اس کا پتا ٹٹولنے سے انگلیوں کے نیچے بروقت تفتیش کے مل جاتا ہے اس لئے کہ جو ٹکڑا الگ ہو جاتا ہے اس کو حرکت بھی ہوتی ہے اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے پس مناسب ہے کہ اس کو چاک کر کے جلد کو نکال ڈالیں اس کے بعد ٹانکے لگا کر درست کردیں اور دوائے ملحم کا استعمال کریں اور اگر استخوان کاہل یعنی دوکتف کے بیچ کی ہڈی اسفل قطن تک اور عصعص تک ٹوٹ جائے چاہئے کہ بائیں ہاتھ کی سبابہ مقعد کے اندر ڈال کر ٹوٹی ہوئی ہڈی کو پہلے درست کریں داہنے ہاتھ سے تا اینکہ اپنی جگہ پر درست بیٹھ جائے پھر اگر ہم کو معلوم اور محسوس ہو کہ استخوان مذکور بالکل جدا ہوگئی ہے اس کو بھی چاک کر کے نکال ڈالیں بعد ازاں جو بندش لائق مقعد کے ہے اور جو علاج اس کے موافق ہے استعمال کریں۔

عضد کا ٹوٹ جانا استخوان عضد جب ٹوٹ جاتی ہے اکثر بطرف خارج کے مائل ہوتی ہے اسی واسطے وہی تدبیر واجب ہے کہ ردکسر میں کی جاتی ہے یعنی جس تدبیر سے ٹوٹی ہوئی ہڈی اپنی وضع اور شکل اصلی کی طرف پھیری جاتی ہے اسی طرح کی تدبیر یہاں بھی چاہئے اور ہاتھ سے ٹالتے ٹالتے خوب برابر کرتے رہیں تا کہ بخوبی درست بیٹھ جائے اور بندش اس کی رباط متصاعد سے جس کی صورت بیان ہو چکی ہے کریں اگرچہ انتہا اس بندش کی منکب تک پہنچے اور اسی پٹی سے اس کو مضبوط باندھ کر بندش تمام کریں بشرطیکہ منکب کے قریب یہ کسر واقع ہو بعد ازاں ایک پٹی اترتی ہوئی باندھیں اگرچہ مرفق تک پہنچے اگر کسر قریب مرفق کے ہو اس کے بعد ایک تیسری پٹی او

آدمیوں سے اوپر خواہ نیچے کی طرف کھینچنا کافی ہو پھر یہی تدبیر کافی ہے اور زیادہ دقت نہ کرنی چاہئے اور اگر کسر وسط عضد میں ہو بندش ایسی جگہ کریں جہاں سے مفصل اور جوڑ دونوں طرف برابر ہو اور اگر کسی طرف ہٹ کر شکست کا صدمہ واقع ہوا ہو اور بیچ میں نہ ہو اس وقت بندش کو زیادہ قریب اس طرف سے کہ موجود رہے اگر فقط ہڈی کو صدع اور پھٹ جانے کا صدمہ پہنچا ہے فقط صدع اور شگافتہ ہونے کا علاج کرو اور بندش اس کی مضبوط کرنی چاہئے۔

ساعد کا ٹوٹ جانا کبھی دونوں گٹے ساتھ ہی ٹوٹ جاتے ہیں اور کبھی ایک ہی گٹا ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرا نہیں ٹوٹتا ہے مگر نیچے کا گٹا اگر ٹوٹ جائے بہت برا ہے بہ نسبت اس کے کہ اوپر کا گٹا ٹوٹے اور ہر صورت میں برائی نیچے کے گٹے کے ٹوٹنے میں زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اوپر کے گٹے ٹوٹنے کے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نیچے کا گٹا وہی ساعد ہے اور وہی سب بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اس کا ٹوٹ جانا برا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نیچے کے گٹے پر گوشت نہیں ہے پس اس کے ٹوٹنے سے قبح صورت زیادہ پیدا ہوگی ایضا اوپر کا گٹا قبول علاج زیادہ کرتا ہے اور نیچے والا اس قدر قابل علاج نہیں ہے خصوصا اگر دونوں ساتھ ہی ٹوٹیں واجب ہے کہ بروقت گٹے بٹھانے کے جب کھینچنے کی حاجت ہو ہتھیلی کی جڑ پر تکیہ کریں اور ٹیک لگائیں اور مقدار بندش کی دریافت کر لیں کہ کہاں تک بندش کرنی چاہئے اس لئے کہ اگر اس صدمہ کی وجہ سے انگلیوں میں تھوڑا ورم پیدا ہوا ہے خواہ تھوڑا سا درد پیدا ہوا ہو اس وقت بندش معتدل اور باندازہ مناسب کرنی چاہئے اور اگر ورم اور درد بالکل نہ ہو بندش ڈھیلی کرنی چاہئے اور اگر ورم خواہ درد شدید اور بافراط ہو اس وقت ڈھیلا رکھنا زیادہ واجب ہے اور جبائر کے رکھنے کی صورت اس مقام پر پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ جگہ دکھاؤ کی او کھلی ہوئی بے لگاؤ ہے لیکن کھپاچین اتنی لابنی ہوں کہ تمام کف دست کے برابر پہنچ جائیں انگلیوں کی جڑوں تک گھیر لیں بلکہ اس سے کسی قدر مقدار کھپاچون کی کم ہونی چاہئے لیکن اس

وقت بھی واجب ہے کہ انگلیوں کے پیوند اور جوڑ سے مس نہ کریں اور جب کھپا چین باندھ چکیں اور ان کے اوپر بندش بھی کر چکیں چاہئے کہ گردن سے بشکل مزدی لٹکائیں جس کو عوام گل جنڈا کہتے ہیں اور اس کے لٹکانے کی شکل میں اس کا خیال رکھیں کہ اگر شکست فقط گٹے کی تحتانی طرف میں واقع ہوئی ہے اس وقت یہ پٹی اس قدر چوڑی ہو کہ تمام مساعد کی طول کے برابر ہو۔ اگر ملاقات اس علاکہ یا رومال کی جس میں ہاتھ لٹک رہا ہے فقط مقام کسر سے ہوتی ہے اور سب مقام اس سے جدا ہے اور اس کا سہارا نہیں پاتا ہے بالضرور التوا او پیچیدگی عارض ہو گی اور جدھر کف دست بالطبع مائل اور جھکتی ہے اسی طرف جھکے گی بلکہ واجب ہے کہ ہتھیلی اور اکثر مقدار ساعد کے علاقہ کے اندر رہو اور اگر کسر اوپر کی طرف ہو اس وقت لٹکانے کی صورت اچھی یہ ہے کہ مقام شکست علاقہ سے جدا رہے اور دونوں کناروں سے کف دست کی کم ہو اور مرفق سے اس لئے کہ اگر درمیان اس کا اس سے الگ ہو گا ہمواری اور درستی شکل پر معین ہو گا اور علاقہ کا کپڑا نرم اور تعلیق اس کی ایسی نہ ہو جس میں جھول نہ پڑے اور نہ زیادہ کشادگی اور درازی ہونے پائے کبھی ساعد کو یہ امر عارض ہوتا ہے کہ قریب اٹھائیس دن کے درست ہو جاتا ہے او شکست جڑ جاتی ہے۔ رسغ کا ٹوٹ جانا۔ رسغ باریک ہڈی جوڑ کی ہاتھوں اور پاؤں میں ہوتی ہیں اور کمتر یہ ہڈیاں ٹوٹتی ہیں اس لئے کہ سخت ہوتی ہیں اور کوئی صدمہ ضربت وغیرہ کا ان میں پہنچتا ہے اپنی جگہ سے رہ جاتی ہیں او ٹوٹ کر جدا نہیں ہوتی ہیں لہذا ان کا علاج وہی ہے جو خلع کے ابواب میں مذکور ہو چکا۔ انگلیوں کی ہڈیوں کا ٹوٹ جانا۔ یہ ہڈیاں بھی بہت کم ٹوٹتی ہیں بلکہ اپنی جگہ سے ہٹ جانا ان کو عارض ہوتا ہے اطبا نے کہا ہے کہ اگر یہ ہڈیاں ٹوٹ جائیں علیل کو ایک اونچی کرسی پر بٹھا کر حکم دیا جائے کہ اپنی ہتھیلی برابر کی کرسی پر رکھے اور جتنی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں ان کو ایک خادم خوب زور سے کھینچے اور درست اور برابر کرے اور طبیب انگوٹھے سے اپنے ان کو برابر کرے اور سبابہ کو ہمراہ انگوٹھے کے کام میں لائے اور اگر انگوٹھا علیل کا نیچے کی

طرف جھک گیا ہو مناسب ہے کہ استعمال رباط کا اوپر کی طرف سے کرے کہ اکثر ورم گرم عارض ہوتا ہے اور چونکہ یہ ہڈیاں متسرخی ہو جاتی ہیں اسی وجہ سے بہت سا فضلہ ان میں جمع ہوتا ہے اور بہت جلد منجمد ہو جاتا ہے اور مضبوطی پکڑ لاتا ہے اور اگر کسی استخوان سلامی میں عارض ہو خواہ ایک ہی انگلی میں عارض ہو بشرطیکہ وہ انگلی ابہام ہو مناسب ہے کہ اس پر خاص بندش جو اوپر مذکور ہو چکی ہے کریں اور ہتھیلی کو اس کے ہمراہ باندھیں تاکہ ثابت اور برقرار رہے اور جنبش وحرکت سے کچھ ضرر نہ پہنچے پھر اگر کسر کسی ایک انگلی میں مثل سبابہ یا خنصر کے عارض ہو چاہئے کہ اس کو ہمراہ قریب کی انگلی کے باندھیں اور بیچ کی انگلیوں میں کسر واقع ہو چاہئے کہ دو جانب کی انگلیوں کے ہمراہ اس کو باندھیں اور سب کو پے درپے درست کر کے بندش کریں کہ یہ طریقہ بہت اچھا ہے اس لئے کہ نہ زیادہ ثبات ہو گا اور یہ حرکت بھی زیادہ نہ ہو گی اور جو بات کھپاچون کی بندش سے پیدا ہوتی ہے وہی اس سے بھی حاصل ہو گی یعنی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جو آپس میں بندھیں گی بمنزلہ کھپاچون کے کام دیں گی۔ چوڑی ہڈی اور ورک کا ٹوٹ جانا۔ کولے کی ہڈی کبھی شاذ ونادر ٹوٹ جاتی ہے اور بہت قوت سے ٹوٹ جاتی ہے اور کبھی آپ سے حالات کے بطور ریزہ ریزہ ہونے اطراف کے ٹوٹ جاتی ہے اور کبھی طول میں پھٹ جاتی ہے اور کبھی اس کا حصہ اندرونی اندر کی طرف دھنس جاتا ہے او کبھی سب احوال کے بعد اس میں درد اور نخس یعنی چبھن پیدا ہوتی ہے اور ساق اوڑان میں خدر پیدا ہوتا ہے اور قریب قریب انہیں امور کے عارض ہوتے ہیں جو عضو میں کنکب کے ٹوٹنے سے عارض ہوتے ہیں جب چوڑی ہڈی جو عصعص کے او گر ہے ٹوٹ جائے خواہ کسی عضلہ میں کو نہ نکل آئے اس کے درست کرنے میں بہت دشواری ہوتی ہے اور ایک دو کونوں میں نقصان عارض ہوتا ہے علاج اس کا یہ ہے کہ علیل کو اسی شکل پر نیم قد کھڑا کریں کہ نہ بیٹھا رہے اور نہ کھڑا ہو اور دو مرد قوی ایک بارگی اس کی دونوں رانیں خوب کھینچیں ہر ایک شخص ایک ران کو زور سے کھینچے اور ایک

شخص اپنے دونوں ہاتھ سے گرفت کرے تاکہ جلدی مدافعت اس شخص کی جو ران کو کھینچ رہا ہے نہ کرے اور پیچھے کی طرف الٹا گر نہ پڑے او دونوں مجبر دونوں لوگوں کو شدت اور بہ قوت اتنا دبائیں تاکہ برابر اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں بعد ازاں اس پر ضماد لگائیں بعد ازاں ایک تو شک خواہ نہالچہ پر جو کپڑے وغیرہ کا ہو اور کسی قدر سخت بھی اسے لٹائیں اور یہی تدبیر قریب بہ صواب ہے شانہ کے علاج میں اگر ٹوٹ جائے اگر ورک یعنی کولے کی جانب سے چوڑی ہڈی ٹوٹ جائے اس کا علاج قریب ہے شکست کے ٹوٹ جانے کے اور واجب ہے کہ ترطیب کا استعمال بندش پر کریں اور گدیاں او پٹیاں بہت درست اور برابر رکھیں اور جیسا مناسب بحال اس عضو کے ہے اسی طرح بندش کریں اور چاہئے کہ تکیہ مریض کا خواہ مقام ٹیک اور سنبھال گدی وغیرہ کی موضع وجی پر ہو۔ ران کا ٹوٹ جانا ران جب ٹوٹ جاتی ہے بقوت کھینچنے کی ضرورت ہوتی ہے بعد اس قدر کھینچنے کے اپنی ہیئت طبعی پر آتی ہے اس کی اصلی ہیئت یہ ہے کہ جانب وحشی میں تحدیب ہے اور جانب انسی میں تقعیر ہے جیسے شکل اس کی حالت صحت میں نظر آتی ہے ران کے بیچ کے ٹوٹ جانے کا حال خوبی ملاحظہ کرنا چاہئے اور اس کے اوپر کا کنارہ بھی خوب طرح ملاحظہ کریں اور نیچے کا کنارہ بھی بغور دیکھ لیں کہ کون سا ٹوٹا ہے او کون نہیں ٹوٹا اور درست ہے او جو احوال عضد کے ٹوٹنے کے باب میں مذکور ہو چکے ان سب کا اچھی طرح استعمال کریں اور بندش اوپر کی طرف نیچے سے جائے تاکہ جبر کی درست رہنے کی حفاظت ہو او بجائے خود اس طرح جوڑ بیٹھ جائے کہ پھر جنبش نہ کرے اطبا نے کہا ہے کہ جس وقت ران ٹوٹتی ہے آگے کے مقامات اور ظاہر بدن کی طرف زیادہ پھر جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہڈی چوڑی ہے اسی طرف سے ازروئے خلقت کے اور ہاتھوں سے اور پٹیوں کے باندھنے سے اور مختلف طور کے کھینچنے سے جو برابر کشش پیدا کریں برابر اور درست کی جاتی ہے خواہ ایک سرا پٹی کا ٹوٹے ہوئے مقام کے نیچے اور دوسرا اوپر رکھ کر بندش کرتے ہیں اگر شکست وسط

استخوان میں واقع ہوئی ہو واجب وسط سے ہٹ کر قریب ران کے سرے کے ہو چاہئے کہ ایک نہالچہ ایسا بنائیں کہ اس کے بیچ میں اونی شے مثل نمدے خواہ کمل وغیرہ کے لپیٹیں تا کہ اس کی رگڑ سے گوشت نہ کٹ جائے اور وسط اس کا عانہ یعنی پیڑو پر رکھیں اور اطراف اس کے سر کی طرف چڑھائیں اور ایک خادم کو سرا پکڑا دیں کہ نیچے جھکا کر تھامے رہے اور اگر کسر رانو کے قریب ہو اس وقت ہم پٹی کو مقام کسر کے اوپر سے لے جاتے ہیں اور اس کے دونوں سرے کسی ایسے شخص کو حوالہ کرتے ہیں جو اچھی طرح سے کھینچے اور اوپر کی طرف کھینچتا رہے اور کبہ کو خوب زور سے پکڑے رہے اس کی گرفت کا طریقہ یہ ہے کہ زانو پر ایک پٹی لپیٹے اور اس عضو کو برابر کرے اور علیل منہ کے بھل لیٹا ہوا ہو اور ساق اس کی دراز او پھیلی ہوئی ہو اگر ہڈی بوجہ کسر کے چبھتی اور رگڑتی ہو اسے جیسے ہم نے بیان کیا ہے درست کریں اور جس قدر ہڈی کسی مقام پر ران کی اونچی اور بلند ہو گئی ہو اس کو نکال ڈالیں جس طرح پر ہو سکے اور جملہ تدبیرات بدستور سابق کے عمل میں لائیں یعنی جیسے باب عضد میں ہم نے ذکر کیا ہے ران کی ہڈی بعد ٹوٹ جانے کے پچاس دنوں میں مستحکم اور استوارز ہوتی ہے اور ہم قریب کے بیانات میں خبر دیتے ہیں کہ اس ہڈی کو پھر بٹھلانا اور درست کرنا کیونکر مناسب ہے بعد ازاں کہ علاج ساق کا پورا ہو چکے اور واجب ہے کہ ایسے وقت میں دونوں رانوں کے بیچ میں ایک گولا لکڑی وغیرہ کا ایسے طور سے رکھیں جو اس ہیئت اور صورت کی حفاظت کرے جس صورت سے اور شکل سے اس کو درست کرنا ہے اور جبر معروف سے جسے ہر ایک گمان کرے اور جراح جانتا ہے اس کی درستی کریں مگر ورم اور خارش کے پیدا ہونے کا ہر وقت خیال رکھیں اور جب ران پر ورم پیدا ہوتا ہے وہ ورم قوی ہوتا ہے اور بہت جلد تمام ران سوج جاتی ہے اس وقت واجب ہے کہ جھٹ پٹ بندش کھول کر تفتیش حال کریں اور بعد کھولنے کے ورم میں خفت پیدا ہو گی اور متفرق ہو جائے گا جو نطولات ورم کے دور کرنے کے واسطے مخصوص ہیں ان کا بیان بخوبی ہو چکا

ہے۔ قالب اور برنج جو ہڈی کی لوجین اس طرح کی بنائی جاتی ہیں کہ ان میں ایک طرف تھوڑی سی تقعیر اور گڑھا ہوتا ہے تاکہ جہاں ان کو رکھ کر باندھیں درست بیٹھ جائیں اور پاؤں کی جانب طول میں رکھ کر ان میں دھجی اور پٹی وغیرہ لپیٹتے ہیں ان کی یہ صورت ہے کہ اگر چھوٹی ہوں اور ساق پر پوری نہ ہوں بلکہ اس مقدار سے کم قطع کی ہوں ایسے قالب وغیرہ کے استعمال سے فائدہ کیا ہوگا اور قدر حاجت سے بڑے ہوں مریض کو یہ فائدہ تعب اور گزند پہنچے گا علاوہ بر اں اگر چھوٹی ہوں گی تب بھی مریض کو کسی قدر تعب ضرور پہنچے گا قالب کے لانبے ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر حصہ پاؤں کا صحیح او ماؤف نہیں ہے اس کو حرکت سے باز رکھے جس وقت اس حصہ کی حرکت ٹوٹے ہوئے مقام کو مضر ہو خصوصا جو وقت غفلت اور نیند کا ہے اور اس بندش کی احتیاج بطرف ان آلات کے بڑشکست میں ہوتی ہے اور پھر بھی جب تک اور جگہ اور تدبیرات سے فارغ نہ ہولیں اور کسی طرح کی اور تدبیر کارگر نہ ہو تب یہ قالب چڑھانا چاہئے اور نیز اس کا استعمال قبل از ورم مناسب ہے اور ورم کو تحمل قالب وغیرہ کا نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ قالب چڑھانا ایک بلا او آفت جان ہے اور سوائے تعب او مشقت کے او کیا اس میں ملتا ہے اور مناسب یہی ہے کہ جب تک اور حیلے تدبیریں ہو سکیں اس کا استعمال نہ کریں ٹوٹی ہوئی ران کا اٹھانا اور اونچا کرنا اسی قدر چاہئے جس قدر حالت صحت میں اٹھتی اور اونچی ہوتی ہو اور جس قدر پھیلتی اور سمٹتی ہو بروقت صحت کے اسی قدر بندش کے بعد بھی قبض اور بسط اور اونچی اور نیچی کرنی چاہئے اور زیادہ تر مفید ایسے وقت میں یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کے پھیلانے کی تدبیر کریں یہ بھی جاننا ضرور ہے ران اور کولا جس مقام سے ٹوٹ جائے کچھ نہ کچھ عرج اور لنگ اس جگہ بعد درستی کے ضرور باقی رہ جاتا ہے اور اگر توکین ران اور کوے کے عضل کی منقلع ہو جائیں جو پہلے جھول پڑے گی اور دوبارہ بعد درستی کے مقدر میں نقصان پیدا ہوگا فلکہ کا ٹوٹ جانا فلکہ بہت کم ٹوٹتا ہے ہاں اکثر کوفیہ ہو جاتا ہے او جو صدمہ اسے عارض ہو

بذریعہ لمس کے پہچانا جاتا ہے کہ ٹٹولنے میں خشونت پیدا ہوتی ہے اور چٹخانے میں جو کھٹکا پیدا ہوتا ہے اور قوت لامسہ اس پر آ گاہ ہوتی ہے اور کان سے بھی وہ آواز سنی جاتی ہے اس سے بھی شناخت کر سکتے ہیں کہ اگر مثل حالت سابق کے ہو صحیح ہے ورنہ ماؤف ہے علاج اس کا یہ ہے کہ ساق کھینچیں اس کے بعد فلکہ کو اپنی جگہ داخل کر دیں اور اگر اجزا اس کے متفرق ہو گئے ہوں پہلے اجزا کو جمع کر کے پھر اسے اپنی جگہ داخل کر کے چھپائیں یعنی ابھرا ہوا نہ رہے۔

ساق کا ٹوٹ جانا اگر ساق کی چھوٹی ہڈی ٹوٹ جائے یہ انکسار اسلم ہے بہ نسبت اس کے کہ بڑی ہڈی ٹوٹے اور اگر چھوٹی نلی اوپر والی ٹوٹے گی جھکاؤ بطرف خارج کے قدام یعنی سامنے کے نہ ہوگا مگر چلنا پھرنا ممکن ہوگا اور اگر بڑی نلی نیچے والی ٹوٹ جائے گی ساق بطرف خلف اور خارج کے جھکے گی او اگر دونوں نلی چھوٹی اور بڑی ساتھ ہی ٹوٹیں گی نہایت زبوں حالی پیدا ہوگی اور ایسے وقت کبھی یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ ساق سب طرف جھکتی ہے اور کسی جانب اس کا میلان نہیں ہوتا ہے۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ علاج ساق کے ٹوٹنے کا برقیاس معالجہ ساعد کے ہے اور مثل اسی کے ہے مگر ساق کا ترچھا اور کج ہو جانا اور ٹوٹنے کی شکل طبعی سے منحرف ہونا مثل انحراف عقد کے نہیں ہے بلکہ وہ سیدھی ہے لہذا واجب ہے کہ ایک مدت تک اس کا سیدھا ہو جانا خیال کیا جائے اور بہت دنوں تک اسے اپنی جگہ پر رد کیا کریں کعب کے ٹوٹ جانے کا بیان ٹوٹنے کے صدمہ سے کعب محفوظ ہے اس لئے کہ اس میں صلابت زیادہ ہے اور اس کی نگہبانی کرنے والی چیزیں اس کے گرد وپیش بہت سی ہیں اکثر جو صدمہ کعب کو پہنچتا ہے یہی ہے کہ اتر جاتا ہے اور اس کی تدبیر باب خلع میں مذکور ہو چکی ہے پاشنہ پاؤں کا ٹوٹ جانا پاشنہ کا ٹوٹ جانا بہت مشکل ہے اور بعد ٹوٹنے کے علاج بھی اس کا دشوار ہے اکثر جب ٹوٹتا ہے اسی طرح ٹوٹتا ہے کہ آدمی اونچی جگہ کر کے اپنے پاؤں پر ٹیک لگائے اور اسی کے بھل سنبھلے کبھی پاشنہ کے ٹوٹنے سے کوفت عظیم اور سیلان خون کا

عارض ہوتی ہیں اول تو جو مقامات طعام اور شراب سے ممتلی ہیں ان میں زہر مدفون اور پوشیدہ ہو جاتا ہے دوسرے عروق وغیرہ بروقت سیر ہونے کے سب ممتلی ہوتے ہیں لہذا اسم کو گنجائش نفوذ کی نہیں ملتی ہے اور کبھی بعض قسم کی غذا یا شراب جو رگوں میں بھری ہوئی ہے اس میں ایک قسم کی تریاقیت ایسی ہوتی ہے جس سے زہر کا اثر بدون علاج کے ٹوٹ جاتا ہے پھر بھی ایسے شخص پر جسے کھٹکا مسموم ہو جانے کا ہے بنظر احتیاط کے واجب ہے کہ وقتاً فوقتاً اپنی عادت میں داخل کرے استعمال ان ادویہ کا جو واقع سموم ہیں جیسے مثرودیطوس کہ اس کی منفعت لفع سموم میں مجرب ہو چکی ہے خواہ معجون ملیس ارمنی اسی طرح انجیر کو ہمراہ برگ خشک سداب کے بیس جزو برگ مذکور اور جوز دو جز اور نمک نمیکو فتہ پانچ کز و اور انجیر خشک پانچ جز و جدوا بھی اس بار میں عجیب النفع ہے کہ جمیع سموم کی سمیت نفع کرتی ہے اور ان دواؤں کا بھی دفع سموم میں یہی حال ہے لیکن آج تک بخوبی دریافت نہ ہوا کہ دو دوائیں ہیں یا ایک ہے۔ایضا تخم شلغم کو چک ڈیڑھ درہم ہمراہ مفوخ سداب کے ایضا نمک بھی ایسا ہی ہے اسی طرح جو شخص اپنے کا خیال زہر سے رکھتا ہے اسے احتیاط ان سب باتوں کی شخص غیر کے کھانے پانی میں فقط نہ ہو بلکہ ہر وقت کے طعام اور شراب کی اگر اس میں غیر کی مداخلت نہ ہو دیکھ بھال کر کھایا کرے اس لئے کہ اکثر عطانہ جو ایک حیوان سمی ہے خواہ رتیلا او عقرب وغیرہ کھانے اور شراب میں پکتے او بناتے وقت گر پڑتا ہے اور باورچی وغیرہ کو خبر نہیں ہوتی کہ وہ جانور کس وقت گرا اور اکثر ہوام اور سمی جانور بعض کھانوں کی بوئے خوش خواہ بوئے شراب کو نہایت دوست رکھتے ہیں اور دوڑ کر اس کی طرف جاتے ہیں اور کبھی اس میں گر کر مر جاتے ہیں کبھی مٹکا مٹھور مشک وغیرہ میں سے شراب پی جاتے ہیں او کبھی اس میں قے کرتے ہیں اسی واسطے چھت دار مکان خواہ سایہ درخت کے نیچے کی چیزیں خواہ جن مقامات پر گھاس وغیرہ زیادہ اگتی ہے وہاں کی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بیان حام سموم مشروبہ کا زہر کے دو صنف ہیں ایک قسم فقط بنظر اپنی کیفیت کے اثر کرتی ہے دوسری صنف اپنی صورت اور تمام جوہر جسمانی سے اثر کرتی ہے پہلی قسم وہی ہے جو عفونت پیدا کرے جیسے ارنب بحری اور مثل اس کے خواہ سوزش اور سخونت پیدا کرے جیسے فربیون خواہ تبرید لیش از حد پیدا کرے اور مخدر ہو جیسے افیون خواہ مسالک روح میں سدہ پیدا کر کے آمد و شد نفس کی بند کر دے جیسے مردارسنگ دوسری قسم جو تمام جوہر جسمانی سے مؤثر ہو مثلاً بیش اور ہلاہل جس کو لوگ ایک قسم کا گوند بیان کرتے ہیں خواہ بیش کا گوند ہے یا قرون سنبل کا یا کسی اور چیز کا اسی طرح قرون سنبل اور تلخہ پلنگ یعنی چیتے کا پتا اور از یں قبیل اور چیزیں ایسی ہیں جو تمام اجزائے جوہری سے مؤثر ہوتے ہیں اور ایسے زہر نہایت بد اور زبوں ہیں ایضاً بعض اقسام زہر کے کسی ایک ہی عضو خاص پر ان کی سمیت پہنچتی ہے جیسے ذراریح کہ اس کا ضرر خاص مثانہ پر پہنچتا ہے اور بعض اقسام زہر کے تمام بدن پر ان کا اثر پہنچتا ہے جو زہر تبدیل مزاج کر کے خواہ بذریعہ تعفین یا کسی عضو خاص کو مضرت پہنچا کر مہلک ہو ممکن ہے کہ اس کا اثر تھوڑی دیر کے بعد ظاہر ہو اور فوراً اثر نہ کرے علاوہ یہ ہے کہ جو زہر عفونت پیدا کرتا ہے جس قدر زیادہ دیر تک بدن میں ٹھہرے روائت اس کی بڑھتی جائے گی اور فعل اس کا زیادہ ہوگا اور ایسے زہر سے نجات اور سلامت حال کی تدبیر یہی ہے کہ تحلیل اس زہر کی خواہ جس مادے کو اس زہر سے عفونت عارض ہوئی ہے بذریعہ تعلق وغیرہ کے کریں خواہ علاج باضد کر کے اس زہر کے اثر کو توڑ ڈالیں۔ یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ ضرر مخدرات کا گرم مزاج میں ایک طرح سے ضعیف ہوتا ہے اور دوسری طرح سے قوی ہوتا ہے پھر اس جگہ جو غالب جانب ہو اسی کا حکم بھی غالب ہوگا پس اس حیثیت سے کہ مزاج حار قلب میں ہے اور مخدر کی مقاومت کرتا ہے فعل زہر مخدر کا ضعیف ہوگا اور باین نظر کہ شے مخدر بدن حار سے اس کی تلطیف ارواح وغیرہ کو فنا کرتی ہے اس لئے کہ جوہر دوائے مخدر کا بارد اور ثقیل ہے اور روح خفیف او گرم ہے اور اسی وقت حرکت شریانات کو اور

ان کا جذب جو بروقت حرکت انقباض کے ہوتا ہے وہ بھی دوائے محذر سے زیادہ ہوتا ہے اس نظر سے مضرت دوائے محذر کی ابدان حارہ میں شدید ہے خصوصا جب خیال کیا جائے کہ مزاج اصلی محذر کا مضاد مزاج ابدان حار کے ہے شاید یہی مضرت سموم حارہ کی بھی بہ نسبت ابدان حرہ کے ثابت ہو جائے اس لئے کہ مزاج گرم قلب سے اثر سموم حادہ کا بقوت دفع کر دیتا ہے لہذا اثر زہر کا ضعیف ہوگا اور اس کی قوت کی تحلیل ہو جاتی ہے لیکن شرائین مزاج گرم میں جذب اثر بقوت کرتے ہیں پس وہی ضرر پیدا ہوگا جو محذرات میں بیان ہوا اسی واسطے جالینوس نے کہا ہے کہ فربیون میرے گمان میں یہ بیش ہے خواہ کوئی اور سم قاتل کسی آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے اور زرراریر ہلاک نہیں کرتی ہے اس لئے کہ زرراریر کا اثر قلب تک بعد مدت اور اتنے زمانہ کے پہنچتا ہے جب خون بدن سے منفعل ہو جاتی ہے اور وہ انفعال ایسا ہوتا ہے کہ اس کے بعد سوائے ابحالہ غذائی کے اور کچھ باقی نہیں رہتا ہے اور آدمی کے بدن میں یہ استحالہ قبل از وصول بطرف قلب کے ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے مسامات وسیع ہیں اور حرارت اس کی شدید ہے اور شرائن کے حرکات قوی ہیں جو بقوت جذب کرتے ہیں میں کہتا ہوں یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے مگر مناسبات جو درمیان قوائے فاعلہ اور قوائے منفعلہ کے ہیں ان کا بھی لحاظ ضرور ہے اور کہاں سے معلوم ہو کہ فربیون مذکور اثر سمیت کا بہ نسبت اس مزاج عریض یعنی مزاج عام کے جو حیوان مطلق کا پیدا کرتی ہے تا ایکہ جب یہ دوا اثر پر قادر ہو اور کوئی مانع اس کی تاثیر کا نہ ہو تو محض براہ مزاج عام حیوانی کے انسان ک قاتل ہو او قاتل نہ ہو مثل زرزور کے جب اس کی تاثیر کا مانع پیدا ہو سوائے مزاج کے بلکہ یہ بھی محتمل ہے کہ فربیون بقیاس مزاج زرزور کے سم ہی نہ ہو اور اگر چہ زرزور کا وصول مستحیل بہ غذا ہو کر قلب انسان تک مثل فربیون کے نہیں پہنچتی ہے اور مہلک نہیں ہوتی ہے پھر بقراط نے ایک تجربہ یہ بیان کیا ہے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے تھوڑی تھوڑی مقدار بیش کے کھانے کی شروع کی اور اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے مقدار

مہلک تک نوبت پہنچا لی لیکن چونکہ طبیعت عادی ہو گئی کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور جرات اس کے استعمال پر ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ روش حکیم نے بیان کیا ہے کہ ایک لڑکی کم سن کی غذا میں اس قدر زہر کی خوگری کرائی گئی اور ایسا مزاج اس کا زہر کا اثر دار ہوا کہ اس کے لعاب دہن کے کھانے سے حیوان ہلاک ہو جاتا تھا اور مرغی اس کے لعاب دہن کے پاس نہیں پھٹکتی تھی اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ لونڈی جس بادشاہ پاس شب باش ہو وہ اس کے زہر سے ہلاک ہو جائے استدلال اقسام سموم پر خاص قسم پر زہر کی کبھی بنظر ان حالات کے کیا جاتا ہے جو بدن میں پیدا ہوتے ہیں مثلا بدن میں ایک قسم کی لذع اور تقطع اور مغص یعنی پیچ اور مروڑا پیدا ہوتا ہے اور جیسے اندرونی کوئی شے کھائی جاتی ہے جب اعراض پیدا ہوں دریافت کرو کہ زہر از قسم ادویہ حارہ حریفہ کے ہے مثلا زرنیخ او سک یعنی سنکھیا اور ریماب کشتہ کا استعمال ہوا ہے اگر التہاب شدید اور ذرور عروق کا اور بکثرت برآمد ہونا پسینے کا اور سرخی آنکھ کی اور کرب اور پیاس پیدا ہو معلوم ہو گا کہ زہر میں فقط حرارت کا غلبہ تھا جیسے فربیون اور اگر سبات اور حدر اور برودت پیدا ہو دلالت ہو گی کہ یہ زہر از قبیل محدرات کے ہے اور اگر سوائے سقوط قوت اور عرق بارد اور غشی کے او کوئی اثر ظاہر نہ ہو وہ زہر ایسا ہو گا جو تمام جوہر اپنے سے بدن انسان کو مضر ہے اور یہی قسم نہایت زبوں ہے کبھی رائحہ کی وجہ سے بھی زہر کی شناخت کی جاتی ہے خواہ تمام بدن کی بو سے جیسے ناگوار افیون کی اس شخص کے جسم سے جو افیون کو پئے خواہ کسی خاص عضو کی بو سے جیسے منہ کی بدبو اس وقت جب کوئی بدبو زہر پی جائے جیسے ارنب بحری او اقوسطین او ذرریح کبھی تے کے دیکھنے سے بھی شناخت زہر کی ہوتی ہے اس لئے کہ زہر خوردہ کی تے اکثر جوہر زہر کو بذریعہ آنکھ کے پتا دیتی ہے خواہ تے کی بو سے اس کا پتا لگ جاتا ہے خواہ تے کے مزے سے اگر مسموم بیان کرے بھی شناخت کر لیتے ہیں جیسے مردار سنگ بعد تے کرنے کے آنکھ سے دکھلائی پڑتا ہے اور اسی طرح او خون بستہ او شیر بستہ اور اسی

طرح افیون بذریعہ رائحہ کے پہچانی جاتی ہے اور ارنب بحری اور ضفدع بذریعہ زہولت علامات ردی کا بیان جس وقت مسموم پر غشی طاری ہونی شروع ہو اور دونوں حدقہ چشم الٹنے پلٹنے لگیں اور سیاہی آنکھ غائب ہو جائے پھر اس کے بچنے کی امید نہیں ہے اسی طرح اگر آنکھیں سرخ ہو جائیں اور زبان باہر نکل آئے اور نبض ساقط ہو جائے اور پسینا ٹھنڈا نکلنے لگے علامت زبوں ہے اور ایسے وقت میں بہت کم زندہ رہتا ہے۔

______اختتام__________